آموزش دین
«به زبان ساده»
جلد چهارم

فہرست

* عرض ناشر

خالق کائنات (خدا) کے بارے میں

* سبق 1 کائنات میں نظم و ربط
* سبق 2 کائنات پر ایك نگاہ
* سبق 3 ہر موجود کی علت ہوتی ہے
* سبق 4 بڑے آبشار کا سرچشمہ
* سبق 5 خداشناسی کی دو دلیلیں
* سبق 6 خدا کی تلاش
* سبق 7 زمین اور آسمان کا خالق

جہان آخرت (قیامت) کے بارے میں

* سبق 8 قیامت کا دن حساب کا دن ہے
* سبق 9 قیامت کے ترازو
* سبق 10 جنّت اور اہل جنّت دوزخ اور اہل دوزخ
* سبق 11 قیامت کا خوف ...

نبوت کے بارے میں

* سبق 12 تمام پیغمبروں کا ایك راستہ ایك مقصد
* سبق 13 پیغمبروں کا الہی تصور کائنات
* سبق 14 پیغمبروں کی خصوصیات

پیغمبر اسلام (ص) اور آپ(ص) کے بارے میں

* سبق 15 ایمان و استقامت
* سبق 16 اقتصادی پابندي
* سبق 17 استقامت اور کامیابي
* سبق 18 انسانوں کی نجات کے لئے کوشش
* سبق 19 پیغمبر اکرم کی بیعت
* سبق 20 مشرکوں کا مکر و فریب
* سبق 21 پیغمبر خدا (ص) کی ہجرت (1)
* سبق 22 پیغمبر خدا (ص) کی ہجرت (2)
* سبق 23 بابرکت پیسہ
* سبق 24 باہمی تعاون
* سبق 25 ہمت مردان

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

نام کتاب : آموزش دین (جلد چھارم)

تالیف : آیۃ اللہ ابراہیم امیني
ترجمہ : شیخ الجامعہ مولانا اختر عباس صاحب
نظرثاني : حجۃ الاسلام مولانا نثار احمد صاحب
ناشر : انصاریان پبلیکیشنز قم امقدسہ ایران
تعداد : سہ ہزار
کتابت : جعفرخان سلطانپور

1

عرض ناشر

کتاب تعلیم دین سادہ زبان میں حوزہ علمیہ قم کی ایك بلند پایہ علمی شخصیت حضرت آیۃ اللہ ابراہیم امینی کی گرامی مایہ تالیفات میں سے ایك سلسلہ "آموزش دین در زبان سادہ" کا اردو ترجمہ ہے_
اس کتاب کو خصوصیت کے ساتھ بچوں اور نوجوانوں کے لئے تحریر کیا گیا ہے_ لیکن اس کے مطالب اعلی علمی پیمانہ کے حامل ہیں اس بناپر اعلی تعلیم یافتہ اور پختہ عمر کے افراد بھی اسی سے استفادہ کرسکتے ہیں_
بچوں اور جوانوں کی مختلف ذہنی سطحوں کے پیش نظر اس سلسلہ کتب کو چارجلدوں میں تیار کیا گیا ہے_ کتاب خدا
اس سلسلہ کتب کی چوتھی جلد کے ایك حصّہ پر مشتمل ہے جسے کتاب کی ضخامت کے پیش نظر علیحدہ شائع کیا جارہا ہے_
اس سلسلہ کتب کی امتیازی خصوصیات درج ذیل ہے_
___ کتاب کے مضامین گوکہ اعلی مطالب پر مشتمل ہیں لیکن انھیں دل نشین پیرائے اور سادہ زبان میں پیش کیا گیا ہے تا کہ یہ بچّوں کے لئے قابل

2
فہم اور دلچسپ ہوں_
___ اصول عقائد کے بیان کے وقت فلسفیانہ موشگافیوں سے پرہیز کرتے ہوئے اتنا سادہ استدلالی طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ نوعمر طلباء اسے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں_
___ مطالب و معانی کے بیان کے وقت یہ کوشش کی گئي ہے کہ پڑھنے والوں کی فطرت خداجوئي بیدار کی جائے تا کہ وہ از خود مطالب و مفاہیم سے آگاہ ہوکر انھیں دل کی گہرائیوں سے قبول کریں اور ان کا ایمان استوار پائیدار ہوجائے_
___ ہماری درخواست پر حضرت حجۃ الاسلام و المسلمین شیخ الجامعہ الحاج مولانا اختر عباس صاحب قبلہ دام ظلہ نے ان چاروں کتابوں کا ترجمہ کیا_
ان کتابوں کو پہلا ایڈیشن پاکستان میں شائع ہوا تھا اور اب اصل متن مؤلف محترم کی نظر ثانی کے بعد اور اردو ترجمہ حجۃ الاسلام جناب مولانا نثار احمد ہندی کی نظر ثانی اور بازنویسی کے بعد دوبارہ شائع کیا جارہا ہے اپنی اس ناچیز سعی کو حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں
___ ہماری دلی آرزو ہے کہ قارئین گرامی کتاب سے متعلق اپنی آراء اور قیمتی مشوروں سے مطلع فرمائیں

والسلام ناشر **محمد تقی انصاریان**

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

3

باب اوّل

خالق كائنات ''خدا'' كے بارے ميں

4

كائنات ميں نظم اور ربط

ايك كتاب سامنے ركھئے وہ ہزاروں حروف اور الفاظ اور جملوں سے ملكر بنى ہوگي، ان حروف اور الفاظ كا آپس ميں كيا تعلق ہوگا؟ كيا انھيں كسى تعلق كے بغير ايك دوسرے كے نزديك ركھا گيا ہے؟ يا كسى خاص ربط و تعلق سے انہيں ايك دوسرے سے جوڑا گيا ہے ___؟
جب آپ اس كتاب كو پڑھ چكيں گے تو تمام حروف اور الفاظ اور مختلف جملے اور كتاب كے مختلف حصّے آپس ميں مربوط اور متناسب پائيں گے اور يہ سب ايك غرض كو پورا كر رہے ہوں گے اور يہ تمام حروف و كلمات ايك مخصوص ترتيب كے ساتھ ايك دوسرے كے ساتھ مربوط ہوں گے اور ہر ايك اپنى جگہ ايك خاص مقام ركھتا ہوگا_
اس طرح آپ كو معلوم ہوگا كہ ان حروف اور كلمات كا لكھنے والا عاقل اور با شعور انسان ہے اور اس كام كے انجام دينے سے پہلے وہ اس سے آگاہ تھا

5

اور ان حروف اور كلمات كو اس طرح منظم كرنے ميں اس كا ايك خاص مقصد تھا اور وہ اس كام كے انجام دينے كى قدرت اور مہارت ركھتا تھا_
كيا آپ كے ذہن ميں يہ خيال آسكتا ہے كہ يہ كتاب خودبخود ايك حادثہ كے طور پر بغير كسى مقصد كے وجود ميں آگئي ہوگي؟
كيا يہ تصور كيا جاسكتا ہے كہ ايك بے شعور ''موجود'' جيسے ہوا'' نے قلم كو كاغذ پر چلايا ہوگا اور اس قسم كى كتاب لكھ ڈالى ہوگي؟
نہيں__ ہرگز آپ كے ذہن ميں يہ خيال نہيں آئے گا كہ يہ كتاب خودبخود اور بغير كسى مقصد كے وجود ميں آگئي ہوگي_
اور يہ نہيں سوچا جاسكتا كہ يہ كتاب كسى ايسے ذريعہ سے جو علم اور شعور نہ ركھتا ہو ايك حادثہ كے طور پر لكھى گئي ہوگي_ كيونكہ ہم جانتے ہيں كہ ہر موجود كسى مناسب علّت اور سبب سے وجود ميں آتا ہے اور اگر كوئي اس كے برعكس كہے بھى تو آپ اس پر ہنسيں گے_ اور اس كى اس بات كو غير عاقلانہ كہيں گے_
پس ايك كاب كے كلمات اور حروف ميں نظم و ضبط اور ربط و تعلق سے دو چيزيں سمجھ ميں آتى ہيں:
ايك يہ كہ اس كا كوئي مؤلف او رلكھنے والا عقل و علم اور مہارت و قدرت ركھتا ہوگا اور اس كام كے ذريعہ اس كا كوئي نہ كوئي مقصد ہوگا_
اس طرح ہر منظم اور بامقصد چيز اپنے بنانے والے كى عقل، تدبير اور قدرت كو ظاہر كرے گي_ نيز اس چيز ميں پايا جانے والا نظم اور بناوت كى عمدگى اس كے بنانے والے كى قدرت اور اس علم كے مقام كا اظہار ہوگي_

6

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

یہ کائنات بھی ایک عظیم کتاب کی مانند ہے جو مختلف کلمات اور حروف اور جملوں پر مشتمل ہے اور اس جہان کا ہر موجود اور اس میں پیش آنے والا ہر حادثہ اس کتاب کا ایک حرف یا کلمہ یا جملہ ہے_ اس جہان کے موجو دات اور حوادث، منتشر، بے ربط اور بے نظم ہیں بلکہ ایک کتاب کے حروف اور کلمات کی طرح منظم اور ایک دوسرے سے متصل ہیں_
اس عالم کی ایک بڑی کتاب انسانی بدن کی ساخت کو دیکھئے جو اس کائنات کی کتاب کا ایک کلمہ ہے_ اس میں سینکڑوں نازک نظاموں کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے_ یہ تمام باعظمت نظام ایک چیز کو تشکیل دے رہے ہیں کہ جس کے تمام اجزاء آپس میں مربوط ہیں اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور دوسرے کی ضروریات کو پورا کر رہے ہیں_ انسانی بدن کے مختلف اجزاء اور نظام ایک عظیم کارخانہ کی مانند ہیں اور سب ایک دوسرے سے وابستہ ہیں_ انسانی بدن کے تمام اعضاء پورے نظم و ضبط سے کام کرتے ہیں تا کہ انسان اپنی زندگی کو جاری رکھ سکے_
انسان کا بدن تنہا اپنی زندگی باقی نہیں رکھ سکتا بلکہ وہ دوسرے موجودات جیسے پاني، ہوا اور مختلف غذاؤں، درخت، نباتات، حیوانات اور زمین کے فطری سرچشموں کا محتاج اور ضرورت مند ہے_ ان کے بغیر زندگی نہیں بسر کرسکتا اور پھر یہ تمام چیزیں سورج کی روشني، دن، رات کی منظم حرکت اور گرمی و سردی کے موسم سے ربط رکھتی ہیں اس طرح یہ ساری چیزیں ایک ایسی حقیقی وحدت کو تشکیل دیتی ہیں کہ گویا ایک کامل نظم اور ضبط انکے درمیان کار فرما ہے_
کائنات کی اس عظیم کتاب کو غور سے دیکھئے اور اس کے حسین و جمیل کلمات

پر نگاہ ڈالئے اس کے ہر ایک کلمہ میں گہرا نظم و ضبط پائیں گے_
کیا دیکھیں گے____؟
آپ اچھی طرح جان لیں گے کہ خلقت کا اتنا بڑا مجموعہ بغیر کسی غرض اور مقصد کے اتفاقی طور پر وجود میں نہیں آیا ہے_ بے شعور مادہ اور طبیعت اس قسم کے گہرے اور بامقصد نظام کو وجود میں نہیں لاسکتا_ ایسی ضخیم اور پر معنی کتاب مادہ کی تالیف نہیں ہوسکتي____؟
اس جہان اور اس کے نظم و ضبط کو جان لینے کے بعد اس کا حقیقی سبب آپ کی سمجھ میں آجائے گا اور آپ جان لیں گے کہ اس جہان کا کوئي پیدا کرنے والا ہے جو عالم اور قادر ہے_ جس نے اپنے علم اور تدبیر سے اس جہان کو کسی خاص غرض اور مقصد کے لئے خلق کیا ہے اور اسے چلارہا ہے_ لہذا آپ جس طرف نگاہ ڈالیں گے اور جس مخلوق کا مطالعہ کریں گے خالق جہان کے علم اور قدرت کے آثار آپ پر ظاہر ہوں گے_
خلقت عالم کا مشاہدہ اور مطالعہ خداشناسی کے طریقوں میں سے ایک بہترین طریقہ ہے جسے برہان نظم کا نام دیا گیا ہے_ قرآن مجید کی بہت سی آیات میں تاکید کی گئي ہے کہ زمین، آسمان، سورج اور ستارے، حیوانات، نباتات، دن اور رات کی منظم گردش اور انسان کے وجود میں پائے جانے والے عجائبات مختلف شکلیں اور رنگ اور مختلف زبانوں کے وجود میں آنے کے متعلق غور و فکر کرو تا کہ خالق جہان کی معرفت حاصل کرسکو_ اور اس کی عظمت و قدرت کو معلوم کرسکو_
'' و من ایتہ خَلقُ السَّموات وَ الَارض وَ اختلَافُ اَلسنَتکم وَ اَلوَانکُمْ

انَّ في ذلکَ لَای ت: للعلمینَ''_
''سورہ روم 30 آیت 22''
اللہ تعالی کے علم اور قدرت کی نشانیوں
میں سے زمین اور آسمان کی خلقت اور تمہاری مختلف زبانوں اور مشکلوں کاہونا ہے اور یہ سوچنے والوں کے لئے بہت زیادہ نشانیاں ہیں''

سوچیے اور جواب دیجئے
1_ ایک کتاب کے حروف اور الفاظ کے آپس میں ربط کو دیکھ آپ کیا سمجھتے ہیں:

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

2_ اس سبق میں کائنات کو کس چیز سے تشبیہ دی گئي ہے؟ اور تشبیہ دینے کا کیا مقصد ہے؟
3_ خلقت جہان میں نظم و ضبط اور ارتباط کی کوئي مثال دیجئے
4_ اس کائنات میں پائے جانے و الے نظم و ضبط اور ارتباط پر غور کرنے سے ہم کیا سمجھتے ہیں؟ اور خالق جہان کی کون سی صفت کو اس سے معلوم کرسکتے ہو؟
5_ برہان نظم کسے کہا جاتا ہے؟ اس دلیل کا خلاصہ کیا ہے
6_ قرآن مجید کی آیات میں خالق کائنات کے پہچاننے کے لئے

9
کن چیزوں میں غور کرنے کے لئے کہا گیا ہے؟
7_ برہان نظم کی کوئي مثال آپ پہلے پڑھ چکے ہیں؟ اگر ہاں تو اسے بیان کیجئے؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ چہارم

10

کائنات پر ایک نگاہ

دیہات میں صبح کی لطیف اور فرحت بخش ہوا چل رہی ہے_ اس زندہ دل بوڑھے کو دیکھئے کہ صبح کی دودھیا روشنی میں اوپر نیچے ہو رہا ہے، کس ذوق و شوق اور چابکدستی سے گندم کی کٹائي کر رہا ہے_
اس کی گنگنانے کی لے کو سینے یہ دن اور رات، چاند کی روشنی یا اللہ اس کے بیٹھے بھی اس کی مدد کو پہنچ چکے ہیں_ ان میں سے کچھ باپ کی مدد کر رہے ہیں اور ایک جلانے کے لئے خشک لکڑیاں اکٹھی کر رہا ہے_ شاید کہ باپ اور بھائي بہنوں کے لئے چائے بنانا چاہتا ہے تا کہ سب مل کر ناشتہ کریں_
کیا آپ ان کے مہمان بننا پسند کریں گے؟ ظاہر ہے کہ یہ لوگ مہربان اور مہمان نواز ہیں اور آپ کی اچھی طرح خاطر مدارات کریں گے_

11
اس بچے کے نزدیک بیٹھیئےتھوڑی دیر صبر کیجئے اور دیکھئے کہ کس طرح سورج ان پہاڑوں کے پیچھے سے آہستہ آہستہ طلوع ہوتا ہے اور کس خوبصورتی سے کھیتوں اور کھلیانوں پر نور بکھیرتا ہے_ سچ مچ سورج طلوع ہر کر پہاڑوں اور میدانوں کو کیسی خوبصورتی اور پاکیزگی بخشتا ہے_
غور کیجئے کہ اگر سورج طلوع نہ ہوتا اور ہمیشہ رات اور تاریکی ہوتی تو ہم کیا کرتے____؟ کبھی سوچا ہے کہ سورج یہ ساری روشنی اور توانائي کسطرح فراہم کرتا ہے____؟
کیا آپ کو سورج کا حجم معلوم ہے____؟
سورج کا حجم زمین سے دس لاکھ گنا زیادہ ہے_ یعنی سورج اگر ایک خالی کرّہ ہو تو ہماری زمین کے برابر دس لاکھ زمینیں اس کے اندر سماجائیں_ اس بڑے آتشی کرّہ کا درجہ حرارت 6000 ہے_
کیا آپ جانتے ہیں کہ سورج اتنی شدید گرمی اور اتنے زیادہ درجہ حرارت کے باوجود کیوں زمین اور اس پر موجود چیزوں کو جلا نہیں ڈالتا؟
اس کا جواب یہ ہے کہ سورج، زمین سے ایک مناسب اور مقرر فاصلہ (ڈیڑھ کروڑ کلومیٹر) پر ہے_ اور اس کی روشنی اور توانائي صرف ضرورت کے مطابق کرہ زمین پر پہنچتی ہے_
کبھی آپ نے سوچا کہ سورج اور زمین کا درمیانی فاصلہ اگر اس مقدار میں نہ ہوتا تو کیا ہوتا____؟
اگر سورج اور زمین کا فاصلہ موجودہ فاصلہ سے کم ہوتا مثلاً اگر نصف ہوتا تو کیا ہوتا____؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

12

ہاں زمین پر كوئي جاندار باقی نہ رہتا اور سورج كی تمازت تمام بناتات حیوانات اور انسانوں كو جلا ڈالتي_
اور اگر سورج اور زمین كا فاصلہ موجودہ فاصلہ سے زیادہ ہوتا مثلاً موجودہ فاصلے سے دوگنا ہوتا تو كیا ہوتا_____؟
اس صورت میں روشنی اور حرارت ضرورت كے مطابق زمین پر نہ پہنچتی اور تمام چیزیں سرد اور مردہ ہوجاتیں_ تمام پانی برف ہوجاتا، كہیں زندگی كا نام و نشان نہ ملتا_
واضح رہے كہ زمین اور سورج كا یہ فاصلہ وسیع علم و آگاہی او رگہرے حساب و كتاب كے ساتھ معین كیا گیا ہے_
گندم كی خوشنما بالیاں، سورج كی روشنی اور حرارت سے ہی اتنی بڑی ہوئي ہیں_ سورج ہی كی حرارت كے سبب یہ تمام بناتات اور درخت نشو و نما پاكر ہمارے لئے پھل اور دوسری طرح طرح كی اجناس پیدا كرتے ہیں_ مختلف غذائیں جنہیں ہم استعمال كرتے ہیں سورج كی توانائي ہی سے بالیدگی حاصل كرتی ہیں، در حقیقت یہ سورج ہی كی توانائي (انرجي) ہے كہ جو نباتات اور دیگر تمام غذاؤں میں ذخیرہ ہوتی ہے اور ہم اس سے طاقت و قوت حاصل كرتے ہیں_
حیوانات نباتات كی ذخیرہ شدہ توانائي سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ہم حیوانات كے ذریعہ بھی اس توانائي سے فیض یاب ہوتے ہیں_
مثلاً حیوان گھاس چرتے ہیں اور ہمیں دودھ دیتے ہیں اور ہم گوشت اور دودھ سے بنی ہوئي دوسری غذاؤں سے استفادہ كرتے ہیں_ مختصر یہ كہ سورج توانائي كا منبع ہے_

13

یہ سورج ہی كی توانائي ہے جو اس لكڑی میں موجود ہے اور اب یہ ان محنت كش باپ بیٹوں كے مہمانوں كے لئے چائے كا پانی ابال رہی ہے_
اے ان باپ بیٹوں كے معزز مہمانو آپ خورشید كی پر شكوہ اور حسین صورت سے اور اس كے اور زمین كے درمیان فاصلہ میں پائے جانے والے گہرے حساب و كتاب سے اور نباتات و حیوانات اور انسانوں كے اس كی روشنی اور توانائي سے فائدہ اٹھانے سے كیا سمجھتے ہیں_____؟
آپ كائنات كی مختلف اشیاء كے درمیان پائے جانے والے حیرت انگیز ارتباط اور ہم آہنگی سے كیا نتیجہ اخذ كرتے ہیں؟
اور كیا یہ كائنات ایك غیر منظم اور بے ربط اشیاء كا مجموعہ ہے یا ایك مكمل طور پر ہم آہنگ اور مربوط اشیاء كا مجموعہ ہے_____؟
یقینا آپ جواب دیں گے كہ:
ہم كائنات كو ایك بہت بڑے اور مكمل طور پر ہم آہنگ اشیاء كے مجموعہ كے طور پر دیكھتے ہیں او رہم خود بھی اس كا ایك حصہ ہیں_
اس عظیم، ہم آہنگ اور بڑے مجموعہ كو دیكھ كر آپ كے دل میں كیا خیال آتا ہے____؟
یہ نظم اور حساب جو اس عظیم جہان كے تمام اجزاء میں پایا جاتا ہے كس چیز كسی نشاندہی كرتا ہے____؟
كیا اس سوال كا یہ غیر عاقلانہ جواب دیا جاسكتا ہے كہ اس عظیم كائنات كا خالق كوئي نادان اور جاہل و ناتواں موجود ہے____؟
ہمارا بیدار ضمیر اور عقل سلیم یہ جواب كبھی پسند نہیں كرے گی بلكہ كہے گي

14

كہ یہ عظیم نظم و ضبط اور اشیاء عالم كے درمیان ہم آہنگی اس كے بنانے والے كی عظمت اور قدرت اور علم كی علامت ہے كہ جن كی وجہ سے اس نے موجودات عالم كو اس طرح بنایا ہے او رخالق ہر ایك مخلوق كی ضروریات سے اپنے علم اور بصیرت كی بنا پر پہلے سے آگاہ تھا اس لئے اس نے كائنات كی ہر چیز كی ضروریات كو پورا كیا ہے اور ہر ایك كے لئے ایك مقصد اور اس تك پہنچنے كا راستہ معین كیا ہے_
وہ خالق عالم اور قادر كون ہے____؟
وہ عالم توانا اور قادر خدا ہے كہ جس نے یہ تمام نعمتیں ہمارے لئے پیدا كی ہیں اور ہمارے اختیار میں دے دی ہیں_ سورج اور چاند اور زمین كو ہمارے لئے مسخر كردیا ہے تا كہ كوشش اورمحنت سے زمین كو آباد كریں او رعلم و دانش حاصل

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کر کے اس دنیا کے عجائبات سے پردہ اٹھادیں اور اپنے پروردگار اور خالق کی عظمت کی نشانیوں کو دیکھیں اور ان نشانیوں سے اس کی بے انتہا قدرت اور کمال کا نظارہ کریں اور اس سے راز و نیاز اور مناجات کریں_
کیونکہ
"انسان خدا سے راز و نیاز اور مناجات کے وقت ہی اپنے اعلی اور صحیح مقام پر ہوتا ہے_ اگر انسان اپنے پروردگار سے دعا اور مناجات نہ کرے تو ایسی زندگی کس کام کی ہوگي؟
اور ایسا انسان کتنا بے قیمت ہوگا_"
دن اور رات کی پیدائشے کو دیکھئے اور صبح و شام ، دن ورات کے پیدا کرنے والے سےمناجات کیجئے _ کیا آپ جانتے ہیش کہ زمین کی حرکت سے دن

اور رات پیدا ہوتے ہیں_ زمین ايك دن اور رات میں اپنے محور کے گرد گردش کرتی ہے_ زمین کا وہ آدھا حصّہ جو سورج کے سامنے ہوتا ہے وہ دن کہلاتا ہے اور دوسرا حصّہ تاريك اور رات ہوتا ہے_
زمین کی اسی محوری گردش سے گویا دن، رات میں اور رات دن میں داخل ہوجاتی ہے اور دن و رات مستقل یکے بعد دیگرے ايك ترتیب سے آتے جاتے رہتے ہیں_ دن میں سورج کی گرمی او رحرارت سے نباتات اور درخت نشو و نما پاتے ہیں اور دن ہی میں انسان کام کاج اور محنت و مشقت کرتے ہیں اور پر سکون رات میں آرام کر کے اور مناجات بجالاکر اگلے دن کے لئے نئي قوت حاصل کرتے ہیں اور دوسرے دن کے لئے کام کاج اور عبادت الہی کے لئے خود کو تیار کرتے ہیں_
کیا آپ جانتے ہیں کہ جب آپ دن بھر کی محنت و مشقت اور عبادت و ریاضت کے بعد رات کو مناجات بجالاکر پر سکون میٹھی نیند کے مزے لے رہے ہوتے ہیں تو خالق کائنات کا یہ مربوط نظام اپنے نظم و ضبط اور ربط و ہم آہنگی کے کچھ اور تماشے دکھا رہا ہوتا ہے_
جی ہاں سورج سے حاصل کردہ روشنی اور توانائي سے چاند ہمیں نہ صرف ٹھنڈی اور فرحت بخش چاندنی سے نوازتا ہے بلکہ اسی چاندنی سے سمندر میں مدّ و جزر یعنی جوار بھاٹا آتا ہے_ تپتے ہوئے صحراؤں کی ریت ٹھنڈی ہوکر کاروانوں کے لئے آغوش مادر بن جاتی ہے_
یقین جائیےھیتوں میں سبز یاں نمو پاتی ہیں_ بلکہ اگر آپ ککڑی کے کھیت میں کسی نوزائیدہ ککڑی پر نظر ٹکا کر بیٹھ جائیےو دیکھیئے گا کہ اسی چھٹکی ہوئي

چاندنی میں آناً فاناً ککڑی جست لگا کر بڑھ جاتی ہے_
اسی رات میں ابر نیساں برستا ہے جس سے سیپی میں ہوتي_ بانس میں بنسلوچن، کیلے میں کافور او سانپ میں زہر مہرہ پیدا ہوتا ہے_
کبھی آپ نے سوچا ہے کہ اگر زمین اس طرح منظم اور ايك خاص حساب سے حرکت میں نہ ہوتی تو کیا ہوتا___؟
زمین کے بعض حصّے ہمیشہ تاریکی میں ڈوبے رہتے_ ہمیشہ رات کا سماں ہوتا اور اس قدر سردی ہوتی کہ برف جمی رہتي_ اور بعض حصّوں میں ہمیشہ دن اور روشنی او رجھلسا دینے والی گرمی ہوتي_
دن اور رات کی پیدائشے بھی خالق کائنات کی قدرت، عظمت، علم، دانائي اور توانائي کی واضح نشانی ہے_
کیا آپ اس محنت کش بوڑھے سے چند سوال کرنا چاہیں گے___؟
صبر کیجئے، جب وہ ناشتہ کرنے کے لئے آپ کے پاس بیٹھے تو اس سے سوال کیجئے گا اور پوچھئے گا کہ گندم کے خوشنما خوشوں کے مشاہدے اور ان لہلہاتے کھیتوں اور حسین و جمیل فلك بوس پہاڑوں اور دل کش مرغزاروں کو دیکھ کر آپ کیا محسوس کرتے ہیں___؟
اور اس سے پوچھئے گا کہ دن او ررات کی گردش اور آفتاب کے طلوع و غروب سے آپ کیا سمجھتے ہیں____؟
اور سوال کیجئے گا کہ سورج اور چاند کے کام اور ان میں پائے جانے والے نظم و ضبط کے مشاہدے سے آپ نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ سورج کا نور اور چاند کی روشنی کو کس نے پیدا کیا ہے___؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

17

پھر اس کی باتوں کو غور سے سینئے گا اور دیکھیئے گا کہ وہ آپ کو کتنا عمدہ اور سادہ جواب دیتا ہے اور ملاحظہ فرمایئےا کہ وہ اس جہان کو دیکھ کر اس کے خالق کے عالم و قادر ہونے اور اس کے عظمت و قدرت والا ہونے کا کس طرح نتیجہ نکالتا ہے اور کس ایمان و خلوص اور دل کی گہرائیوں سے اپنے خالق کے حضور مناجات کرتا ہے اس کی آواز کو خوب کان لگا کر سینئے گا کہ وہ اس شعر کو گنگنا کر کتنا عمدہ جواب دیتا ہے:

این شب و روز و این طلوع و غروب بر وجود خدا دلیل خوب نظم در کار ماہ و خورشید است نظم عالم نشان توحید اس نور خورشید و روشنائي ماہ باشد از جانب تو یا اللہ

یا اللہ

آیت قرآن

" و من ای تہ خلق السّموت و الارض و ما بثّ فیھما من دآبّۃ"

اللہ تعالی کی قدرت کی نشانیوں میں سے (ایك) زمین اور آسمان کی خلقت او رجوان میں حرکت کرنے والے ہیں"

(سورہ شوری آیۃ 29)

18

سوچئے اور جواب دیجئے

1) ___ سورج کے کرّہ کا حجم زمین کے حجم سے کتنا زیادہ ہے؟ سورج کی سطح کا درجہ حرارت کتنا ہے؟

2)___ سورج کی اتنی حرارت او رگرمی کے باوجود کرہ زمین کیوں نہیں جلتا؟ سورج زمین سے کتنے فاصلے پر ہے؟

3)___ اگر سورج کا زمین سے اتنا فاصلہ نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟ مثلاً اگر آدھا فاصلہ ہوتا تو کیا ہوتا؟ او راگر دوگنا فاصلہ ہوتا تو کیا ہوتا؟

وضاحت کیجئے؟

4) ___ سورج کا زمین سے او رموجودات زمین سے ارتباط کیا بتاتا ہے؟

5)___ کائنات میں پائے جانے والے گہرے حساب و کتاب اور نظم و ضبط کا مشاہدہ کس طرح خالق عظیم اور دانا و توانا کی طرف راہنمائي کرتا ہے؟

6)___ ایك انسان کی بہترین اور بلند پایہ حالت کس وقت ہوتی ہے؟

7)___ زمین کی طبعی حرکت کو بیان کیجئے اور اس حرکت کا نتیجہ انسانوں کیلئے کیا ہوتا ہے بیان کیجئے اور وضاحت کیجئے کہ اگر زمین کی یہ طبعی حرکت نہ ہوتی تو کیا ہوتا؟

8)___ اس سبق میں بیان کی گئي آیت قرآن کو زبانی ترجمہ کے ساتھ یاد کیجئے؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ چہارم

19

ہر موجود کی علّت ہوتی ہے

درخت کے پتّے آہستہ آہستہ حرکت کر رہے ہیں_ اگر سوال کیا جائے کہ درخت کے پتّے کیوں حرکت کر رہے ہیں اور پتّوں کے حرکت کرنے کا سبب کیا ہے؟

تو جواب ہوگا:

ہوا پتّوں کو حرکت دیتی ہے_ پتّوں کے حرکت کرنے کا سبب "ہوا" ہے اگر ہوا نہ چلے تو پتّوں کی حرکت بھی ك جائے_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

بالفاظ ديگر ہوا كا وجود پتّوں كے حركت كرنے كى "علّت" ہے_ لہذا ہم كہہ سكتے ہيں كہ پتّوں كى حركت "معمولي" ہے اور ہوا "علّت" ہے_
"معمول" اسے كہا جاتا ہے جو "علّت" كے ذريعہ سے وجود ميں آئے _ اسى لئے اسے معلول كہا جاتا ہے_
آپ كے سامنے درخت سے ايك سرخ سيب زمين پرگرتا ہے_ آپ جھك

كر اسے زمين سے اٹھا كر سونگھتے ہيں اور سوال كرتے ہيں كہ:
يہ سيب درخت سے كيوں گرا؟ اس كے گرنے كى علّت كيا تھي؟
زمين كى كشش ثقل، سيب كو اپنى طرف كھينچى ہے_ سيب كے گرنے كى "علّت" كشش ثقل ہے_
يہاں اس سلسلہ ميں دو چيزيں ہيں_ ايك "سيب كا گرنا" اور دوسرا "زمين كى كشش ثقل"_ كشش ثقل "علّت" ہوگى اور سيب كا گرنا "معلول" ہوگا_
اگر ديوار سے ٹيك لگائيں تو آپ اپنى پشت پر گرمى محسوس كرتے ہيں اور پوچھتے ہيں كہ ديوار كيوں گرم ہوگئي ہے؟
ديوار كے گرم ہونے كى علّت كيا ہے؟
آپ كا دوست كہتا ہے كہ مجھے علم نہيں_ آپ اٹھ كر كمرے سے باہر جاتے ہيں اور ديكھتے ہيں كہ ديوار كے پيچھے ايك بڑى سياہ ديگ كے نيچے آگ جل رہى ہے_ آپ فوراً سمجھ جاتے ہيں كہ ديوار كے گرم ہونے كى "علّت" يہ آگ تھي_
يہاں بھى دو چيزيں موجود ہيں جو ايك دوسرے سے واسطہ ركھتى ہيں_ ايك ديوار كى گرمى اور دوسرے آگ كا وجود_ ديوار كى گرمى آگ كى وجہ سے ہے_ يعنى اگر آگ نہ ہوتى تو ديوار گرم نہ ہوتي_ اسى لئے ہم كہہ سكتے ہيں كہ آگ كا وجود "علّت" ہے اور ديوار كى گرمى اس كا "معلول" ہے_ علّت اور معلول كے درميان مكمل رابطہ پاياجاتا ہے جب تك علّت نہ ہوگى معلول وجود ميں نہيں آئے گا_ معلول ہميشہ علّت كے ذريعہ وجود ميں آتا ہے_
انسان اپنى زندگى كے آغاز سے ہى اس روشن حقيقت سے واقف ہے او رجانتا ہے كہ كائنات ميں پائي جانے والى مختلف چيزوں كا ايك دوسرے سے ايك خاص تعلق ہوتا ہے___؟

اور ____ كائنات كى يہ موجودات اپنے وجود و زندگى كے لئے ايك دوسرے كى محتاج ہيں_

چند مثاليں اور تجربات
اپنا ہاتھ بڑھا كر كوئي چيز اٹھايئے
ہاتھ كو بڑھانا آپ كا كام ہے اور آپ اس كام كى علّت ہيں_ اگر آپ نہ ہوتے تو يہ كام انجام نہيں پاسكتا تھا_
اسى طرح نگاہ اٹھا كر اپنے دوست كى جانب ديكھئے
يہ ديكھنا وہ كام ہے جو آپ انجام دے رہے ہيں_ بالفاظ ديگر آپ ديكھنے كى علّت ہيں_ يہ كام يعنى ديكھنا آپ سے تعلق ركھتا ہے اور اس كام كے لئے آپ كا ہونا ضرورى ہے_ اگرآپ نہ ہوں تو ديكھنے كا يہ عمل انجام نہيں پاسكتا لہذا آپ "علّت" ہيں اور آپ كا كيا ہوا كام "معلول"_ اس طرح يہ بھى ظاہر ہوگيا كہ "معلول" كا وجود "علت" كا محتاج ہے اور بغير علّت كے معلول وجود ميں نہيں آسكتا_
آپ اپنے دوست كى بات سنتے ہيں_
يہ سننا آپ كا كام ہے اور آپ كے وجود سے تعلق ركھتا ہے اگر آپ كا وجود نہ ہو تو آپ اپنے دوست كى بات نہيں سن سكتے_
آپ اپنے دوست سے محبت كرتے ہيں_
يہ محبت كرنا بھى آپ كے وجود كا محتاج ہے_ كيونكہ اگر آپ نہ ہوں

تو آپ محبت بھى نہيں كرسكتے____ كيا ايسا نہيں ہے___؟
آپ كائنات ميں پائي جانے والى بہت سى چيزوں كا علم ركھتے ہيں_
آپ كا يہ علم و دانش آپ كے وجود سے وابستہ ہے_ اگر آپ نہ ہوں تو وہ علم و دانش كہ جو آپ كے وجود كا معلول ہے وہ

بھی نہ ہوتا_ آپ اپنے اور اپنے علم و محبت اور اپنے ارادے کے ساتھ ایك خاص وابستگی کو محسوس کرتے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ کس طرح آپ کے علم اور محبت اور ارادے کا وجود آپ کے وجود کے ساتھ مربوط اور آپ کے وجود کا محتاج ہے_
آپ حرکت کرتے ہیں، کوئي چیز لکھتے ہیں، راستہ چلتے ہیں، بات کرتے ہیں، سوچتے ہیں، سمجھتے ہیں، جانتے ہیں ارادہ کرتے ہیں، محبت کرتے ہیں_ یہ سب آپ کے کام ہیں اور آپ ان کے وجود کی علّت ہیں اور انہیں وجود میں لاتے ہیں_ اور اگر آپ نہ ہوتے تو یہ کام بھی وجود میں نہ آتے_ ان کاموں کا موجود ہونا آپ کے وجود محتاج ہے اور اسے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ تمام کام "معلول" ہیں اور آپ ان کی "علّت" ہیں_ وہ خاص ربط جو ان کاموں کا آپ کے وجود کے ساتھ برقرار ہے اسے علّت کہا جاتا ہے_
انسان علّت کے مفہوم کو اچھی طرح جانتا ہے _ وہ ابتداء زندگی سے ہی اس سے آشنا ہے_ اور اس سے واسطہ رکھتا ہے_ مثلاً پیاس بجھانے کے لئے پانی تلاش کرتا ہے اور بھوك مٹانے کے لئے غذا ڈھونڈتا ہے_
کیا آپ، جانتے ہیں یہ کیوں ہوتا ہے___؟
یہ اس لئے ہوتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ پیاس بجھانے کی علّت پانی ہے، وہ بھوك ختم کرنے کی علّت غذا کو سمجھتا ہے_ کیوں سردی کے

23

وقت آگ کے نزدیك پناہ لیتا ہے_ اس لئے کہ آگ کو گرمی کی علّت جانتا ہے اگر کوئي آواز سنتا ہے تو اس کی علّت کی جستجو کرتا ہے____ کیوں؟
اس لئے کہ ہر موجود علّت کا محتاج ہے (انسان)_ بجلی جلانے کے لئے بٹن دباتا ہے، بیماری دور کرنے کے لئے دوا حاصل کرتا ہے_ اپنی بات کو دوسروں تك پہنچانے کے لئے بولتا ہے_
قانون علّت، ایك عالمگیر او رکلی قانون ہے اور تمام انسان اس کے مفہوم سے آگاہ ہیں اور اسے محسوس کرتے ہیں_ تمام لوگ اسے قبول کرتے ہیں اور زندگی کو اس پر استوار کرتے ہیں_ تمام لوگ اسے قبول کرتے ہیں اور زندگی کو اس پر استوار کرتے ہیں_ اگر انسان علّت کو نہ سمجھتا اور اس پر یقین نہ رکھتا تو اس کے لئے زندگی گزارنا ممکن نہ ہوتا اور کسی کام کی انجام دہی کے لئے اقدام نہ کرپاتا_
انسان نے قانون علّت کی حقیقت کو تسلیم کیا ہے، اسی لئے ہر موجود کے لئے اس کی علّت کی جستجو کرتا ہے_
کیوں کہتا ہے کہ پتّوں کی حرکت کا سبب کیا ہے؟
کیوں سیب درخت سے گرتا ہے؟
اسی قانون علّت کی بنیاد پر انسان مختلف قسم کی پیش گوئیاں، کرتا ہے کیونکہ وہ قانون علّت کو قبول کرتا ہے اسی لئے ہر علّت کے نتیجہ امیں ایك خاص موجود و معلول کی توقع رکھتا ہے_ سورج سے روشني، آگ سے گرمي، پانی اور غذا سے بھوك اور پیاس کے دور کرنے کی امید رکھتا ہے_
قانون علّت "جیسے کہ آپ کو علم ہوچکا ہے" یہ بتاتا ہے کہ ہر موجود کا کسی دوسری چیز سے ربط ہے اور وہ اسکا محتاج ہے کہ جسے علت کا نام دیا جاتا ہے مثلاً دیوار کا گرم ہونا ایك

24

نئي چیز کا وجود تھا کہ جس اپنے گرمی دیوار کے پیچھے سے جلائے ہوئي آگ سے حاصل کی تھی ہمیشہ معلول کا وجود علّت کے وجود ظاہر ہوتا ہے اور علت کا محتاج ہوتا لیکن علت کو معلول کی احتیاج نہیں ہوتي

سوال :
اب ہم سوال اٹھاتے ہیں کہ اس کائنات اور جو کچھ اس میں موجود ہے اس کی علّت کیا ہے؟ زمین اور آسمان اور سورج اور ستاروں کے وجود کا سرچشمہ کیا ہے___؟ یہ کائنات بھی ایك وجود ہے اور دوسرے چھوٹے بڑے موجودات کی طرح کسی چیز سے وابستہ اوراپنے وجود کے لئے محتاج ہے ___ یہ کس سے وابستہ اور کس کی محتاج ہے؟ اس کے وجود کی علّت کیا ہے؟ وہ کون سا غیر محتاج و بے نیاز وجود ہے کہ جس نے اس محتاج کائنات کووجود بخشا ہے ؟ اس جہان کے وجود کی علّت کیا ہے؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

انسان کی عقل اور وجدان کہ جس نے قانون علّیت کو ایك ضابطہ اور فارمولے کے طور پر قبول کر لیا ہے جو قادر اور توانا ہے _ جس نے اسے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور اسے چلارہا ہے اور اس کی عظمت و قدرت تمام جہان پر سایہ فگن ہے_
یہ کائنات اسی سے وابستہ اور اسی کی محتاج ہے_ اس جہان کا سرچشمہ اور علّت وہی ہے_ وہ اس کائنات کا قادر و توانا اور بے نیاز خالق ہے___ وہ خدا قادر مطلق ہے ہستی دینے والا خدا ہے جو جہان کو

25

ہستی اور وجود کا نور عطا کرتا ہے_ اور ہر لحظہ اس کی ضروریات کو پورا کرتا ہے وہ عالم اور قادر ہے_ اس نے یہ کائنات خلق کی _ اس میں نظم و ضبط و ہم آہنگی کو وجود بخشا اور اسے چلارہا ہے _ یہ وہ ذات ہے جو ہر لحظہ ہمارے وجود کی ضروریات کو پورا کرتی ہے اور اپنے لطف و کرم کے چشمے سے سیراب کرتی ہے
ہم اس کے بندے اور محتاج ہیں اور اس کی قدرت اور عظمت کے سامنے سرتسلیم خم کئے ہوئے اس کے فرمانبردار ہیں_ اس کی بے انتہا اور مسلسل نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں، اور اس کے فرامین اور راہنمائي کواپنی زندگی کے لئے مشعل راہ قرار دیتے ہیں_

آیت قرآن

انّ اللہ یمسك السّموت والارض ان تزولاہ و لئن زالتا ان امسکہما من احد من بعدہ"
سورہ فاطر 35_ آیت 41
" یقینا خدا ہے کہ جس ن زمین اور اسمان کو بر قرار رکھا ہے تا کہ نابود نہ ہوجائے اور خدائے تعالی کے علاوہ کوئي بھی نہیں جواسے نابودی سے بچا سکے "

26

سوچیے اور جواب دیجیے

1_ علّت اور معلول کے درمیان کیا تعلق ہے؟ ان مینسے کون دوسرے سے وابستہ اور اس کا محتاج ہوتا ہے___؟
2)___ معلول کسکے وجود کا نتیجہ ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئي موجود بغیر علّت کے وجود میں آسکے___؟
3)___ اس سبق میں جن "معلولوں" کا ذکر ہوا ہے، ان کے ساتھ ان کی علّت تحریر کریں___؟
4)___ علت اور معلول کے درمیان ربط کو کیا نام دیا جاتا ہے؟کیا یہ ممکن ہے کہ کوئي انسان قانون علّیت کے مفہوم کو نہ جانتا ہو، اور اس کا اسے یقین نہ ہو___؟ اس کی وضاحت کیجئے___؟
5)___ قانون علّیت ایك کلّی ضابطہ ہے؟ وضاحت سے بیان کیجئے___؟
6)___ انسان جب "کیوں، کا لفظ استعمال کرتا ہے تو اس سے کیا سمجھا جاتا ہے___؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ چہارم

27

بڑے آبشار کا سرچشمہ

درختوں سے گھرے ہوئے فلك بوس پہاڑی درّے سے اس بلند اور خوشنما آبشار کا نظار ہ کیجئے_ آہا کیسا حسین منظر ہے_
کاش کسی چھٹی کے دن دوستوں کے ساتھ مل کر اس بلند اور خوشنما آبشار کو دیکھنے کے لئے وہاں جاتے اور بید کے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

درختوں کے سائے میں "جو اس ندی کے کنارے پر موجود ہیں" بیٹھ کر اس دل فرب نظارے کو دیکھتے ، صاف ٹھنڈی اور فرحت بخش ہوا سے لطف اندوز ہوتے_ آبشار کے صاف و شفاف پانی میں نہاکر تھکان دور کرتے اور روح کو تازگی بخشتے_
سچ آبشار کا یہ زور و شور سے جھاگ اڑاتے نیچے گرنا کتنا خوبصورت، روح پر ور اور قابل دید ہے_
جب اسے دور سے دیکھتے ہیں تو ایك بلند وبالا چاندی کے ستون کی طر ح

28
نظر آتا ہے کہ جو مضبوطی کے ساتھ سیدھا کھڑا ہے_ لیکن جب اس کے نزدیك پہنچتے ہیں تو تندوتیزپانی کابہاؤ نظر آتاہے جوتیزی اورجوش سے شور مچاتا،جھاگ اڑاتا اور موجیں مارتا ہوا نیچے گر رہا ہے_ اورہر لمحہ پانی پہاڑ کی بلندی سے تیزی کے ساتھ نیچے ندی کے ہموار بستر پر گر کر انگڑائي لیتا ہوا آگے کی طرف بہنے لگتا ہے_
اس وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سفید اور بلند ستون جو دور سے سیدھا کھڑا ہوا دکھائي دے رہا تھا وہ ایك لمحہ کے لئے بھی ٹھہرا ہوا نہیں ہے، بلکہ حرکت میں ہے اور ہر لمحہ پانی کا ایك نیار یلا اس آبشار سے گرتا ہے، گویاہر ہرلمحہ ایك نیا آبشار وجود میں آتاہے_
آبشار کی یہ روانی اورہرآن نئے وجود سے آپ کے ذہن میںایك سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اس آبشار کاسرچشمہ کہاں ہے____؟
اس آبشار کے وجود میںآنے کی علّت کون سا سرچشمہ ہے____؟
کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہر موجود کے لئے کسی نہ کسی علّت کا ہونا ضروریہ ہے_لہذا یقینا یہ آبشار بھی کہ جومسلسل بہہ رہا ہے اور ہر لمحہ ایك نئے وجود کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے اس کے لئے بھی علّت و سرچشمہ کا وجود ضروری ہے_ لیکن ہم نہیں جانتے کہ یہ سرچشمہ اورعلّت کیا ہے اورکہاںہے_
اس واضح مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اس کائنات اور اس میںپائي جانے والی موجودات پرنظرڈالیں توکیادیکھینگے____؟
کیا یہ ایك ایسامجموعہ ہے جوایك جگہ ٹھہرااورکھڑاہواہے____؟
یاپھر ایسامجموعہ ہے جو مسلسل گردش میں ہے اور چل رہا ہے____؟
سورج کے نکلنے کو دیکھیئےور اس کے شفق رنگ غروب ہونے پرنظر

29
ڈالئے____ سورج کے نکلنے سے دن روشن ہوجاتا ہے_ اور اس کا ہر لمحہ نیا پیدا ہوتا ہے اور ساعت بہ ساعت گزرتا ہے_ غروب کے وقت دن ختم ہوجاتا ہے اور رات نمودار ہوتی ہے_ رات بھی ایك لحظہ کے لئے نہیں رکتی اور مسلسل گردش میں رہتی ہے_ یہاں تك کہ طلوع آفتاب تك پہنچ جاتی ہے گرمي، سردي، بہار اور خزال کے موسموں کو دیکھئے_ سردی کی نیند میں سوئے ہوئے پیڑ اور پودے بہار کی خوشگوار ہوا سے بیدار ہوتے ہیں_ کو نپلیں پھوٹنے لگتی ہیں پھر شگوفے اپنی بہار دکھاتے ہوئے اوربتدریج سفر طے کرتے ہوئے خوش رنگ پھولوں اورلذیذ پھلونمیں تبدیل ہوجاتے ہیں_
بہارجاتی ہے اورخزاں آپہنچتي_درخت اپنے سرسبز وشاداب پتوں سے محروم ہوجات ہیں، زرد اورپمردہ پتّے درختوں کی ٹہنیوں سے زمین پرر گرپڑتے ہیں_ آج کی آمد سے گزری ہوئي کل کا نشان تك باقی نہیں رہتا_
موسم سرما کی آمد، گرمی اورجہاد کوبھلادیتی ہے_ پس ساری چیزیں حرکت اورتغیر میں ہیں_ذرا اور نزدیك آئیےورقریب سے دیکھئے کیا یہ عالم رنگ و بو ایك ساکت اورٹھہرا ہوامجموعہ نظر آتاہے____؟ یا ایك بلند آبشار کی طرح مسلسل متغیر اورہرلمحہ حرکت پذیر کارخانہ قدرت____؟
دورترین کہکشاں سے لے کر یہ چھوٹاسا ذرّہ جو آپ کے نزدیك پڑا ہے تمام کے تمام ایك حیران کن تغیر اور گردش میں ہیں اوراپنی مسلسل حرکت کوجاری رکھتے ہوئے عجیب و غریب اورنئي صورتیں پیدا کر رہے ہیں_ سورج، چاند، ستارے، پاني، مٹي، دن،رات،سال، مہینے، بادل، ہوا، بارش

30
سب ایك بلند آبشار کی طرح حرکت کرنے میں مشغول ہیں_ تمام ایك زنجیر کے مختلف حلقوں کی طرح آپس میں مربوط ایك ہدف اور مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہیں_
ہر لمحہ موجودات کا وجود میں آنا اورتغیّر وحرکت میں رہنا ذہن میں ایك سوال پیدا کرتا ہے اوروہ یہ کہ اس کائنات کے

بلندآبشار اوراس ميں موجودات كا سرچشمہ كون ہے___؟ اس آبشار كے وجود ميںلانے كى علّت كا سرچشمہ كون ہے؟ اس كا كيا جواب ديا جاسكتا ہے___؟
كيا يہ كہاجاسكتا ہے كہ اس وسيع كائنات كے مختلف موجودات جو آپس ميں مربوط اور ايك بلند آبشار كى طرح ہيں بغير كسى علّت كے وجود ميں آئے ہيں
انسانى فطرت كہ جو معمولى سى چيز كے وجود ميں آنے كے لئے بھى علّت كى قائل ہے اس جواب كوہرگز پسندنہيں كرے گى بلكہ وہ ضروربالضروراس جہان ہستى كے موجودات كے لئے كوئي نہ كوئي علّت معلوم كرنا چاہے گى اوراس بلند وبالاآبشار كے لئے بھى طاقتور سرچشمہ كى جستجو كرے گي_ ايسى علّت كى كہ جواس كائنات كى تمام چھوٹى بڑى موجودات كا سرچشمہ ہو اور جس نے اپنے بے انتہا علم و قدرت كے ذريعہ اس عجيب و غريب نظام اورايك دوسرے سے مربوط اورايك مقصد كى جانب گامزن موجودات پيدا كياہوااوران كو چلارہاہو_
انسان كى فطرت مينجوعلّت كى جستجو ركھى گئي ہے وہ بغير كسى ہچكچاہٹ كے اقرار كرے ى كہ اس جہان كے وجود (جومسلسل اورہر آن ايك نئي چيز وجود ميں لارہاہے) كى علّت ايك عظيم، طاقتور اوربے نيازخالق ہے جس نے اپنے بے پناہ علماورقدرت و توانائي سے اسى جہان اوراس ميں جانے والے تمام موجودات

31

كوپيدا كياہے اور ا ن كى ايك معيّن و معلوم ہدف اورغرض كى طرف رہنمائي وہدايت كر رہاہے_ وہ خالق اس ہستى اور وجود كے بلند آبشار كاسرچشمہ ہے اوراپنے علم وتدبير سے اسے رواندوانركھے ہوئے ہے_ اس جہان كا ہر ايك وجود اورہر ايك ذرّہ اپنے وجود ميں اس كامحتاج ہے ليكن وہ ان ميں سے كسى كامحتاج نہيں ہے اور كوئي بھى چيز اسكى مانند اورمثل نہيں ہے_
سبب وعلّت كى متلاشى عقل اچھى طرح جانتى اورمحسوس كرتى ہے كہ كائنات اوراس كے تمام موجودات ايك بلند اور خوبصورتن آبشار كے مانند ہيں كہ جو خود سے كچھ بھى نہيں بلكہ ہرہرقطرہ اورہرہر ذرّہ كاسرچشمہ قدرت كاايك لامحدود مركز ہے_
تمام موجودات اسى ذات كے معلول ہيں اوراسى سے اپنے وجود كارنگ ليتے ہيں_ اسى ذات كے نور اورروشنى سے يہ روشن اورظاہر ہوتے ہيں_
يہى علّت كى متلاشى انسانى عقل اسے دعوت ديتى ہے كہ اس لامحدود قدرت كے مركز كو پہچانے اور اس سے زيادہ سے زيادہ واقف ہو كيونكہ تمام اچھائي اورخوبى اسى سے ہے اور انسان كو اسى كى طرف لوٹنا ہے_
اگر انسان غور كرے اور كائنات كى تمام موجودات كا اچھى طرح مطالعہ كرے تو صاف طورسے مشاہدہ كرے گا كہ تمام كائنات اورجوكچھ اس مينہے صرف ايك وجود اوربے پناہ قدرت وحيات پرتكيہ كئے ہوئے ہے اور اسى كى مہرومحبت كے سرچشمہ سے وجود اورحيات حاصل كر رہا ہے_ اسى فكر و بصيرت كے سايہ ميں انسان كاقلب ہرچيز سے بے نياز ہوكرصاف اورصرف اس ذات سے پيوستہ ہوجاتا ہے اوراسكى عظمت وكبريائي كے علاوہ كسى اور كے سامنے اس كا سرنہيں جھكتا، كيونكہ وہ جانتا ہے كہ دوسروں كے پاس جو كچھ بھى ہے سب اسى ذات كا عطا كياہواہے،

32

لہذامخلوقات خدا نے لگا ہيں پھير كر وہ اپنال دل صرف اسى سے لگاليتا ہے جو علم و قدرت، رحمت و خلقت كا سرچشمہ ہے اوراپنے آپ كوعظيم خالق كائنات اورپروردگار عالم كى حكومت و سرپرستى ميں دے ديتا ہے_ سوائے اس كى رضا كے كسى دوسرے كى رضال نہيں چاہتا،سوائے اس كى قدرت كے كسى اوركى قدرت كونہيں مانتا_
اولياء اورانبياء خدا كى رہنمائي ورہبرى ميں خدا كے احكامات كوتسليم كے ان پر عمل كرتا ہے_ اپنے پاكيزہ اخلاق اور نيك اعمال كے ساتھ اس كے تقرب اور محبت كے راستے پر چلتا ہے اور اس طرح انسانيت كے كمال كے آخرى درجہ تك پہنچ جاتا ہے_ حقيقى كمال اور دنيا و آخرت كى سعادت كو حاصل كرليتا ہے كہ جس كى عظمت اور زيبائي ناقابل تعريف ہے_

آيت قرآن
"انى اللہ شكّ فاطر السّموت والارض"
(سورہ ابراہيم 14_آيت 10)

كيا خدا ميں بھی شك كيا جاسكتا ہے؟ وہ ہے کہ جس نے زمين اورآسمانوں كو پيدا كياہے

سوچيے اورجواب ديجئے
1) ___آبشار كس طرح وجود ميں آتاہے؟ كيايہ ايك ثابت اور غير

متحرك وجود ہے يا ايك متغير ومتحرك وجود ہے؟
2) اگر آبشار كے ہرلحظہ نئے وجود كوديكھا جائے توذہن ميں كياسوال ابھرتاہے؟
3) جب كائنات اوراسكے موجودات كوديكھا جائے تو اس ميں كيانظر آتا ہے؟كيا وہ ايك ثابت اور ساكت مجموعہ ہے؟ ياايك متغير اورحركت كرنے والامجموعہ؟ وضاحت كيجئے؟
4) اس كائنات كے ہميشہ متحرك اورمتغير ہونے كى كوئي مثال بيان كيجئے؟
5) جب كائنات ميں تغير اور نيا وجود ديكھيں تو اس سے ذہن ميں كيا سوال اٹھتا ہے؟
6) كيا يہ كہا جاسكتا ہے كہ اس وسيع كائنات كے موجودات بغير علّت كے وجود ميں آئے ہيں؟ اگر نہيں توكيوں؟
7) انسان كى علّت كى متلاشى فطرت اس عجيب نظام اورموجودات كے آپس ميں ارتباط اورباہدف ہونے سے كياسوچے گي؟
8) اس وجوداوربلند ہستى كے آبشار كا سرچشمہ كون ہے؟
9) اس حقيقت كو پالينے كا نتيجہ كہ "اس كائنات كا سرچشمہ خدا ہے" كيا ہے؟
10) كيوں ايك خداشناس اور خداپرست انسان خدا كے آگے سرتسليم خم كرديتا ہے اوراس كى حكومت و سرپرستى كو قبول كرليتا ہے؟

خداشناسى كى دودليليں

دليل اس عمدہ اور واضح بيان كوكہاجاتا ہے جس سے كسى بات كو ثابت كيا جائے اور اس سے متعلق نا واقفيت اور شك كو دور كيا جائے_ نيز اس قسم كے بيان كواصطلاح ميں "برہان" كہا جاتا ہے_
ہم اب تك خداشناسى كے لئے دو دليلوں سے واقف ہيں كہ جن ميںسے ايك كو "دليل نظم" اوردوسرے كو "دليل علّيت" كہا جاتا ہے_ لہذا اب ہم ان دونوں دليلوں پر تحقيق و جستجو اوران كا آپس ميںتقابلى تجزيہ كرتے ہيں_

1)دليل نظم
خداشناسى كے بحثيں جو اس كتاب كى ابتداء ميں اوراس كتاب كے سابقہ حصوں

ميں آپ نے پڑھى ہيںتمام اسى دليل نظم كى بنيادپرتحريركى گئي ہيں_
مثلاً گزشتہ كتاب ميں جب ہم اپنے بدن كے نظاموں ميںسے ايك كے متعلق مطالعہ كر رہے تھے تو ہم نے پڑھا تھا كہ:
اس نظام ميں جس حيرت انگيز نفاست سے كام ليا گيا ہے اس پراچھى طرح غور و فكر كيجئے اورخون كى گردش كے سلسلہ ميں گردہ اورمثانہ كے در ميان پائے جانے والے گہرے ارتباط اورنظم و ضبط پر فكر انگيز نگاہ ڈالئے_
آپ كيا ديكھتے ہيں___؟
كيا ايك با مقصد اورمنظم مجموعہ___؟

یاایك بے مقصد اورغیر منظم مجموعہ___؟
اس نہایت نفیس اہم عضواور اس حساس مجموعہ کے مشاہدہ سے آپ کے ذہن میں کیا خیال آتاہے___؟
اس کی تخلیق میں پائے جانے والے باریك حساب وکتاب اوراس کی ساخت میں جس تناسب و ارتباط اورہم آہنگی سے کام لیا گیا ہے اس سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
آیا آپ کواس بات کا یقین نہیں ہوتا کہ یہ گہرا اورمنظم نظام (اور ہمارے بدن کے دوسرے نظام) خودبخود اوربغیر کسی حساب و کتاب کے وجود میں نہیں آئے گا___؟
آیا ممکن ہے کوئي عقل و شعور رکھنے والا انسان یہ بات تسلیم کرے کہ ساکت و بے شعور طبیعت (مادّہ) نے یہ حیرت انگیز نظام پیدا کیا ہے؟ ہرگز نہیں___؟
بلکہ ہر عقل و باشعور انسان یہ اقرار کرے گا کہ ایك دانا اور توانا

36

ہستی اس کی خالق وبنانے والی ہے اور اس کے بنانے میں اسی کا کوئي مقصد وہدف ہے_ اس بنیاد پرعقل وفہم رکھنے والے ہر انسان کا ایمان ان حیرت انگیز چیزوں کے مشاہدہ سے ایك عظیم خال عالم وقادر کے وجود پر مزید مضبوط ہوجاتا ہے اوراس کی شان وشوکت،قدرت اور لامحدود نعمتوں کے آگے اس کا سرتسلیم خم ہوجاتاہے_
خداشناسی کے متعلق جس دلیل کا آپ نے مندرجہ بالا سطورمیں مطالعہ کیا اسے دلیل نظم کہاجاتا ہے_ یعنی کائنات میں پائے جانے والے موجودات کودیکھ کراوران کے ہر ذرّہ میں نظم و ہم آہنگي، گہرے حساب اور درست تناسب کے مشاہدہ سے نتیجہ اخذکیاجاتا ہے_ کہ اس منظم اور مربوط نظام کی خالق اورپیدا کرنے والی اکی ایسی عالم وقادرہستی ہے جس نے اپنے علم اورقدرت سے ایسا عجیب وغریب نظم و ربط پیدا کیا ہے_ کیونکہ اگراس نظام کاخالق، جاہل اورناتواں ہوتا تو اس کے کام کا نتیجہ سوائے بے نظمی اور بے ربطی و بے حسابی اور بے مقصدی کے اور کچھ نہ ہوتا_
دلیل نظم کو مختصراً یوںبیان کیا جاسکتا ہے کہ:
عالم خلقت مکمل نظم وترتیب اور ہم آہنگی و ارتباط مبنی ہے اور ہر نظم وترتیب اورہم آہنگی وتناسب ایك دانا وتوانا کا کام ہوتا ہے_ پس یہ جہان بھی ایك داناو توانا خالق کی مخلوق ہوگا_
اس دلیل یعنی دلیل نظم میں پہلے اجزاء کائنات میں پائے جانے والے نظم وہم آہنگی اور حساب و کتاب وتناسب پرتوجہ کی جاتی ہے اورپھر اس اصول پریقین کے ساتھ کہ "نظم وتناسب کسی عالم ودانا کا محتاج ہے" یہ نتیجہ اخذ کرتے ہینکہ

37

کائنات میں یہ جو عظیم نظم و ہم آہنگی قائم ہے اس کی خالق ایك دانا وتواناہستی ہے_

2) دلیل علّیت
اس سے پہلے دو سبق جن کا آپ نے مطالعہ کیا وہ دونوندلیل علّیت کی بنیادی پرتحریر کئے گئے ہیں_ دلیل علّیت میں کائنات کے اجزا کے درمیان پائے جانے والے نظم و ہم آہنگی کامطالعہ نہیں کیا جاتا بلکہ موجودات کی ذات وہستی پر نگاہ ڈالی جاتی ہے_
اوروہ خاص احتیاج جو ہر موجود علّیت کے سلسلہ میں رکھتا ہے اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے_
قانون علّیت کی بنیاد پر کہ جس پرانسان مضبوط یقین رکھتا ہے ہم بحث کو اس طرح پیش کرتے ہیں:
" ہر موجود جو وجود میں آتا ہے اس کا وجود خود اپنا نہیں ہوتا، بلکہ وہ کسی دوسری چیز سے وابستہ اور اس کامحتاج ہوتا ہے کہ جسے "علّت" کہا جاتا ہے_
یہ کائنات بھی جو مختلف موجودات کا مجموعہ ہے، لازماً اس کی بھی کوئي علّت ضرور ہے_ اس کائنات کے موجودات کوئي نہ کوئي سرچشمہ رکھتے ہیں، ایك عظیم طاقتور اور بے نیاز خالق رکھتے ہیں، وہی اس بلند آبشار ہستی کا سرچشمہ اور علّت ہے_ اس ہستی کا ہر ایك قطرہ، ہر ایك ذرّہ اور ہر ایك وجود اپنی پیدائشے میں اس کا محتاج ہے لیکن وہ کسی کا محتاج اور کسی کا ہم مثل نہیں_
اگر انسان خوب غورکرے تو وہ واضح طور پرمشاہدہ کرے گا کہ تمام

38

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مخلوقات كائنات ايك ہستى اور ايك لامحدود قوت پر تكيہ كئے ہوئے ہيں اور اس كى محبت و رحمت اور عطا كے سرچشمہ سے اپنا وجود اورہستى قائم ركھے ہوئے ہيں_
دليل علّيت ميں اس موضوع پرگفتگو ہوتى ہے كہ ہر موجود اپنے وجود كيلئے كسى سے وابستہ اور اس كا محتاج ہے_ اس كا وجود خود اس سے نہيں بلكہ ايك علّت كا محتاج ہے اور كائنات اور اس ميں پايا جانے والا سب كچھ (جو تمام كے تمام موجود و مخلوق ہيں) لامحالہ قدرت كے ايك عظيم مركز اور ايك لامحدود ہستى سے كسب فيض كرتے ہيں_ اس لامحدود قدرت كو خدا كہتے ہيں_
دونوں دليليں يعنى دليل نظم اوردليل علّيت اس لئے ہيں كہ يہ انسان پاك فطرت اور بيدار عقل سے حقائق كا مطالعہ كرے اور خداوند عالم كى ذات پر اپنے ايمان كومحكم اورمضبوط بنائے_
ليكن انسان كى پاك اورآگاہ فطرت، اپنے عظيم خالق و قادر پر اس طرح يقين ركھتى ہے اوريہ موضوع اس كے لئے اتنا واضح و روشن ہے كہ اس كے لئے معمولى سى دليل و برہان كى بھى ضرورت نہيں_ يہ پاك فطرت اوريہ آگاہ انسان تمام موجودات كائنات كو اللہ تعالى كى قدرت اوراس كے ناقابل شكست ارادے پرتكيہ كرنے والاديكھتا ہے_ اور تمام مصائب اورسختيوں ميں اسى سے پناہ كا طلب گار ہوتا ہے_ كبھى بھى نااميد اورمايوس نہيںہوتا_ كيونكہ وہ جانتا ہے كہ كوئي كتنا ہى طاقتورہوتا ہے_
يہ پاك فطرت اورآگاہ انسان سوائے خداوند عالم كے كسى دوسرے

كے سامنے نہيں جھكتا اورسوائے اللہ تعالى كے فرمان اوراس كى حكومت و ولايت كے كسى كے فرمان وحكم كو قبول نہيں كرتا اور اپنى دنياوى زندگى كو عزّت اوركاميابى كے ساتھ آخرت كى دائمى سعادت كى زندگى تك پہنچاديتا ہے_

آيت قرآن
"ربّكم ربّ السّموت و الارض الّذى فطرہنّ"
سورہ انبياء 21_ آيت 56
"تمہارا رب ہے وہ جوزمين اور آسمان كا رب ہے كہ جس نے انہيں پيدا كيا_"

سوچيئے اور جواب ديجئے
1)___دليل و برہان كى تعريف بتايئے
2)___ آپ اسوقت تك خداشناسى كے بارے ميں كتنے دلائل سے واقف ہيں؟
3)___ "دليل نظم" كو كس طرح بيان كيا جاتا ہے؟ اس كا خلاصہ بيان كيجئے؟
4)___ "دليل علّيت" كوكس طرح بيان كيا جاتاہے؟

5)___ خداشناسى كے لئے دلائل كى ضرورت كيوں ہوتى ہے؟
6)___ كياپاك فطرت خداشناسى كے لئے دليل وبرہان كى محتاج ہے؟
7)___ پاك فطرت انسان خداشناسى كے متعلق كيا خيالات ركھتے ہيں كياايسے لوگ خدا كے علاوہ كسى اوركے سامنے سرتسليم خم كرتے ہيں؟ كيونصرف فرامين الہى كوقبول كرتے ہيں؟

آموزش دين" بہ زبان سادہ "حصہ چہارم

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

خدا کی تلاش

جہانتك تاریخ بتاتی ہے اورزمین کی کھدائي اورآثار قدیمہ کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے، گزشتہ دور کے انسان حتّی کہ قبل از تاریخ کے انسان بھی خدا سے آشنا اورواقف تھے اور اس عظیم ذات کا احترام کرتے اور اس کی عبادت بجالاتے تھے اوراس ذات کی خوشی کی خاطر بعض مراسم انجام دیتے تھے_
لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتاہے کہ انسان ابتدا مینخدا کی طرف کیسے متوجہ ہوا___؟ کون سے عوامل اور اسباب تھے جنھوں نے انسان کو خداپرستی کی فکر میں ڈالا؟ کون سے عوامل نے اس کی رہنمائي کی کہ وہ خالق کائنات کی جستجو اور تلاش کرے___؟ اس فکر مقصد اور اس کی بنیاد کیا تھي___؟ اصولاً کون سے عوامل اوراسباب اس بات کا باعث ہوئے کہ انسان خدا اور اس کی پرستش کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے بارے میں سوچنے لگا___؟

معمولی سے غور و فکر کے بعد اس سوال کا جواب معلوم کیا جاسکتا ہے، جیسے کہ تیسرے سبق میں بیان کیاجاچکا ہے کہ انسان فطرتاً معلول کی علّت و سبب کی تلاش وجستجو کرتا ہے_ انسان ابتدا ہی سے اس مسئلہ سے آگاہ ہے کہ ہر موجود اپنے وجود کے لئے کسی نہ کسی علّت کا محتاج ہے_ اسی بناپر وہ موجود کی علّت و سبب کا متلاشی نظر آتا ہے_ اگر بھوکا ہوتا ہے توغذا کی تلاش کرتا ہے کیونکہ غذاکوبھوك دورکرنے کی علّت و سبب سمجھتا تھا_ اگر پیاسا ہوتا توپیاس دورکرنے کے لئے پانی کی تلاش میں نکلتا، کیونکہ پانی کو پیاس کے دورکرنے کی علّت جانتا تھا اگرکسی آواز کودیوار کے پیچھے سے سنتاتواسے یقین ہوجاتا کہ آواز کی کوئي نہ کوئي علّت ہے اوراسکی علّت معلوم کرنے کے درپے ہوجاتا __ اوراگربیمارہوتا تواپنی بیماری کوکسی سبب وعلّت کا نتیجہ جانتا اوراس کے علاج کی فکر کرنے لگتا ہے سردی کودور کرنے کے لئے آگ کی پناہ ڈھونڈ تا کیونکہ گرمی کو سردی دورکرنے کی علّت جانتا_
علّت کی تلاش و جستجو ،ہر انسان کی خلقت وطینت میں موجود ہے اور ہر انسان ہمیشہ اس تلاش و جستجو مینرہتا ہے کہ موجودات کی علّت سے آگاہی حاصل کرے ہر موجود کے متعلق کہ وہ کیوں ہے اوراس کی علّت کیاہے اس کے سامنے واضح ہوجائے اورہمیشہ کوشش کرتا ہے کہ اس علّت وسبب کی تلاش وجستجوکا درست اورقابل اطمینان جواب حاصل کرے_ اور جب تك اس کا صحیح جواب نہ پالے اسے آرام نہیں آتا_
انسان ذاتاً علّت کی تلاش کرنے والا موجود ہے اور وہ اپنی اس فطرت وطبیعت کوفراموش نہیں کرسکتا_

تمام انسان، بشموں دوراوّل کے انسان بھی اس فطرت و طینت کے حامل تھا_ یہ انسان اس کائنات میں زندگی گزاررہا تھا اورروزمرّہ کی زندگی میں اسے مختلف حیرت انگیز حوادث وواقعات سے واسطہ پڑتا تھا_ دن رات کا پے درپے اورتسلسل کے ساتھ ظہور، سردی و گرمي، سورج چاند اورستارونکی منظم حرکت، عجیب وغریب حیوانات اورنباتات، بلند و بالا پہاڑوں،وسیع وعریض دریاؤں اورپانی کاجاری ہونا، ان تمام کواپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور اس فکر اورسوچ میں ڈوب جاتا تھا کہ اس جہاں کی علّت کون ہے؟ اوراس کووجود میں لانے والاکون ہے؟
لامحالہ یہ منظم کائنات اپنی علّت رکھتی ہے اورخالق دانا اور توانا نے اسے پیدا کیا ہے اوروہی اسے چلارہا ہے_
اس طرح سے دور اوّل کے انسان اللہ تعالی سے واقف ہوئے اور انہوننے اس کے وجود کااعتراف کیا اوراس کی عظمت اور قدرت کے سامنے خشوع و خضوع کیا_
کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایك گروہ انحراف کا شکار ہوا اور جھوٹے معبود دل کی پرستش میں مشغول ہوگیا اور آہستہ آہستہ بت پرستي، خورشید پرستي، چاند پرستي، آتش پرستي، ستارہ پرستی بھی لوگوں مینپیداہوگئي_
جھوٹے معبودوں کا پیدا ہوجانا خود اس بات کی دلیل ہے کہ انسان اپنی فطرت میں موجود، علّت کی تلاش کے عنصر کیا بناپر یہ بات جانتا تھا کہ اس کائنات کی بقا کے لئے ایك علّت ضروری ہے لیکن اس نے بعض امورمیں غلطی واشتباہ کیا اورجھوٹے معبودوں کو خالق حقیقی اورکائنات کی علّت جانا اور ان کي

پرستش میں مشغول ہوگیا_
مختصر یہ کہ انسان اس فطرت (علّت کی تلاش) کی وجہ سے جواس کی سرشت میں رکھی گئي ہے تمام موجودات کے لئے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

علّت تلاش کر رہا تھا اوراسی ذریعہ سے خالق کائنات کہ جوکائنات کی محتاج موجودات کی حقیقی علّت ہے سے واقف اورمطلع ہوا، اس کے وجود کوتسلیم کیا اوراس کی عبادت اورپرستش شروع کردی _

آیت قرآن

"و لئن سالتہم مّن خلق السّموت والارض لیقولنّ خلقہنّ العزیز العلیم"

اگران سے پوچھوکہ زمین اورآسمان کوکس نے خلق کیا ہے توجواب دیں گے کہ انھیں عزیز اورعلیم نے خلق کیا ہے (سورہ زخرف 42_ آیت9)

سوچیے اورجواب دیجئے

1)___ کون سے اموراورعوامل نے انسان کوخداپرستی کی فکر مینڈالا ہے؟

2)___ علّت کی تلاش یاعلّت جوئي سے کیا مراد ہے؟ انسان کی علّت جوئي سے متعلق کوئي مثال دیجئے؟

3)___ ہر موجود کے سلسلہ میں "کیوں اورکس علّت سے"_ انسان کے سامنے واضح ہونے سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

4___ جھوٹے معبودوں کاپیدا ہونا کس بات کی دلیل ہے؟

زمین اور آسمان کا خالق

اپنی عمرکے گزرہے ہوئے دور کاتصور کرتاہوں، اپنے بچپن کوذہن مینلاتا ہوں،گوکہ اپنے شیرخوارگی کے زمانے کوتوپردہ ذہن پر نہیں لاپاتا لیکن اپنے اس دور کے معصوم چہرے کواپنی ماں کی آغوش مینديکھ سکتاہوں___ اپنی بہن کے چہرے کو جومجھ سے چھوٹی ہے اورحال ہی میں دنیا مینآئي ہے دیکھتا ہوں_

وہ اپنی خوبصورت ننّھی منّی آنکھیں کھولتی ہے،جیسے آسمان سے ابرب کا پردہ ہٹا رہی ہے_ ہونے ہولے اپنے نازک بسونپرمسکراہٹ بکھیرتی ہے اپنی چھوٹی چھوٹی انگلیوں سے چیزیں پکڑ کراپنے منہ کے قریب لے جاتی ہے_

میں گھنٹوں اس کے پاس بیٹھا سوچاکرتاہوں کہ___:

مانکے پیٹ میں اسی طرح کس نے تیری پرورش کی ہے؟ وہ کیسا بہترین مصوّر ہے کتنا زبردست مجسمہ ساز ہے اوروہ کتنی اچھی طرح جانتا

ہے کہ تجھے کن کن چیزوں کی ضرورت ہے، نہ صرف یہ بلکہ اس نے تیری یہ تمام ضروریات پوری بھی کی ہیں_

اس کائنات کے نظارے کے لئے خوبصورت آنکھیں، طرح طرح کی آواز میں سننے کے لئے کان، اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہاتھ اورچلنے پھرنے کے لئے پیر عطافرمائے_

تیری محبت کوماں کے دل مینجگہ دی اوراس نے تیری اچھی طرح تربیت کي___

سچ بتا تیرا پروردگار کون ہے___؟

مینبھی تیری طرح ایك نوزائیدہ بچّہ تھا_ اس سے پہلے اپنے وجود کی کوئي شکل توکیا نشان بھی نہ رکھتا تھا، ایك قدرت منہ مصوّر نے مجھے یہ شکل و صورت اور رنگ وروپ عطا کیا اورایك طاقت ور وجود نے مجھے اس طرح بنایا ہے_

پھر میں بھی کیوں نہ پوچھوں کہ میرا پروردگارکون ہے___؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تمام انسان اس طرح كاسوال اپنے آپ سے کرتے ہیں_ اپنے وجود كى ضروريات پرنظر ڈالتے ہیں_ اپنے بچپن،شيرخوارگى كازمانہ اور اس سے بھی پہلے جب کہ وہ اپنی ماںکے پيٹ ميں تھے، تصور ميں لاتے ہیں_ اپنى ضروريات اور ان كى تكميل كومحسوس کرتے ہیں اور اس حقيقت كوپاليتے ہیں کہ
ايك بے نياز اورطاقتور وجود نے انھيں خلق كيا ہے اور ان كى اس طريقہ سے پرورش كى ہے_ اورخود سے پوچھتے ہيںكہ:
ہمارا پروردگار كون ہے؟
ان كى پاك فطرت،ان كى اپنے بزرگ پروردگار كى طرف رہنماتى كرتي

48
ہے اور ان كا واضح ادارك انھيں اس ذات كى ستائشے اور عبادت كى طرف راغب كرتا ہے_
ہميشہ سے اور ہر دور ميں انسان اپنے پروردگار (بے نياز اور قادرمطلق) سے آشنا تھے اور صرف اسى كى پرستش كرتے تھے_ البتہ كبھى غلطى اور گمراہى كا شكار ہوجاتے اور بے جان بتوں، ناتواں مجسموں اور سورج چاند اورستاروں كو اپنا پروردگار سمجھنے لگتے تھے، ان كى تمام پريشانيوں اوربدبختيوں كا سبب يہى غلطى و گمراہى تھي_
اسى گمراہى كى وجہ سے وہ ہر قسم كى ذلّت كو برداشت كرليتے تھے اور ہر قسم كے ظلم و ستم سہہ ليتے تھے_ جہالت اور گمراہى كے گہرے غار ميں گرپڑتے تھے اور تاريكيوں كے اسير ہوجاتے تھے_
ليكن مہربان خدا كہ جس نے ان كى پرورش كا وعدہ كيا ہے انھيں يوں ہى نہيں چھوڑ ديتا تھا_ انھيںبيدار اور آگاہ كرنے كے لئے پيغمبر بھيج ديتا تھا تا كہ ان كو اپنے پيغامات كے ذريعہ شرك كى تاريكيوں اورانحراف سے نجات دلاسكے_
پيغمبر ان كوبيدار كرنے كى كوشش كرتے تا كہ خداپرستى اور توحيد كى طرف بلائيں اور شرك اوربت پرستى سے (جو تمام مشكلات اور پريشانيوں كا سبب ہے) مقابلہ كريں_
حضرت ابراہيم عليہ السلام خدا كے بڑے پيغمبروں ميں سے ايك ہيں كہ جنھيں خداوند عالم نے لوگوں كى نجات اورہدايت كے واسطے بھيجا تھا تا كہ اپنى قوم كو بيدار اور آگاہ كريں اور ان كى عقلوں كے چراغ كو روشن كريں_ ان كے دلوں كو اپنے پروردگار كے عشق اورامید سے لبريز كرديں_ نيكيوں اوراچھائيوں كى ان كوتعليم

49
ديں اور برائيوں سے انھيں روكيں_
اس زمانے ميں اكثر لوگ بت پرست تھے_ لكڑى اور پتّھر سے مجسمے بناتے تھے اور ان كے سامنے سجدہ كرتے تھے_ يا سورج،چاند اور ستاروں كى پرستش كرتے تھے_
خداوند عالم نے ان لوگو كى ہدايت اورنجات حضرت ابراہيم عليہ السلام كے ذمّے ڈال دى اور آپ كو دورجوانى ميں اپنى قوم كے پاس بھيجا ليكن چونكہ وہ لوگ بت پرستى ميں برى طرح مبتلا تھے اس لئے ان كى رہنمائي بہت شكل تھي_ اس كے باوجود حضرت ابراہيم عليہ السلام نے اللہ تعالى كے حكم سے ان لوگوں كى ہدايت كے لئے كمر ہمّت باندھي_
آپ وقتاً فوقتاً ان كى عبادت گاہ ميں جاتے اورجب موقع ملتا ان سے گفتگو كرتے_ خوش اخلاقى اورمہربانى كے ساتھ خالق كائنات (جو پورى دنيا كا خالق و پروردگار ہے) كے متعلق ان سے تبادلہ خيالات اوربحث و مباحثہ كرتے واضح اورروشن دليلوں كے ذريعہ لوگوں كوخداشناسى كى طرف راغب كرتے_
آپ(ع) جانتے تھے كہ لوگوں كو شرك اور ذلّت اور ظلم سے نجات دلانے كے لئے پہلے مرحلہ ميں ان كى عقل اور فكر كوبيدار كيا جائے_ لہذا آپ(ع) ان كى خوابيدہ عقلوں كوبيدار كرنے كى كوشش كرتے تھے_
جب آپ(ع) بت پرستوں كوديكھتے كہ بتوں كے سامنے سجدے ميں گرے ہوئے ہيں توان سے پوچھتے:
كيا انہيں پوجتے ہو كہ جن كہ تم نے خود اپنے ہاتھ سے بنايا ہے؟ يعنى تمہارے ہاتھ كا بنايا ہوا يہ بت تو خود تمہارى مخلوق ہے پھر وہ كيسے تمہارا پروردگار

50
اور خالق ہوسكتا ہے؟
وہ مجسمہ كہ جسے ميں خود بناؤں كيسے ميرا پروردگار ہوسكتا ہے؟ ايك مرتبہ آپّ ستارہ پرستوں كے عبادت خانے كے

قریب سے گزرے، دیکھا کہ ایك جماعت اپنی آنکھیں آسمان کی طرف لگائے انتظار میں بیٹھی ہے_ آپ(ع) نے ان سے پوچھا_ کس کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہو_
انھوں نے کہا کہ رات کے انتظار میں، تا کہ ہمارا خدا طلوع ہو اور ہم اس کی عبادت اور پرستش کریں_
غروب آفتاب کا وقت تھا،حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ان کے پہلو میں انتظار کرنے بیٹھ گئے، یہاں تك کہ تاریکی چھاگئي اور خوبصورت ستارہ زہرہ افق سے نمودار ہوا_ ستارہ پرست سجدے میں گر گئے اور ایك خاص قسم کی عبادت اور دیگر رسوم ادا کرنے لگے_
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زہرہ ستارے کی بلندي، خوبصورتی اورروشنی کو دیکھا اور کہا: کیا یہ میرا پروردگار ہے؟
اس گفتگو کے دوران ستارہ آہستہ آہستہ غروب ہوئے لگا_ اور افق کے نزدیك ہوتے ہی مکمل طور پرغروب ہوکر عبادت کرنے والوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا_
حضرت ابراہیم (ع) نے فرمایا کہ:

کس طر ح اس ستارے کو جوغروب ہوگیا ہے اپنا پروردگار سمجھتے ہو؟ کیونکہ اس ستارہ کی حرکت اوراس کاطلوع و غروب ہونا خوداپنی زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ میں ایك قادر مطلق پروردگار کے فرمان کے ماتحت ہوں جومجھے حرکت میں لاتا ہے اور طلوع و غروب ہونا میرے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے_
نہیں ... مینکسی ایسی چیز کو جو غروب ہوتی اور پستی کی طر ف جاتی ہے اپنا پروردگار نہیں مان سکتا ... اس لئے کہ ایسی محتاج اور نیازمند چیز میرا پروردگار نہیں ہوسکتي_
ستارہ پرستوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ گفتگو سنی اور گہری فکر وتذبذب مینڈوب گئے_ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دلیل کا کوئي جواب نہ دے سکے_
خوبصورت اور چمکدار چاند طلوع ہوا_ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیایہ میرا پروردگار ہے؟
چاندپرستوں نے آپ(ص) سے یہ سوال سنا تو آپ(ع) سے بحث شروع کردي_ لیکن چند گھنٹے گزرنے کے بعد چاند بھی ڈوب گیا_
نہیں ... نہیں، یہ بھی میراپروردگار نہیں ہے_ یہ بھی نکلتا اور ڈوبتا ہے_ یہ بھی حرکت کرتا ہے اور اس میں بھی تغیر رونما ہوتا ہے اور زمان
و مکان کا محتاج ہے ... یہ موجود میرا پروردگار نہیں ہوسکتا_ کیونکہ یہ خود محتاج اورنیازمند ہے_
چاندپرستوں نے جب یہ بات سنی تو سوچنے لگے کیونکہ ان کے پاس

بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس واضح دلیل کا کوئي جواب نہیں تھا_
چاند سے بھی زیادہ روشن اوربڑا سورج طلوع ہوا_ حضرت ابراہیم (ع) نے سوال کیا: کیا یہ میرا پروردگار ہے؟
لیکن سورج بھی مغارب مینپہونچا اور غروب ہوگیا_
نہیں ... سورج ہی میرا پروردگار نہیں ہے یہ خود حرکت اور تغیر میں ہے_ یہ خود محتاج اور نیازمند ہے_
حضرت ابراہیم علیہ السلام اس وقت مشرکوں کے درمیان سے اٹھے اورفرمایا:
میں ان چیزوں سے کہ جن کی تم پرستش کرتے ہو بیزار ہوں اور ان کی پرستش نہیں کرتا ہوں_ یہ سورج اور چاند اور یہ ستارے تمام کے تمام کسی دوسرے کے پیدا کئے ہوئے ہیں مں اس ذات کی طرف دیکھتا ہوں کہ جس نے آسمان اور زمین کوپیدا کیا_ وہی میرا پروردگار ہے_ وہی عبادت وپرستش کے لائق ہے منتہا وہی وہ ذات ہے جو اس کائنات پرحاکم ہے اسی پر ایمان لاؤ اوراپنے ایمان کوظلم وستم سے آلودہ نہ کرو تا کہ امن او ر ہدایت کا راستہ پاؤ_

توضیح اور تحقیق

یہ اللہ تعالی کی طرف سے دلیل تھی جو حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو تعلیم کی گئي تا کہ وہ اپنی قوم کی بیدار اور آگاہ کر

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

سکیں اور انہیں موحوم تصورات اور غلط عقائد سے نجات دلا سکیں _ یہ دلیل تمام انسانوں کی اس فطرت پر مبنی ہے جسکے تحت وہ جانتے ہیں کہ ہر موجود کے لئے علت ضروری ہے اور ہر مخلوق کا کوئي خالق ہے_

اس فطرت کی بنا پر حضرت ابراہیم علیہ السلام ی قوم اس سلسلہ مینکسی شك و شبہ کا شکار نہ تھی کہ وہ کسی دوسری ذات کی پروردہ اور مخلوق ہیں اور ایك قادر و توانا ہاتھ ہے جوان کی اس طرح پرورش کر رہا ہے اور در حقیقت ایك خالق پرروردگار موجود ہے_

لیکن وہ اپنے اس پروردگار کی پہچان کے سلسلے میں لغزش کا شکار ہوگئے تھے _ایك گروہ بتوں کی پرستش کرتا تھا اور دورسرا گروہ سورج کو پوجتا تھا، ایك گروہ چاند اور بعض ستاروں کو اپنا پروردگار سمجھتا تھا_

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے مختصر سوالوں سے ان کی سوئي ہوئي دعقلوں مو جھنجھوڑتے اور انھیں آگاہ کرتے تھے تا کہ وہ بیدار ہوجائیں اور شرك کی بدنمائي کو دیکھ کر توحید اور خداپرستی کی طرف آجائیں_

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے درمیان بیٹھتے تھے اور ان سے محبت اور مہربانی سے گفتگو کرتے تھے اور ان کے ساتھ بحث و مباحثہ کے دوران ان باتوں کو ترجیح دیتے تھے جو فطرت سے ہم آہنگ اور ان کے لئے قابل قبول ہوا

54

کرتی تھیں _ اور کوشش کرتے تھے کہ ان کے تاریك ذہنوں روشنی کا ایك دریچہ کھول دیں _ اور انہیں بتاتے تھے کہ جن چیزوں کی تم پرستش کرتے ہو وہ خود مخلوق اور اپنے کے لئے کس دوسرے کے محتاج ہیں_ وہ کبھی طلوع ہوتے ہیں اور کبھی غروب _ اور مجبور ہیں کہ اپنے وجود کے لئے کسی بے نیاز سرچشمہ پر تکیہ کریں_

اور وہی بے نیاز سرچشمہ ہے کہ جس نے انہین پیدا کیا ہے وہی زمین اور آسمان کا خالق ہے اور وہی تمہارا پروردگار بھی ہے_ میں حق پسندیدہ اور حنیف ہوں، مین اسی ذات کی طرف متوجہ ہوں اور وہی زمین اور آسمانوں کا خالق ہے اور اس کا کسی کو شریك قرار نہیں دیتا_ اس کے سوا کی حکومت اور ولایت کو قبول نہیں کرتا اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت و اطاعت نہیں کرتا

خداوندعالم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان کلمات کو قرآن مجید میں بیان کیا ہے اور تمام حق پسند اور حنیف انسانوں سے چاہا ہے کہ آپ کی اقتدار کریں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام یك طرح تمام چیزوں سے دل خالی کریں اور زمین اور آسمان کے خالق سے وابستہ ہو جائیں، اسے محبت کریں اور اس سے مانوس اور آشنا ہوجائیں_

آیت قرآني

انّی وجّہت وجہی للّذی فطر السّموت و الارض حنیفا وّ ما انا من المشرکین"

55

میننے اپنا رخ اس ذات کی طرف کرلیا ہے جس نے زمین اور آسمانوں کوپیداکیاہے مینحق پسند ہوں،مشرکین مینسے نہینہوں"

"سورہ انعام 6 آیت 79"

سوچیئےور جواب دیجیے

1)___ ہم اپنی ضروریات سے کس طرح بہتر طریقہ سے واقف ہوسکتے ہیں؟ اوراس واقفیت کا کیا نتیجہ نکلے گا؟

2)___ حضرت ابراہیم (ع) بت پرستوں کی خوابیدہ عقل کو بیدار کرنے کیلئے کیافرماتے تھے؟ اورکس طرح ان سے گفتگو کرتے تھے؟ اورکس طرح دلیل دیتے تھے؟

3) آپ نے ستارہ پرستوں سے کیاکہا اورکس طرح ستارے کے غروب ہوجانے سے بے نیاز خالق کیلئے دلیل لائے؟

4)___ چاند پرستوں سے کیاکہا اور ان کیلئے واضح دلیل کس طرح بیان کی؟

5) ___ سورج پرستوں سے کیا کہا اور جب مشرکوں کے درمیان سے اٹھے توان سے کیا کہا؟

6)___ حضرت ابراہیم (ع) کی گفتگوکیا چیز بیانکرتی ہے_ برہان نظم اوربرہان علّیت کی وضاحت کیجیئے؟

7) ___ حنیف کسے کہتے ہیں؟ خداتعالی مومن انسان سے کیاچاہتاہے؟

اوران سے کس شخص کی اقتدا چاہتا ہے اورکس طرح؟

باب دوم

جہان آخرت (قیامت) کے بارے میں

قیامت کادن حساب کادن ہے

اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان اوررحم کرنے والاہے_
یہ لوگ کس چیزکے بارے میں پوچھ کچھ کر رہے ہیں؟ کیا اس بڑی خبر کے بارے میں جس کے متعلق یہ چومیگوئیاں کرنے میں لگے ہوئے ہیں؟ ہرگز نہیں، عنقریب انھیں معلومہوجائے گا: ہرگز نہیں،عنقریب انھیں معلوم ہوجائے گا_
کیا یہ حقیقت نہینکہ ہم نے زمین کوفرش بنایا اور پہاڑوں کومیخوں کیطرح گاڑدیا اورتمھیں جوڑوں کی شکل میں پیداکیا،اورنیند کوتمہارے لئے آرام کا ذریعہ بنایا اور رات کوپردہ پوش اور دن کوروزی کمانے کا وقت بنایا، اور تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان قائم کئے اورایك نہایت روشن اورگرم چراغ پیداکیا اوربادلوں سے لگاتار بارش برسائي تا کہ اس کے ذریعہ سے غلّہ سبزی اورگھنے باغ آگائیں_
بے شك فیصلہ کادن ایك مقرر وقت ہے، جس روزصورمینپھونك

ماردی جائے گي، تم فوج در فوج نکل آؤگے اورآسمان کھول دیاجائے گا حتی کہ وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا اور پہاڑ چلائے جائینگے یہانتك کہ وہ سراب ہوجائیں گے_
درحقیقت جہنم ایك گھاٹ ہے، سرکشوں کاٹھکانا، جس میں وہ مدتونپڑے رہینگے، اس کے اندر کسی ٹھنڈك اورپینے ے قابل کسی چیز کا مزہ وہ نہ چکھیں گے اگر کچھ ملے گاتو وہ بس گرم پانی اورزخموں کا گندہ پاني_ وہ کسی حساب وہ کتاب کی توقع نہ رکھتے تھے اورہماری آیات کوانہوننے بالکل جھٹلادیا تھا اورحال یہ تھا کہ ہم نے ہر چیز گن گن کر لکھ رکھی تھی_
مندرجہ بالا عبارت جو آپ نے پڑھی قرآن کر یم کے اٹھتّرویں (78) سورہ نبا کی چند آیا ت کا ترجمہ ہے_ان آیات میں خداوند عالم نے زمین و آسمان کی خلقت ،انسان اور جہان کی خلقت ،دن اور رات،پانی اور بارش،غلّہ گھاس پھوس اور درختوں کا ذکر فرمایا ہے_ اور اس نکتہ پر باربار زور دیا ہے کہ اگر تم غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ سب ہماری بنائي ہوئي ہیں اور ہم نے انھیں ایك خاص مقصد کے لئے خلق کیا ہے_
اور پھر خدا تاکید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ قیامت اور حساب و کتاب کا دن نزدیك ہے_ ہم نے انسان اور جہان کو بے مقصد خلق نہیں کیا ہے_ فیصلے کا دن عنقریب آنے والا ہے_ اس دن پورا پورا حساب لیا جائے گا_ اچھے اور برے لوگ جدا جدا ہوجائیں گے اور وہ لوگ جو اس دن پر ایمان نہیں رکھتے تھے وہ سخت اور دردناك عذاب میں مبتلا ہوں گے کیونکہ انہوں نے اس روز حساب کو بھلادیا تھا_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

59

ليكن متقين كہ جو ہميشہ روز حساب كوياد ركھتے تھے اور اس دن كے خوف سے گناہوں سے دوررہتے تھے اب وہ آسائشےوں اور آرام كے ساتھ ہميشہ ہميشہ كے لئے جنّت ميں رہينگے_

اس كے علاوہ بھی قر آن مجيد كی دوسری بہت سی آيات اور پيغمبر اكرم(ص) اور آئمہ عليہم السلام كے فرامين سے پتہ چلتا ہے كہ قيامت كے روز لوگوں كے اعمال كا نہايت توجہ كے ساتھ اور بالكل ٹھيك حساب ہوگا اور ہر انسان كی قدر و قيمت اس كی نيكيوں اور برائيوں كے لحاظ سے متعين كی جائے گي_ حساب و كتاب كس طرح ليا جائے گا اور اس وقت كيا كيفيت ہوگي، يہ باتيں بھی حضور اكرم(ص) كی بعض احاديث ميں بيان ہوئي ہيں_ ان ميں سے بعض احاديث كی جانب ہم اشارہ كرتے ہيں_

پيغمبر اكرم(ص) نے فرمايا ہے:

قيامت كے روز انسان كے قدم اٹھانے سے پہلے چار چيزوں كے متعلق سوال كيا جائے گا_ اپنی عمر كس طرح گزاري؟ اپنے جسم كوكس كام ميں استعمال كيا؟ مال كيسے كمايا اور كہاں خرچ كيا؟ اور خدا كے پيغمبر(ص) اور اہل بيت سے دوستی كے بارے ميں پوچھا جائے گا ايك اور مقام پر پيغمبر(ص) اكرم فرماتے ہيں كہ:

قيامت كے روز ايك ايسے شخص كو حساب و كتاب كے لئے پيش كيا جائے گا كہ جس نے دنيام يں بہت سے اچھے كام اور بے شمار نيكياں انجام دی ہوں گي_ اسے اميد

60

ہوگی كہ ان نيك كاموں كی وجہ سے وہ خدا كے عذاب سے محفوظ رہے گا اور منتظر ہوگا كہ فرشتے اس جنّت كی جانب لے جائيں_ عين اسی وقت چند ايسے انسان نمودار ہوں گے جن كا اس شخص نے حق غصب كيا ہوگا اور وہ اپنے حق كا مطالبہ كرينگ اور انصاف چاہيں گے ليكن قيامت كے روز اس ظالم و غاصب شخص كے پاس كچھ بھی نہ ہوگا كہ ان طالبان حق كا حق ادا كرسكے آخر كار فرشتے اس شخص كی نيكيوں ميں سے كچھ نيكياں لے كر ان طالبان حق مظلوم انسانوں كے حصّہ ميں ڈال ديں گے تا كہ وہ اپنے مطالبہ سے دستبردار ہوكر راضی ہوجائيں ممكن ہے اس شخص كے سامنے كچھ اور طالبان حق اپنا مطالبہ لے كر آئيں اور ان كی تعداد اتنی بڑھ جامے كہ اس شخص كی نيكياں ہی ختم ہوجائيں، اس صورت ميں فرشتے حق طلب كرنے والوں كے گناہوں اوربرائيوں كواس غاصب شخص كے نامہ اعمال ميںڈال ديں گ اور اس طرح يہ انسان كہ جس نے دنياميںلوگونپر ظلم كياہے اوران كے حقوق كو غصب كياہے نہ صرف تمام نيكياں اور اچھائياں كہ جنھيں اس نے دنيا ميں انجام ديا تھا اپنے ہاتھ سے كھو بيٹھے گا بلكہ دوسروں كے گناہوں كا بوجھ بھی اٹھائے گا اب وہ ہوگا اور برائيوں كا بھاری بوجھ_

پيغمبر اكرم(ص) ايك اور جگہ فرماتے ہيں:

61

اگر كوئي كسی پر ظلم كرتے ہوئے تازيانہ لگائے تو قيامت كے دن اس سے يقينا قصاص ليا جائے گا_"

خود آپ(ع) نے اپنی عمر كے آخربی دنونميںلوگونكے سامنے اپنے كو قصاص كے واسطے پيش كرديا اور فرمايا:

خداكی قسم دنيا ميں قصاص دنياآخرت ميں قصاص دينے سے بہت زيادہ سہل اور آسان ہے_ دنيا ميں قصاص كو رائج كرو تا كہ آخرت كے قصاص سے محفوظ رہو_

آپ(ص) ہی نے فرمايا كہ:

قيامت كے دن سب سے پہلے جوايك دوسرے پردعوی كريں گے وہ ايك دوسرے پرزيادتی كرنے والے اورايسے ميانبيوی ہونگے جن ميں كبھی بھی نہ بنتی ہوگي_ مرد اللہ تعالی سے اپنی بيوی كی زيادتيوں كی شكايت كرے گا اور كہے گا كہ خداوندا يہ عورت بلاوجہ ميری برائي كيا كرتی تھی اور خواہ مخواہ مجھ ميں عيب نكالا كرتی تھی اور مجھے اذيت اور تكليف ديتی تھی اوراس نے ميرا گھر ميں رہنادو بھر كرديا تھا عورت اس موقع پرانالزامات كوردكرے گی ليكن فرشتے اس كی زبان پر مہر لگاديں گے تاكہ وہ خاموش رہے،اس عورت كے اعضاء اور جوارح، ہاتھ اور پاؤں بات كرنے لگيں گے اور عورت كی ان زيادتيوں كوبيان كرينگے جوا س نے اپنے شوہر پركی تھيں_ اوركبھی اس كے برعكس بيوي

62

اپنے شوہر کی زیادتیونکی شکایت کرے گی اورکہے گی کہ اس نے میراجینا دشوار کردیاتھا_ بغیر کسی وجہ سے کے گھر میں چیخ وپکار کیاکرتا تھا اوراس نے گھر کواپنے غصّہ کی آگ سے جہنم میںتبدیل کردیاتھا_ مردکے اعضااورجوارح اس کے خلاف گوہی دیں گے اور عورت کی بات کی تصدیق کرینگے_"

پیغمبراسلام(ص) جودونوں جہانوں کیلئے رحمت اورانسانوں کے نجات دہندہ تھے پسندنہیںفرماتے ت کہ کوئي انسان اپن آپ کوآخرت کے عذاب اورقیامت کے حساب کی سختی میں گرفتار کرے_ لہذا آپ(ص) نے تمام مومن اورحق پسند انسانوں کوخطاب کرتے ہوئے فرمایاکہ:

خدا اس بندہ پر اپنی رحمت نازل کرے جو موت کے آنے سے پہلے اس آدمی کا حق اداکردے جس کاحق اس کی گردن پر ہو، کیونکہ قیامت کے دن انسان کے پاس کسی قسم کا مال و دولت نہ ہوگا کہ وہ اپنے حق کے طلب گاروں کا حق اس کے ذریعہ ادا کرے_ روز قیامت صرف انسان کے اچھے اور برے اعمال اس کے ساتھ ہوں گے اورحق داروں کے حق طلب کرنے کی صورت میں اس کے اچھے اعمال کم کر کے طلب گاروں کے حصّہ میں ڈال دیئے جائیں گے اور اگر اس کے پاس کوئي اچھا عمل نہ ہوگا تو طلب گاروں کے برے اعمال اس کے حساب میں ڈال دیئے

63

جائینگے_"

یقینا اس روز ہم بھی اپنے پروردگار کے سامنے جواب دہ ہوں گے اس عظیم دن کے لئے جس دن تمام طاقت و قدرت صرف ذات الہی کے ہاتھ میں ہوگی اور اسی کا حکم چلے گا اور کسی کو اس کی اجازت کے بغیر بات کرنے کی طاقت نہ ہوگی اورپھر سوائے حق اور صحیح بات کے کوئي اوربات کی بھی نہ جاسکے گي_ ضروری ہے کہ اس دن کے لئے زاد راہ جمع کریں اور بہترین زادراہ تقوی ہے_

پیغمبر اکرم (ص) کے فرمان کے مطابق:

پہلی چیز جس کے متعلق روز قیامت سوال ہوگا وہ نماز ہوگی بہترین چیز جسے انسان اپنے ساتھ لے جائے گاوہ اچھا اورنیك اخلاق ہوگا_"

ہمارے لئے بہتر یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ ہم سے روز قیامت سوال کیا جائے اوردنیا میں کئے جانے والے اعمار وافعال کا حساب طلب کیاجائے ہم خود ہی اپنے اعمال و اخلاق پرنگاہ ڈالیں اوراپنا محاسبہ کریں_

پیغمبر اکرم(ص) کا ارشاد ہے کہ:

اپنے اعمال کاحساب کرو قبل اس کے کہ ان کا حساب کیا جائے_ اور اپنے اعمال کا وزن کروقبل اس کے کہ ان کاوزن کیاجائے_"

آیت قرآن

" انّ الّذین یصلّون عن سبیل الله لہم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب"

64

وہ لوگ جو اللہ کے راستے سے گمراہ ہوگئے ہیں یقینا ان کے لئے سخت عذاب ہوگاکیونکہ انہوں نے قیامت کے دن کو بھلادیا ہے_"

"سورہ ص آیت 26)

سوچیے اورجواب دیجئے

1)___ خداوند عالم نے سورہ نباء میں جہان کے بامقصد ہونے کے ساتھ کن موضوعات کو یاد دلایا ہے؟

2)___ خداوند عالم نے اس سورہ مینکن مسائل کاذکرفرمایا ہے (صرف سورہ کے اس حصّے مینکہ جس کاذکر اس درس مینکیاگیا ہے؟)

3)___ قیامت کے دن کوکیوں" روز فصل اور روز جدائي" کہاجاتا ہے؟

4)___ سورہ نباء میں ظلم اورزیادیتونکرنے والونکے بارے میں کیا بیان ہوا ہے؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

5)___ پیغمبر اکرم (ص) کا فرمان ہے کہ انسان سے قیامت کے دن چار چیزوں کے بارے میں سوال کیاجائے گا_ وہ چار چیزیں کون سی ہیں؟
6)___اگر کوئي دنیا میں کسی پر ظلم کرے اورکسی کا مال اورحق غصب

کرے تو اس سے قیامت کے دن صاحبان حق اپنا حق کس طر ح وصول کرینگے؟
7)___ پیغمبر اکرم(ص) نے دوسرے لوگوں کے حقوق کے متعلق کیا سفارش کي؟
8)___ ایك دوسرے پرزیادتی کرنے والے میاں بیوی کس طرح انصاف چاہیں گے اوراگر اپنی زیادتیونکا انکار کرینگے توکون ان کے اعمال کی گواہی دے گا؟
9)___ سب سے پہلی چیز جس کا قیامت کے دن سوال ہوگا کیا ہے؟ بہترین چیز جو قیامت کے دن ہمارے کام آئے گي، کیا ہے؟
10)___ قیامت کے دن حساب وکتاب کے بارے میں پیغمبر اکرم(ص) کی ایك حدیث بیان کریں اور اس کی وضاحت بھی کریں؟
11)___ قیامت کے دن کیلئے بہترین توشا اور زاد راہ کیاہے؟

قیامت کے ترازو

موت کے وقت انسان کے سامنے یہ دنیا ختم ہوجاتی ہے اور اس کے سامنے آخرت کی دنیا کے دروازے کھل جاتے ہیں_ عمل کا زمانہ ختم ہوجاتا ہے اورحساب و کتاب اورجزا و سزا کازمانہ قریب ہوجاتاہے اور انسان دنیا سے آخرت کی طرف منتقل ہوجاتاہے اگر انسان کی نظر میں دنیا کی قدر و قیمت ہوگی اور دنیاپرستی کاشکار ہوگا تو اس کے لئے دنیاکو چھوڑنا سخت مشکل و ناگوار ہوگا_ اور اگر اس کی نظر میں خدا کی خوشنودی ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہوگی تووہ مکمل ذوق و شوق کے ساتھ اس سفر کے لئے تیارہوگا_
امام علی رضا علیہ السلام نے جانکنی کے بارے میں فرمایاہے کہ:
"کافر کے لئے موت کالمحہ نہایت سخت ہوگا_ گویا کہ ایك ادہا مسلسل اسے ڈس رہا ہے اوربچھوا سے بار بار اپنازہر

آلود ڈنك مار رہا ہے ... اوراس سے بھی زیادہ اذیت ناك_"
آپ(ص) سے سوال کیا گیا کہ:
کہاجاتا ہے کہ کافروں کے لئے اس دنیا سے جدا ہونے کی تکلیف اس سے بھی زیادہ سخت ہوگی کہ اس کے بدن کو آری سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے یا قینچی سے اس کی بوٹی بوٹی جدا کی جائے یا اس پربہت بھاری پتھر مارا جائے یا لوہے کی سلاخیں اس کی آنکھوں میںڈالی جائیں یا چکّی میں اسے پیس دیا جائے
امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ:
ہاں ایسا ہی ہے لیکن تمام کافروں کے لئے نہیں بلکہ ان میں سے بعض کے لئے جو ظالم اور زیادہ گناہ گارہوں گے اورپھر یہ عذاب تو فقط آغاز ہوگا_ اس سے سخت اور سخت ترین عذاب تو اسے برزخ اور قیامت میں جھیلنا پڑے گا_ اس کے برعکس مومن جو خداپرست اورخدا سے دل لگائے ہوئے ہوں گے اور اس کے احکام و فرامین کو مانتے ہوں گے اورہمیشہ آخرت کویادکرتے ہوں گے اور لوگونکے ساتھ صرف عدل و انصاف کا سلوك کرتے ہونگے وہ بہت آسانی سے اس دنیا سے

گزرجائيں گے کہ گويا پھول سونگھتے ہوئے اپنی جان جان آفرين کے سپرد کر رہے ہيں_ ان کا يہ سفر آخرت اسی طرح
برزخ اور اس کے بعد روز قيامت تک جاری رہے گا اور آخرت قيامت کے دن

68
کہ جس دن حساب وکتاب ہوا اوراعمال تو لے جائيں گے اس دن ان کے اعمال کا بھی ٹھيک ٹھيک حساب کيا جائے گا_

قيامت کے ترازو
خداوند عالم قرآن مجيد مينقيامت کے دن کے بارے ميں فرماتا ہے:
"پھر ديکھو وہ موت کی جانکنی حق لے کر آپہنچي، يہ وہی چيز ہے جس سے توبھاگتاتھا_"
"اس چيز کی طرف سے تو غفلت مينتھا، ہم نے وہ پردہ ہٹادياجوتيرے آگے پڑاہواتھا اورآج تيری نگاہ خوب تيز ہے_"
قيامت کے روز ہم ٹھيک ٹھيک تولنے والے ترازورکھ دينگے پھر کسی شخص پرذرہ برابر ظلم نہ ہوگا_"
(سورہ ق آيت 19_ سورہ انبياء آيت 47)
آپ سوچتے ہوں گے کہ عدالت کاترازو کيا چيز ہے؟ سوچتے ہونگے کہ قيامت کے ترازو سے کيامراد ہے؟ اوريہ اعمال
کے وزن اوراس کی قدر و قيمت کا کس طرح تعين کريں گے؟ عمل بے وزن اوربے قيمت ہونے کوکس ترازو سے توليں
گے؟
ميزان کے معنی ترازو اوراس ذريعہ کے ہيں جس سے کسی چيز کوتولايا

69
ناپاجاتا ہے_
ہر چيز کو ايک مخصوص پيمانے سے ناپاجاتا ہے_ مثلاً سونے کے زيورات کے وزن کے لئے ايک حساس اورچھوٹا ترازو
استعمال کياجاتا ہے_ اسی طرح ايک بڑے ٹرک کاوزن معلوم کرنے کے لئے جو تربوزوں سے بھبرا ہوا ہو ايک بڑے کانٹے
کو استعمال کيا جاتا ہے_ جسم کی حرارت اور نجار معلوم کرنے کے لئے تھرماميٹر اورکسی چيز کی بلندی يا طول و
عرض معلوم کرنے کے لئے ميٹر سے استفادہ کيا جاتا ہے_
پس آپ نے ديکھا کہ ميزان اورترازو مختلف شکلوں اور مختلف قسمونکے ہوتے ہيں_ جسم کی حرارت معلوم کرنے والا
تھرماميٹر اورٹرک کا وزن کرنے والے کانٹے کے درميان کتنا فرق ہے_ ليکن اسکے باوجود يہ پيمائشے کرنے کاذريعہ
کہلاتے ہيں_
اگرہم آپ کی کلاس مينمصوری کا مقابلہ منعقد کروائيں تو اس ميں بہترين تصوير کا چناؤ کيسے کريں گے؟
اگرکچھ لوگوں کی طاقت کا موازنہ کريں کہ ان ميں سے کون زيادہ طاقتور ہے تو کيسے معلوم کريں گے؟
اوراسی طرح ايک مجاہد کی بہادری معلوم کرنے کا آپ کے پاس کيا پيمانہ ہے؟ اس قسم کے مواقع پر"ميزان اورترازو'' وہ
نمونہ ہوتاہے جودنياميںپہلے سے موجودہو_ مثلاً ايک تحرير کی خوبصورتی اور اس کے حسن کوپرکھنے کے لئے ايک
بڑے استاد کی تحرير سے اس کا موازنہ کياجائے گا_ اور اسی لحاظ سے اس کامعيار معين کيا جائے گا_ پس اس صورت
ميں ترازو اور ميزان استاد کی لکھي

70
ہوئي تحرير قرار پائے گي_
ايک کلاس کے طالب علموں کی قابليت کاتعين کرنے کے لئے امتحان منعقد کيا جاتا ہے اور کلاس کے سب سے ذہين طالب
علم کو دوسروں کے لئے ميزان قرار ديا جاتا ہے_
آپ نے ديکھا ہوگا کہ کبھی کبھی آپ کے استاد پوری کلاس کو ايک سوال حل کرنے کے لئے ديتے ہيں اورپھر اس کی
چيکنگ کے دوران جب ديکھتے ہيںکہ اکثر طالب علموں نے سوال غلط حل کيا ہے تو ان سے کہتے ہيںکہ فلاں طالب علم
کوديکھو، اس نے سوال بالکل درست طور پرحل کيا ہے، جاؤ اوراس کی کاپی سے اپناسوال ملاؤ_
قرآن مجيد کے مطالعہ سے بھی يہی معلوم ہوتا ہے کہ قيامت کے روز بندوں کے حساب وکتاب کے لئے خداوند عالم ايسے
ميزان اورترازو معين کرے گا جن کے ذ ريعہ بندوں کے اعمال کا وزن کيا جائے گا تا کہ انسان اپنے اعمال کے وزن اوران
کی قدروقيمت کے مطابق اپنی جزا کوپاسکيں_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس بارے میں خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:
"قیامت کے دن ہم ٹھیك ٹھیك تولنے والے ترازو رك ھ دینگے، پھر کسی شخص پر ذرّہ برابر ظلم نہ ہوگا جس نے رائي کے دانے کے برابر بھی عمل انجام دیا ہوگا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اورحساب لگانے کے لئے ہم کافی ہیں_"
(سورہ انبیاء 21_ آیت 47)
" اس دن پیمائشے اور وزن حق کے مطابق ہوگا جس شخص

71
کا پلڑا نیك اعمال سے بھاری ہوگا نجات پاجائے گا اور جنکا پلڑا ہلکا ہوگاوہ نقصان اور خسارہ میں ہینرہیں گے کیونکہ انہوں نے ہماری آیت پرظلم کیا ہے، اور جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے_
البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ قیامت کا ترازو ان ترازؤوں سے مختلف ہے جن کا ہم اپنی روزمرّہ مادی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں_ قیامت کے دن کے ترازو کی نوعیت مختلف ہوگي_ اس ترازو کے ذریعہ لوگوں کے عقائد و افکار اور اخلاق و رفتار کو ناپا جاسکے گا_ عقائد کو پرکھنے کا پیمانہ "حق" ہوگا اور"حق" سے موازنہ کر کے ہی عقائد کوپر کھا جاسکے گا_
انسانوں کے اعمال و افعار کا پیمانہ صالح لوگ ہوں گے_ انبیاء ائمہ خدا کے منتخب بندوں اور اولیاء اللہ کے اعمال کے ذریعہ انسانوں کے اعمال کا موازنہ کیا جائے گا_ جتنا کسی کا عمل ان کے عمل سے مشابہت رکھتا ہوگا اتناہی وزنی اورباقیمت ہوگا_ جواعمال خدا اور اس کی رضا کے لئے انجام دیئے جائیں وہ وزنی اور قیمتی ہیں اور جو اعمال غیر خدا کے لئے اور غفلت میں انجام دیئے جائیں وہ بے وزن وبے قیمت ہوتے ہیں، اگر چہ ان کی ظاہری صورت اچھی اورنیك ہی کیوں نہ ہووہ قیامت کے دن نیك اوراچھے اعمال میں شمار نہیں کئے جائیں گے_
لہذا جنّت اورخداوند عالم کاقرب وہ حاصل کرسکے گا جس کے نیك اعمال کا پلڑا بھاری ہوگا_ اور جس کے نیك اعمال کا پلڑا بھاری نہ ہوگا وہ نجات نہ پاسکے گا اوروہ ضر ور بالضرور جہنّم میں جاء گا اور آگ کی تہہ میں پڑے گا_
قرآن مجید کا ایك سورہ جسے قارعہ کہا جاتا ہے اس کے ترجمے پرغور

72
کیجئے:
خدا کے نام سے جوبڑا مہربان اورنہایت رحم کرنے والا ہے_ "تو ڑ دینے والي، توڑ دینے والی کیا ہے، کیا جانتے ہوکہ توڑنے والی کیا ہے_ وہ دن کہ جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی مانند اورپہاڑ دھنکی ہوئي روئي کی ریزہ ریزہ ہوجائیں گے، پھر جس کے اعمال کا پلڑا بھاری ہوگا وہ اچھی اورخوشحال زندگی میں داخل ہوگا اور جس کے اعمال کا پلڑا ہلکا ہوگا اس کاٹھکانا جہنّم ہوگا اور تمہیں کیا جانتے ہو کہ جہنّم کیا چیز ہے_ بھڑ کتنی ہوئي آگ:
قیامت کے دن انسانی اعمال کا وزن کیا جائے گا اوراس کے پوشیدہ اعمال ظاہر و آشکار ہوجائیں گے_ اس دن انسان اپنے تمام اعمال اورحرکات کا مشاہدہ کرے گا_ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ:
اس دن انسانوں کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا ہوا بتادیا جائے گا_ بلکہ انسان خود ہی اپنی آپ کواچھی طرح جانتا ہے"
قیامت کے دن انسان کانامہ عمل اتنا واضح اورروشن ہوگا کہ وہ اس کو دیکھ کراپنے تمام اعمال س آگاہ ہوجاء گا اور ان کے درست ہونے کا اعتراف کرے گا اور میزان اتنا ٹھیك ٹھیك ہوگا کہ انسان سے کہاجائے گا کہ خود اپنا حساب کرے
قیامت کے دن انسان سے کہاجاء گا کہ:

73
اپنے نامہ عمل کوپڑھ، آج توخود اپنا حساب کرنے کے لئے کافی ہے"
قیامت کے دن باطنی اعمال اورپوشیدہ حقائق اس طرح واضح ہوں گے کہ کوئي بھی ان کا انکار نہ کرسکے گا_ اور اگرکوئي انکار کرنا چاہے گا تو اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی تا کہ اس کے اعضاء وجوارح گواہی دے سکیں_
خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے_
اس دن یعنی قیامت کے دن ان کے منہ پر مہر لگادیں گے اور ان کے اعضاء و جوارح، ہاتھ، پاؤں باتیں کریں گے اور اپنے کردار کی گواہی میں فرماتا ہے_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

یہ ہماری کتاب ہے کہ جو حق کے مطابق تمہارے خلاف گواہی دے رہی ہے_ قیامت کا دن حساب و میزان کا دنہے_ حق اور عدل ادلہ جزا و سزا کا دن ہے_ نیك لوگوں کی ظالموں اور بدکاروں سے مکمل جدائي کا دن ہے_"
پس کتنا اچھا ہو کہ ہم اپنے آپ کواس عظیم دن کے لئے تیار کریں اور ایسے اعمال انجام دیں کہ اس دن جن کے دیکھنے سے شرمندگی نہ ہو_

آیت قرآن

74

" و نضع الموازین القسط لیوم القی مة فلا تظلم نفس شیئا و ان کان مثقال حبّة من خردل اتینا بہا و کفی بنا حاسبین_"
سورہ انبیاء 21_ آیت 47
قیامت کے دن ہم ٹھیك ٹھیك تولنے والے ترازورکھ دیں گے پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا_ جس نے رائي کے برابر بھی عمل انجام دیا ہوگا وہ ہم سامنے لے آئیں گے_ اور حساب کرنے کے لئے ہم کافی ہیں"

سوچیے اورجواب دیجئے
1)___ دنیا سے آخرت کے سفر میں کون جان لیوا اور سخت شکل محسوس کرے گا اور کون ذوق و شوق سے اس کو طے کرے گا؟
2)___ امام رضا علیہ السلام کے مطابق ظالم اورکافر دنیا سے رخصت کے وقت کیا محسوس کریں گے اور مومن و خداپرست اس موقع پر کیا محسوس کریں گے؟
3)___ قیامت کے دن کون لوگ نجات پانے والے اور کون لوگ نقصان و خسارہ کا شکار ہوں گے؟ (آپ کی کتاب

75

میں اس بارے میں جو ذکر ہوا ہے اس کی رو سے جواب دیں؟)
4)___ اس سبق میں ترازو کی جو قسمیں بیان ہوئي ہیں انہیں شمار کیجئے اور یہ بتلایئےہ قیامت کے دن ترازو کون کی چیز ہوگي؟ انسان کے اعمال کو کس سے تو لاجائے گا ...؟
5)___ عمل کے بھاری یا بے وزن ہونے کا قیامت کے دن کیا سیار ہوگا؟
6)___ سور ہ قارعہ کی آیات کی رو سے کون لوگ قیامت کے دن اچھی زندگی میں داخل ہوں گے اور کون لوگ ہاویہ اور عذاب میں ڈالے جائیں گے؟
7)___ قیامت کے دن مشکلات اور شرمندگی سے بچنے کے لئے ہمیں کون سے اعمال انجام دینا چاہیئے؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ چہارم

76

جنّت اوراہل جنّت; دوزخ اور اہل دوزخ

جناب ابوذر غفاری سے کسی نے سوال کیا کہ ہمارے لئے مرنا کیوں تکلیف دہ ہوتا ہے___؟
حضرت ابوذر نے جواب دیا:
" اس لئے کہ تم نے اپنی دنیا کو آباد کیا ہے اور آخرت کو خراب و ویران کیا ہے_ اس دنیا میں اپنی خواہشات نفس کی پیروی کی ہے اور گناہوں میں مبتلا رہے ہو اور جو کچھ تمہارے پاس تھا اسی دنیا میں خرچ کردیا ہے اور آخرت کے لئے کوئي توشہ و زاد راہ روانہ نہیں کیا_ اسی لئے تمہارے لئے ایك آباد مکان سے خراب و ویران مکان کی طرف منتقل ہونا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تکلیف دہ ہوتا ہے_
اس نے پھر سوال کیا کہ ا بوذر ہماری حالت آخرت کے جہان میںداخل ہوتے وقت کیسی ہوگي؟

جناب ابوذر نے فرمایا:
لوگ دوقسم کے ہوتے ہیں_ نیك اور برے _ نیك لوگ، ان لوگوں کی طرح ہوں گے جو طویل مدّت اپنے گھر بار سے اوراپنے رشتہ داروں اور دوستوں سے دور ہوں اوراب وہ اپنے گھر پہنچنے والے ہوں اور اپنے رشتہ داروں کا دیدار کرنے والے ہوں تو انھیں کتنی خوشی اور مسرّت محسوس ہوگي؟ وہ کتنے خوشحال خوشنود ہوں گے؟ نیك لوگ اس طرح اپنے مہربان خدا کے نزدیك اور اس کی خوبصورت بہشت میں داخل ہوں گے_ ملائکہ و پیغمبران و اولیاء خدا ان کا استقابل کریں گے اور وہ بہشت کی ختم ہونے والی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے لیکن گناہگار اور برے اعمال کے مرتکب اس مجرم اور باغی ی طرح ہو گے جو اپن گناہو کے خوف سے فرار ہوگیا ہو اور جب اسے گرفتار کے لایا جائے اور اس کے جرائم کی سزا سنائي جائے تو اس کی کیا حالت ہوگي؟
اعمال بد انجام دینے والا اپنے آپ کو اپنے اعمال میں گرفتار دیکھ رہا ہوگا تمام گناہگارو کی یہی حالت ہوگي، وہ خود کو خدا کے غیظ و غضب اور عذاب میں مبتلا دیکھ رہے ہوں گے_ وہ دیکھ رہے ہو گے کہ اب وہ اس پروردگار کے سامنے کھڑے ہیں جو بدلہ لینے والا ہے_ جس کے فرامین و احکامات کی انہوں نے خلاف ورزی کی ہے_ ان پر پانی پانی کردینے والی شرمندگی طاری ہوگی اور وہ اپنے آپ کوعذاب کامستحق دیکھ رہے ہوں گے اوربالآخر ان کوکھینچ کر جہنّم میں لے جایا جائے گا_"
اس شخص نے پھر سوال کیا_ اے ابوذر بتائیےہ ہماری حالت

خداوند عالم کے سامنے کیسی ہوگي؟ جنّتی ہوں گے یا جہنّمي؟
حضرت ابوذر نے فرمایا کہ:
اپنے اعمال کو اللہ تعالی کی کتاب کے سامن رکھو اوردیکھو کہ خدائے تعالی قرآن مجید میں کیا فرماتے ہے اور تمہاری کیا حالت ہے_ خدائے تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ نیك اور صالح جنّتی ہوں گے اور فاسق و فاجر جہنّمي"_
ابوذر نے فرمایا:
اللہ تعالی کی رحمت نیك لوگوں سے زیادہ قریب ہے"_
آخرت میں انسان لامحالہ ان دو مقامات میں سے ایك میں قیام کرے گا_ جنّت میں یا جہنّم میں_

جنّت
جنّت نیك اور دیندار اور خداپرست لوگوں کی رہائشے اور مکان ہے، پیغمبروں اور ان کے پیروکاروں کے ہمیشہ رہنے کی چگہ ہے_
بہترین اور خوبصورت ترین مقام ہے جسے مہربان خالق نے اپنے نیك بندوں کے لئے بنایا ہے_ نہایت وسیع اور کشادہ ہے، زمین ماور آسمان کی وسعتونکے مساوی بلکہ ان سے بھی وسیع و عریض ہے، روشن و پرنور ہے_ غرض انسان اس کی تعریف سے عاجز ہے_
اسے بہشت بھی کہتے ہیں_ قرآن اسے جنت سے تعبیر کرتا ہے

"جنّت" یعنی سر سبز و شاداب درختوں سے بھرا ہوا باغ
جنت کے سر سبز و شاداب درختوں کے نیچے صاف اور شفاف اورٹھنڈے پانی کی نہریں جاری ہوں گي_ ان کی شاخوں پر رنگ برنگ اور مزے دار پھل لٹکے ہوئے ہوں گے اور معطر ہوا کے جھونکوں سے جھوم رہے ہوں گے_
جنّت میں کسی قسم کی برائي اور نقص کا وجود نہ ہوگا_ نیك لوگ وہاں جس چیز کی تمنّا کریں گے ان کے لئے حاضر کردی جائے گي_ جب کسی پھل کی خواہش کریں گے تو مدرختوں کی خوبصورت ٹہنیاں ہواکے چلنے سے حرکت کریں گی اور اس نیك بندے کے نزدیك پہنچ کر پھل اس کے ہاتھوں پر رکھ دیں گي_

Presented by http://www.alhassanain.com &   http://www.islamicblessings.com

جنّت ميں مومنين كے لئے نہايت عايشان اور آسائشےوں سے پر، محل بنائے گئے ہوں گے، ان پر عمده اور بہترين فرش بچھے ہوئے ہوں گے مومنين بہترين اور خوش رنگ لباس زيب تن كئے ہوئے، آرامده مندوں پر پيغمبروں، ائمہ اطہار، شہداء اور دوسرے جنتيوں سے محو گفتگو ہوں گے_

پيغمبر (ص) فرماتے ہيں كہ:

ميں نے جنّت ميں ديكھا كہ فرشتے جواہرات اور انيٹوں سے ايك خوبصورت محل بنا رہے ہيں_ كبھى تيزى سے اور زياده كام كرنے لگتے اور كبھى كام چھوڑ كر بيٹھ جاتے ہيں مىں نے ان سے پوچھا: كيا كام كر رہے ہو؟ كيوں كبھى كام كرنا چھوڑ ديتے ہو؟ انہوں نے جواب ديا كہ ہم يہ

محل ايك مومن كے لئے بنا رہے ہيں_ آپ(ص) نے سوال كيا: پھر بناتے بناتے رك كيوں جاتے ہو_ فرشتوں نے جواب ديا كيونكہ محل بناتے ميں استعمال ہونے والا سامان ختم ہوجاتا ہے_ آپ(ص) نے پوچھا: محل بنانے كا سامان كيا ہے؟ فرشتوں نے كہا يہ سامان الله اكبر لا الہ الا الله ہے جو ان جواہرات اور سونے كى دانيٹوں ميں تبديل ہوجاتا ہے اس محل كوبنانے كا سامان، الله تعالى كا ذكر اور وه نيك اعمال ہيں جو خود مومن دنيا سے ہمارے لئے روانہ كرتا ہے جب تك مومن كار خير اور الله تعالى كى ياد ميں مشغول رہے، ہم تك سامان پہنچتا رہتا ہے اور اگر مومن غافل ہوجائے اور كار خير انجام نہ دیے تو ہم تك سامان نہيں پہنچتا اور ہم بھى مجبوراً كام ر وك ديتے ہيں_"

جنّت ميں نعمتيں ہمارے دنياوى اعمال سے بنائي جاتى ہيں اور جنّت كى بعض نعمتيں اتنى خوبصورت ہينكہ كبھى آنكھ نے ان جيسى خوبصورتى كو نہ ديكھا ہوگا ان كے دل پسند اور صاف كوكسى كان نے نہ سنا ہوگا بلكہ ان كا خيال بھى كسى كے ذہن ميں نہيں آسكتا_ مختصر يہ كہ جنت كى نعمتيں ہمارى فكروں سے بھى زياده بلند و بالا ہيں_ اور بہشت كى تعريف و توصيف ميں جو كچھ بھى بيان كيا گيا ہے وه ہمارى ذہنى سطح كے مطابق بيان كيا گيا ہے_ ورنہ بہشت كى عظمت اور اس كى حقيقى خوبصورتى اور زيبائي ناقابل بيان ہے_

ليكن خدا نے بيان كے لئے كہ بہشت رہنے كے لئے كتنى عمده جگہ ہے اس كى كچھ صفات كو ہمارى زبان اور ہمارى ذہنى سطح كے مطابق بيان كيا ہے اور فرمايا ہے كہ :

متقين كے لئے جس جنّت كا وعده كيا گيا ہے اس كى شان يہ ہے كہ اس كے نيچے نہريں بہہ رہى ہيں اس كے پھل ہميشہ رہنے والے ہيں اور اس كا سايہ لازوال ہے يہ تو انجام ہے متقى لوگوں كا ليكن كافروں كا انجام يہ ہے كہ ان كے لئے دوزخ كى آگ ہے_"

(سوره رعد 13_ آيت 35)

بہشت ميں جس چيز كى خواہش كروگے تيار ہوگى اور جو چاہو گے وه موجود ہوگا_"

(سوره فصلّت 41_ آيت 35)

"ان مومن مردوں اور عورتوں سے خدا كا وعده ہے كہ انھيں ايسے باغ دے گا جن كے نيچے نہريں بہتى ہوں گى اور وه ان ميں ہميشہ ہيں گے_ ان سدا بہار باغوں ميں ان كے لئے پاكيزه قيام گا ہيں ہوں گى اور سب سے بڑھ كريہ كہ الله كى خوشنودى انھيں حاصل ہوگى اور يہى سب سے بڑى كاميابى ہے_

(سوره توبہ 9 آيت 72)

جنت ميں تمام رہنے والے لوگ ايك مرتبے اور ايك درجے كے نہيں ہيں بلكہ اپنے ايمان اور خلوص اور اعمال صالح كى مقدار كے لحاظ سے ان كے مر اتب ميں فرق ہوگا بہشت ميں موت، غم، بيماري، فكر، مصيبت كا كوئي

وجود نہ ہوگا_ بلكہ جنّتى افراد ہميشہ خداوند عالم كے لطف و عنايات كے زير سايہ ہوں گے اور ہميشہ خدا كى ظاہرى اور باطنى نعمتوں سے بہره مند ہوں گے اور سب سے زياده يہ كہ الله تعالى ان سے راضى ہوگا اور وه بھى الله اور اس كے الطاف اور عنايات سے راضى ہوں گے_

دوزخ
دوزخ ظالموں اور بدکاروں کاٹھکا نہ ہے اور مشرکوں اور منافقوں کی قیام گاہ ہے_
دوزخی نہایت سخت اور بہت دردناك زندگی سے دوچار ہوں گے ان کے برے اعمال اور اور کفر و نفاق، عذاب اور سخت سزا کی صورت میں تبدیل ہوکر ان کے لئے ظاہر ہوں گے اور انھیں درد و رنج پہنچاتے رہیں گے_ آگ کا لباس ان کے جسم پر اور گلے میں طوق، ہاتھ اور پاؤں میں زنجیر پہنائي جائے گي_ آتش دوزخ کے شعلے ان کے جسم سے اٹھ رہے ہوں گے ان کے گوشت اور ہڈیوں کو جلا رہے ہوں گے_ ساتھ ہی ساتھ ان کے باطن میں قلب و روح میں بھی نفوذ کر رہے ہوں گے_
جہنّمیوں کا کھانا اور پینا، گندا، بدبودار، غلیظ اور جلادینے والا ہوگا جو پیپ سے بدتر ہوگا_ جس کی بدبو مردار سے زیادہ ہوگي_
جہنّم کا عذاب جو کفر و نفاق ظلم و ستم اور برے اعمال کا نتیجہ ہے اتنا سخت اور دردناك ہے کہ جس کا ہم تصوّر بھی نہیں کرسکتے_ اس دردناك

عذاب کی جھلك خداوند عالم اس بیان کی صورت میں ہمیں یوں دکھاتا ہے کہ :
ہم نے ظالموں کے لئے ایك آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپٹیں انھیں گھیرے میں لئے ہوئے ہوں گی وہاں گر وہ پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا اور ان کا منہ بھون ڈالے گا بدترین پینے کی چیز اور بدترین رہائشے گاہ _"
(سورہ کہف 18 آیت 29)
جن لوگوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کردیا انھیں یقینا ہم آگ میں ڈالیں گے اور جب ان کے بدن کی کھال گل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کردیں گے تا کہ وہ خوب عذلاب کا مزا چکھیں_ یقینا اللہ بڑا قادر اور حکیم ہے_"
(سورہ نساء 4_ آیت 55)
"دردناك سزا کی خبر دو انھیں جو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انھیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ایك دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی سے جہنّم کی آگ دہکائي جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا_ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، لواب اپنی اس دولت

کا مزا چکھو جسے تم نے ذخیرہ کیا تھا_"
(سورہ توبہ 9 آیت 35)
یقینا آپ کا دل بھی چاہتا ہوگا کہ معلوم کریں کہ روز قیامت ہمارا انجام کیا ہوگا؟ آخرت میں ہمارا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ جنّت یا جہنّم؟
اگر ہم غور سے پیغمبر اکرم(ص) کے اس قول کا جائزہ لیں تو شاید اندازہ ہوجائے کہ ہمارا انجام کیا ہوگا؟
پیغمبر اکرم(ص) نے فرمایا ہے:
بہشت مصائب اور آلام میں پوشیدہ ہے جو شخص دنیا کی مشکلات اور رنج و الم کو برداشت کرے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا_ اور جہنّم لذّت و شہوت اور ہوس رانی میں پوشیدہ ہے، جو شخص شہوت اورہوس رانی میں مبتلا ہوگا وہ جہنّم میں جائے گا_

آیت قرآن
مثل الجنّة الّتی وعد المتّقون تجری من تحتہا الانہر اکلہا دائم و ظلّہا تلك عقبی الّذین اتّقوی و عقبی الکفرین النّار"

ساسالہ استعمال کرتے ہیں؟ اور کیوں فرشتے کام چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

7) ___دوزخ کن کاٹھکا نہ ہے اور جہنم کا عذاب کس چیز کانتیجہ ہوا ہے؟
8) ___قرآن مجید کی آیات سے استفادہ کرتے ہوئے جہنّم کے عذاب کی کوئي مثال بیان کیجئے؟

86
متقیوں کے لئے جس جنّت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان یہ ہے کہ اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں_
اس کے پھل ہمیشہ رہنے والے ہیں اور اس کا سایہ لازوال ہے_ یہ تو انجام ہے متقی لوگوں کا_ لیکن کافروں کا انجام یہ ہے کہ ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے_"
(سورہ رعد 13 آیت 35)

سوچیے اور جواب دیجیے
1)___ حضرت ابوذر- نے اپنے کلام میں نیك لوگوں کوکن لوگوں سے تشبیہ دی ہے اور گناہ گاروں اور برے لوگوں کوکن سے؟
2)___ حضرت ابوذر کے قول کی روشنی مینبتا یئےہ اللہ تعالی کے نزدیك ہماری حالت کیا ہوگي؟
3) ___اللہ تعالی کی رحمت کہاں گئي؟ جناب ابوذر نے اس سوال کا کیا جواب دیا تھا،اوراس جواب سے کیا مقصد تھا؟
4) ___اس سبق کو ملحوظ رکھتے ہوئے بہشت کی تعریف کیجئے؟
5) ___بہشت کی نعمتوں میں سے کون سی چیز سب سے برتر اور بالاتر ہے؟
6) ___جنّت میں مومنین کا مکان بنانے کے لئے ملائکہ کون

87
قیامت کا خوف

خدا کے شائستہ بندوں کی ایك صفت
خدا کے شائستہ بندوں کے متعلق حضرت علی (ع) فرماتے ہیں کہ:
خداوند عالم نے اپنی یاد کو دلوں کے منور ہونے کا سبب قرار دیا ہے یاد خدا دلوں کوسماعت بخشتی ہے، خدا کی یاد تاریك و مردہ اور افسردہ دلوں کوروشن، بینا اور زندہ کرتی ہے، خدا کی یاد سرکش اور گنہکار دلوں کو خدا کی بندگی اور اس کے حضور سجدہ ریز ہوجانے کا سبق دیتی ہے_
ہر دور میں خدا کے ایسے منتخب بندے ہوتے ہیں جو خدا کی یاد میں مشغول رہتے ہیں اور اس سے مناجات کرتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے اس سے راز و نیاز کرتے ہیں_
خدا کی یاد سے ان کی دلوں میں بیداری اور آگاہی کا نور چمکتا ہے_ ان کی آنکھ، کان اوردل اس سے منور ہوجاتے ہیں_

88
خدا کے یہ منتخب بندے لوگوں کو "ایام اللہ" کی یاد دلاتے ہیں اور اس کے ارفع و اعلی مقام سے ڈراتے ہیں_ یہ باخبر رہنما بھولے بھٹکے ہوؤں کو ہدایت دیتے اور رہنمائي کرتے ہیں_ جو بھی میانہ روی اور صحیح راستہ اختیار کرے اس کی حوصلہ افزائي کرتے ہیں اور اسے نجات کی خوش خبری دیتے ہیں_ جوکجروی اختیار کرے اس کی مذمّت کرتے ہیں اور ہلاکت و تباہی سے ڈراتے ہیں_
یہ لائق احترام اور یاد خدا میں مشغول رہنے والے بندے اندھیروں کا اجالا اور گم کردہ راہوں کے رہنما ہوتے ہیں_
جی ہاں اس قسم کے شائستہ لوگوں نے دنیا کی محبت کی جگہ اللہ کی یاد کو اپنے دل میں جگہ دی ہے_ دنیاوی کام کاج اورتجارت انہیں یاد خدا سے غافل نہیں کرتے_

وہ اس عمدہ سامان سفر سے اپنی زندگی کا سفر طے کرتے ہیں اور راہ طے کرتے وقت غفلت میں ڈوبے ہوئے انسانوں کو بیدار کرتے اور انہیں گناہوں سے روکتے ہیں_ لوگوں کو عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی عدل و انصاف کے مطابق سلوک کرتے ہیں_ لوگوں کو برے کاموں اورمنکرات سے منع کرتے ہیں اور خود بھی برے کاموں کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے_
گویا وہ راہ دنیا طے کر کے آخرت تك پہنچ چکے ہیںاوروہاں سکونت اختیار کر کے ماوراء دنیا کا مشاہدہ کر رہے ہیں_ قیامت کے وعدے انکے لئے ثابت ہوچکے،وہ لوگوں کے لئے ان حقائق پر سے پردہ ہٹاتے ہیں اورقیامت وبرزخ کے حالات کو لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں_

89
اس طرح کہ جیسے اس عالم کی جن چیزوں کا مشاہدہ وہ کر رہے ہیں لوگوں کی نگاہیں انہیں نہیں دیکھ پاتیں اور جن صداؤں کویہ سنتے ہیں لوگ نہیں سن پاتے_
اے کاش
تم اپنے ذہن میں ان کے بلند مرتبہ اورروحانیت کو دیکھ پکاتے اور ان کے مقام محمود کا مشاہدہ کر تے_ گویا انہوں نے اپنے اعمال ناموں کو اپنے سامنے کھول رکھا ہے_ اوراپنے نفس کے (محاسبہ میں) اورچھوٹی بڑی کوتاہیوں اور خطاؤں پر نظر رکھے ہوئے ہیں_
خدا کے عذاب کے خوف سے آہ و فغان اور گریہ و زاری کر رہے ہیں_ اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہوئے ندامت اورپشیمانی کا اظہار کر رہے ہیں اور اپنے رب سے عفو و بخشش کے طلبگار ہیں_
اگر ان منتخب بندگان خدا کو غور سے دیکھا جائے تو یہ ہدایت کے پرچم اور روشنی پھیلانے والے چراغ نظر آئیں گے کہ جن کے ارد گرد اللہ کی رحمت کے فرشتوں نے احاط کر رکھا ہے، آسمان کے دروازے ان پرکھلے ہوئے ہیں اورفرشتے آرام واطمینان سے ان پر نازل ہوتے ہیں_
ان کے لئے امن و کرامت کے مقامات تیار کئے گئے ہیں_ اس امن کے مقام ہینکہ جہاں خدا ان سے آگاہ، ان کی سعی وکوشش سے راضی اور ان کی راہ و رسم سے خوش ہے_
یہ بندے اپنی مناجات کے ذریعہ نسیم رحمت اورپروردگار عالم کی بخشش کو جوش میں لاتے ہیں_ ان کے دل اللہ تعالی کے فضل و کرم کے

90
گرویدہ اور اللہ کی عظمت و بزرگی کے سامنے خاضع اور خاکسار ہوتے ہیں_
آخرت کے عذاب کے خوف سے ان کے دل زخمی اور شکستہ ہیں اور خوف خدا کے سبب کیے جانے والے طویل گریہ سے ان کی آنکھیں آزردہ اور خستہ ہوچکی ہیں ...
(نہج البلاغہ سے ایك اقتباس)
امیرالمومنین علیہ السلام کہ جو خود خدا کے شائستہ بندوں میں سے ہیں خدا کے صالح اور شائستہ بندوں کے اس طرح قیامت سے خوفزدہ ہونے کی صفت کا تذکرتے ہیں_ کتنا اچھا ہو کہ حضرت علی (ع) کے قول کے ساتھ ساتھ ان کے عمل میں بھی خدا کے شائستہ بندوں کی نشانیوں کو دیکھیں_
امام(ع) کے دو نہایت نزدیکی اصحاب سے امام(ع) کی مناجات کی کیفیت ان کی آہ و زاري، پر سوز نالوں اور قیامت کے خوف کے متعلق سنیں_
حبّہ عرفی اور نوف بکالی کہتے ہیں:
ایك دن ہم دارالامارة کے صحن میں سوئے ہوئے تھے کہ آدھی رات کو ایك دردناك آواز نے ہمیں بیدار کردیا_ یہ ہمارے مولا امیرالمومنین (ع) کی آواز تھي_ آپ نے ایك دیوار سے نیك لگائي تھي_ پھر آہستہ آہستہ قدم بہ قدم چلنے لگے_ ستاروں سے پر آسمان کودیکھتے اور تھوڑی دیر ٹھہرجاتے اور اچانك رونے کی آواز بلند کرتے اور آنسو بہاتے اور پر درد ودلگداز لہجے میں ان آیات کی تلاوت فرماتے تھے:
یقینا زمین و آسمان کی خلقت اور دن و رات کی منظم گردش میں عقلمندوں کے لئے واضح نشانیاں موجود ہیں، وہ عقلمند کہ جو خدا کو ہر حال میں یاد کرتے ہیں چاہے بیٹھے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

91
چاہے کھڑے اور چاہے پہلو پر بستہ ہیں لیٹے ہوئے ہوں زمین و آسمان کی خلقت پر غور و خوض کرتے ہیں_
اے پروردگار تو نے اس عظیم کارخانہ کو بے کار و بے مقصد خلق نہیں کیا ہے تو عیب سے پاك ہے بس تو ہم کو آگ کے عذاب سے بچا
پروردگار یقینا جس کو تونے آگ میں داخل کردیا ضرور اسے رسوا کردیا اور ظالموں کا کوئي مددگار نہیں اے ہمارے رب ہم نے سنا ہے کہ ایك منادی ندا کرتا تھا ایمان کے لئے کہ ایمان لاؤ، پس ہم ایمان لے آئے_ اے ہمارے رب پس بخش دے ہمارے گناہوں کو اور دور کردے
ہم سے ہماری بدیوں کو اور ہمیں نیکیوں کے ساتھ موت دے_
اسے پروردگار جو کچھ تونے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے ہم سے وعدہ کیا ہے ہمیں عطا کر اور ہم کو روز قیامت رسوا نہ کرنا_ یقینا توو عدہ خلافی نہیں کرتا_"
(سورہ آل عمران 3_ آیت 19 تا 194)
امیرالمومنین علیہ السلام بار بار ان آیات کی تلاوت کر رہے ہے تھے اشك بہاتے تھے اور ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر مناجات اورراز و نیاز کرتے تھے حبّہ کہتا ہے:

92
میں حیرت زدہ اپنے مولا کی حالت کو دیکھ رہا تھا کہ آپ(ع) میرے بستر کے نزدیك آئے اور فرمایا:
"حبّہ سوئے ہوئے ہو یا جاگ رہے ہو؟"
میں نے عرض کی :
مولا،اے امیرالمومنین علیہ السلام جاگ رہا ہوں جب آپ(ع) ، خدا کے خوف سے اس قدر لرزاں اور نالہ کناں ہیں تو افسوس ہم بے چاروں کی حالت پر:
امیرالمومنین علیہ السلام کچھ دیر سرجھکا کر روتے رہے پھر فرمایا:
اے حبّہ ایك دن سب خدا کے سامنے اپنا حساب دینے کے لئے کھڑے کئے جائیں گے_ خدا اپنے بندوں کے اعمال سے باخبر ہے اور کوئي چیز اس سے چھپی ہوئي نہیں ہے_ وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ ہم سے نزدیك ہے اور کوئي چیز ہمارے اور خدا کے درمیان حائل نہیں ہوسکتی اس کے بعد نوف کے بستر کے پاس گئے اور فرمایا:
اے نوف سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟
نوف جو کہ امیرالمومنین (ع) کی حالت کو دیکھ کر رو رہے تھے بولے:
"یا علی (ع) جاگ رہا ہوں اور آپ کی اس روحانی حالت کو دیکھ کر گریہ کر رہا ہوں_"
امیرالمومنین (ع) نے فرمایا:
اے نوف اگر آج خوف خدا سے اشك بہاؤ گے تو قیامت میں تمہاری آنکھیں روشن ہوں گی _ تمہاری آنکھوں سے گرا ہوا آنسو کا ہر قطرہ آتش جہنّم کو

93
بجھادے گا_ جو انسان اللہ کے خوف سے ڈرے، گریہ کرے اور اس کی دوستی خدا کے لئے ہو تو بہشت میں اس کا درجہ سب سے بلند و بالا ہوگا_
اے نوف جو شخص خدا کو دوست رکھتا ہو اور جسے بھی دوست رکھتا ہو خدا کے لئے ہو، کبھی بھی خدا کی دوستی پر کسی اور کی دوستی کو ترجیح نہیں دے گا جو شخص جس سے بھی دشمنی رکھتا ہو خدا کیلئے ہو اس دشمنی سے خیر و خوبی کے علاوہ کچھ اور نہ پہنچے گا_
اے نوف جس وقت تم اپنی دوستی اور دشمنی میں اس درجہ پر پہنچو کمال ایمان پر پہنچو گے_ خدا سے ڈورکہ میں تمہیں نصیحت کر رہا ہوں" یہ کہہ کہ امام (ع) ہم سے دور چلے گئے_ اور خدا سے مناجات شروع کردی اشك بہاتے جاتے تھے اور آہستہ آہستہ اس دعا کی تلاوت کرتے تھے_
پروردگار اے کاش مجھے علم ہوتاکہ جس وقت میں تجھ سے غافل ہوں تو مجھ سے ناراض ہوتا ہے اور منہ پھیر لیتا ہے یا

پھر بھی مجھ پہ لطف و کرم رکھتا ہے؟ اے کاش مجھے علم ہوتا کہ میری طویل نیند، سستی و کوتاہی کے سبب میری حالت تیرے نزدیك کیسی ہے
اس رات امیرالمومنین (ع) تمام رات جاگتے رہے اور اپنے خالق سے ر از و نیاز کرتے رہے_ بے قراری کے عالم میں چہل قدمی کرتے تھے_
امیرالمومنین (ع) یوں ہی راتوں کو بیدار رہتے، مناجات کرتے اور خوئف خدا اور قیامت کے حساب و کتاب کا ذکر کر کے رویا کرتے تھے_

94

آیت قرآن

" ربّنا ما خلقت ہذا باطلا سبحنك فقنا عذاب النّار"
پروردگار تو نے اس جہان اور زمین و آسمان کو باطل پیدا نہیں کیا ہے تیری ذات پاك و پاکیزہ ہے پس ہمیں جہنّم کی آگ سے محفوظ رکھ_"
(سورہ آل عمران 3 آیت 191)

سوچیے اور جواب دیجیے

1) ___امیرالمومنین (ع) نے اپنے اس خطبہ میں اللہ کے نیك اور صالح بندوں کی بہت سی صافت بیان کی ہیں_ آپ ان میں سے دو صفات کو بیان کریں؟
2) ___یہ صالح بندے کس راہ کی تعریف اور کس کی مذمت کرتے ہیں؟
3)___ ان کا ڈر اور خوف کس چیز سے ہے؟ ان کا طویل گریہ کس خوف کے نتیجہ میں ہے؟
4) ___امیرالمومنین (ع) نے جن آیات کی تلاوت کی ان کا ترجمہ کیجئے؟
5)___ ان آیات میں کن باتوں کا تذکرہ ہے کہ جس کے سبب

95

امیرالمومنین (ع) کی یہ حالت ہوگئي تھي؟
6) ___جب امیرالمومنین (ع) نے حبّہ سے دریافت کیا کہ سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو تو حبّہ نے آپ (ع) کو کیا جواب دیا؟ آپ (ع) نے قیامت کے دن کے بارے میں حبّہ سے کیا فرمایا؟
7)___امیرالمومنین (ع) نے نوف سے قیامت کی یاد اور خوف خدا سے رونے کے متعلق کیا فرمایا؟
8)___ امیرالمومنین (ع) نے ایمان کامل رکھنے والے انسان کی کیا تعریف کي؟ کامل ایمان ہونے کے لئے کیا علامتیں بیان کیں؟

96

باب سوم

نبوت کے بارے میں

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

97

تمام پيغمبروں کا ايك راستہ ايك مقصد

شايد آپ نے بہار کے موسم ميں بادام کے خوش رنگ شگوفے کوديکھا ہوگا کيا آپ نے ديکھا ہے؟
آيا کبھی سوچا ہے کہ
بادام کا جو بيج رمين ميں بويا جاتا ہے يہ بيج، پھول کی خوبصورت شکل؟، اختيار کرنے تك کس قدر طويل، پر پيچ اور کٹھن راستہ کرتا ہے_
کتنی سعی و کوشش کر کے يہ راستہ طے کرتا ہے تا کہ نشو و نما پاسکے اور اس خوبصورت لباس سے اپنے آپ کو راستہ کرے
آيا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ اس طويل راستہ کو طے کرنے ميں اسکی راہنمائي کون کرتا ہے_
ہم نے توحيد کی بحث ميں اس بات کا ذکر کيا ہے کہ

98

جسطرح خلقت کی ابتدا خداوند کريم سے ہے اسی طرح ان کے وجود کا باقی رہنا، پر وان چڑھنا اور نشو و نما بھی خدا کی ذات سے وابستہ ہے_
خدا کے علاوہ کون ہے جو بادام کے بيج کی مانند ايك مخصوص راہ کو طے کر رہے ہيں اور اس راہ ميں صرف خدا کی ہدايت ان کے شامل حال ہے اور اس تکميل کی راہ ميں ان کا ہدايت کرنے والا پروردگار عالم ہے_
خداہی کی ذات ہے کہ جس نے ہر ايك کی سرشت اور فطرت ميں حرکت راہ کو تلاش کرنا اور رشد و کمال تك پہنچنا و ديعيت کيا ہے اور يہ ايك عمومی ہدايت ہے اس عمومی ہدايت ميں انسان کی حالت و کيفيت کيسی ہوتی ہے _ انسان دوسرے تمام موجودات سے ايك واضح فرق رکھتا ہے _ اور يہ فرق ، فکر ، ارادے و اختيار کی قدرت اور طاقت ،، کا ہوتا ہے _
دوسرے موجودات فکر و اختيار اور انتخاب جيسی قدرت سے بہرہ مند نہيں ہيں _ خداوند کريم نے يہ عظيم اور قيمتی نعمت انسان کو عطا کی ہے يہ بات واضح اور روشن ہے کہ انسان کو بھی دوسرے موجودات کی طرح عمومی ہدايت سے سرفراز ہونا چاہيئے ليکن يہ ہدايت بادام کے بيج کی طرح جبری نہيں ہے کہ اسکو رشد و ارتقاء کے مراحل طے کرنے ميں کوئي اختيار حاصل نہيں انسان کو خدا نے فکر و انتخاب کی قوتوں کے ساتھ خلق کيا ہے لہذا ضروری ہے کہ اسے خير و شر کے راستے بتائيں جائيں اور اگلا جہان جو کہ اس کے سامنے آنے والا ہے اس کی آنکھوں کے سامنے واضح کرديا جائے تا کہ وہ

99

غور و فکر کے ساتھ اپنی راہ کا انتخاب کرسکے
انسان کو خير و شر کا راستہ بتانے اور دکھانے والے اور آنندہ کے حالات سے آگاہ کرنے والے پيغمبر ہيں اللہ تعالی نے پيغمبروں کو انسان کی ہدايت کيلئے بھيجا ہے خداوند عالم نے سعادت بخش فرامين کو جو ايك حقيقی سر چشمہ سے جاری ہوتے ہيں وحی کے ذريعہ پيغمبروں کے اختيار ميں قرارديا ہے پيغمبروں کی ماموريت ايك ايسی ماموريت ہے کہ جس ميں تمام کے تمام پيغمبرو متحد اور ايك جيسا ہدف رکھتے ہيں يعنی کبھی بشارت و خوشخبری دے کراور کبھی ڈر اودھمکاکر معارف و احکام خدا کو لوگوں کيلئے بيان کريں اور انہيں خدا کے فرامين کی اطاعت کی دعوت ديں _

تين بنيادی اصول

تاريخ بشريت ميں ہزاروں پيغمبر خداوند عالم کی جانب سے مبعوث کئے گئے ان ميں سے کچھ دين اور شريعت لے کر آئے حضرت نوح (ع) ، حضرت ابراہيم (ع) ، حضرت موسی (ع) ، حضرت عيسی (ع) اور حضرت محمد(ص) کی مانند کہ ان تمام پاك و پاکيزہ ہستيوں پر ہمارا سلام ہو ان تمام پيغمبروں کو "اولوالعزم" پيغمبر کہاجاتا ہے_
باقی پيغمبران الہی کسی خاص دين و شريعت کے نہيں تھے بلکہ انکا کام اولوالعزم انبياء کے دين و شريعت کی ترويج کرنا تھا ليکن يہ جان لينا چاہيئے کہ تمام پيغمبروں کے دين کی حقيقت و اصول ايك ہی ميں اور وہ سب کے سب ايك ہدف کی

طرف انسانوں کو دعوت دیتے ہیں_ سب ایك ہی پروگرام پر

عمل کرتے رہے ہیں_
تمام آسمانی آدیان ان تین بنیادی اصولوں پر استوار ہیں_
اوّل: __ خدائے واحد و خالق کی شناخت اور اس پر ایمان_ _"توحید"
دوم: __معاد و آخرت اور انسان کے جاودانہ مستقبل پر ایمان__ "معاد"
سوم: __ پیغمبروں اور ان کے ایك راہ و ہدف پر ایمان__ "نبوت"
پیغمبر ان گرامی ان تین بنیادی اصولوں کی طرف انسانوں کو دعوت دیتے تھے اور ان سے خدا کی ہدایت پر کان دھرنے کی آرزو کیا کرتے تھے_
وہ چاہتے تھے کہ لوگ ان کی باتیں سنین اور ان پر غور و فکر کریں اور خدائے علیم و قدیر کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کردیں اور زندگی گزرانے کا سلیقہ صرف اور صرف خدا کی رضا کے مطابق اپنائیں_
تمام پیغمبروں نے اول سے آخر تك، آدم(ع) سے خاتم (ص) تك انسانوں کو اسی حقیقت کی طرف دعوت دی ہے پیغمبروں نے اس راہ و روش کو جسے خداوند متعال نے انسانوں کی زندگی کیلئے پسند کیا ہے "دین خدا" کا نام دیا ہے اور یقین وہانی کرائي ہے کہ دین خدا ایك سے زیادہ نہیں_

تمام پیغمبر ایك دوسرے کی تائید کرتے تھے
تمام پیغمبروں کی دعوت کے اصول و کلیات میں معمولی سا بھی اختلاف نہیں پایا جاتا ہرآنے والا پیغمبر اپنے سے پہلے پیغمبروں کو عزت و احترام سے یاد کیا کرتا تھا ان کی دعوت اور طریقہ کار کی تائید کرتا اور بعد میں آنے والے پیغمبر کي

خوشخبری اور بشارت دیتا تھا اپنی امت کو تاکید کے ساتھ حکم دیتا تھا کہ بعد میں آنے والے پیغمبر پر ایمان لائیں، اس کی دعوت کو قبول کریں اور اس کی تائید کریں_
خداوند عالم قرآن کریم میں بطور یاد دہانی فرماتا ہے_
جب ہم پیغمبروں کو کتاب و حکمت دیتے تھے تو تاکید کرتے تھے کہ جب ہمارا رسول تمہارے بعد آئے تو تم پر لازم ہے کہ اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد و نصرت کرنا قرآن کریم پیغمبروں پر اور ان کے ایك ہدف و راستے پر ایمان کے متعلق اس طرح فرما رہا ہے_
کہدو ہم خدا پر ایمان لائے اور ہر اس چیز پر جو ہماری طرف نازل کی گئي ان تمام احکام پر ایمان لائے جو ہمارے لئے نازل کئے گئے وہ جو ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل (ع) و اسحاق (ع) و یعقوب (ع) اور ان کے نواسوں پر بھیجا ہے اور وہ جو موسی (ع) و عیسی (ع) اور دوسروں پیغمبروں پر نازل فرمایا ہے تمام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں کسی فرق و تفاوت کے قائل نہیں اور ہم سب خدا کے سامنے تسلیم ہیں اور جو کوئي دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کرے گا اسے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان والوں میں ہوگا
"سورہ آل عمران آیت 84"
اسلام یعنی خدا کے دین اور احکام کے سامنے جھك جانا تسلیم ہوجانا تمام پیغمبروں کی سیرت اللہ کے سامنے جھك جانا ہی تھی تمام پیغمبر اس معنی کے

اعتبار سے مسلم تھے ہر چند کہ اسلام ایك مخصوص معنی کے لحاظ سے اس دین کو کہا جاتا ہے جو جناب رسول خدا(ص) ، خداوند عالم کی طرف سے لائے ہیں_
حضرت ابراہیم (ع) دعا و مناجات کے وقت اس طرح خدا سے تقاضہ کر رہے ہیں_
ائے پروردگار مجھے اور میرے فرزند اسماعیل کو مسلم قرار دے اور میری نسل سے ایك امت کو وجود میں لا جو تیرے سامنے سرا پا تسلیم ہو ہماری عبادت ہمیں دکھا دے اور ہماری توبہ کو قبول فرما کہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اے پروردگار میری ذرّیت اور اولاد میں سے ایك رسول مبعوث فرما کہ جو تیری آیات کو ان کے لئے پڑھے اور کتاب او رحکمت کی انہیں تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے اور رشد دے کہ تو عزیز و حکیم ہے_
کون ہے جو حضرت ابراہیم (ع) کے دین سے روگردانی کرے؟ مگر وہ جو کہ کم عقل ہو ہم نے اسے دنیا میں منتخب کیا ہے اور یقینا آخرت میں وہ صالحین میں شامل ہوگا_ یاد کرو کہ اس کے رب نے اس سے فرمایا اسلام لے آ_ وہ بولا میں پروردگار عالم کے سامنے اسلام لایا اور اس نکتہ کی ابراہیم (ع) نے اپنے فرزند اور یعقوب (ع) سے سفارش کی اور فرمایا
خدائے تعالی نے یہ دین تمہارے لئے منتخب کیا ہے

موت تك اس دین کو ترك نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ مرجاؤ اور مسلمان نہ ہو_
کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوب (ع) موت کے وقت اپنے بیٹے کو وصیت کر رہے تھے؟ اس وقت جب انہوں نے اپنے فرزند سے پوچھا: میرے بعد کس کی پرستش کروگے انہوں نے جواب دیا_
آپ کے خدا اور آپ کے باپ دادا ابراہیم (ع) و اسماعیل (ع) کے خدا کی جو وحدہ لا شریك ہے اور ہم تمام اس کے ماننے والے اور اس کے سامنے تسلیم ہوجانے والے ہیں_
آپ نے ملاحظہ کیا کہ خدا پیغمبروں کو ایك اور صرف ایك ہدف کی جو صرف اللہ کے سامنے جھکنا ہے، تعلیم فرما رہے ہے اور جو بھی اس راستہ سے روگردانی کرے اسے بے عقل اور نادان شمار کرتا ہے اس سلسلہ میں ان آیات کی طرف توجہ فرمائیں جو ایك دوسرے پیغمبر کے لئے نازل کی گئیں_
خدا نے اسے کتاب و حکمت اور تورات و انجیل کی تعلیم دی اور اس کو بعنوان پیغمبر بنی اسرائیل کی طرف بھیجا حضرت عیسی (ع) نے ان سے کہا: میں واضح اور روشن نشانیوں کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس آیا ہوں میں مٹی سے تمہارے سامنے پرندے کا مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونکتا ہوں اور وہ بے جان مجسمہ خدا کے اذن سے پرندہ ہوجاتا ہے_ میں جذامی اور مبروص

کو شفا دیتا ہوں میں مردوں کو خدا کے اذن سے زندہ کرتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور گھر میں ذخیرہ کرتے ہو خبر دیتا ہوں ان تمام باتوں میں واضح نشانی ہے اگر تم پاك دل اور مومن ہو_
میں تورات پر ایمان رکھتا ہوں جو مجھے سے پہلے نازل ہوئي اور اس کی تصدیق کرتا ہوں بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کے حلال ہونے کا اعلان کرتا ہوں میں پروردگار کی طرف سے تمہارے سامنے واضح علامت اور نشانی لایا ہوں تقوی اختیار کرو اور میری اطاعت کرو او جان لو کہ میرا اور تمہارا پروردگار خدا ہے اس کی اطاعت کرو کہ یہی راستہ سیدھا راستہ ہے_
لیکن جب عیسی (ع) نے محسوس کیا کہ لوگ ان کی بات کو تسلیم نہیں کر رہے ہیں اور ان پر ایمان نہیں لا رہے ہیں تو فرمایا
خدا کی راہ میں میرے دوست اور مددگار کون ہیں؟ حواریوں نے کہا ہم خدا کے دوست ہیں ہم خدا پر ایمان لائے ہیں او رگواہ رہنا کہ ہم سب مسلمان ہیں پروردگار ہم اس پر جو تو نے نازل کیا ہے ایمان لائے ہیں اور اس رسول کی پیروی کرتے ہیں_ ہمارا شمار گواہوں میں کرنا_
انبیاء خدا ایك مدرسہ کے معلم کی طرح ہیں جو ایك دوسرے کے بعد

مبعوث ہوئے اور بالعموم انسانوں کو خدا کے سامنے تسلیم ہوجانے کی دعوت دیتے ہرے اور اپنے اسی رہنما اصول اور ایك راستہ کو رشد و ارتق دیتے رہے اور دین خدا کی تعلیم دیتے رہے_
خدا کا دین ایك سے زیادہ نہیں اور یہی صراط مستقیم ہے اور انبیاء کا ہدف بھی ایك سے زیادہ نہیں_ آسمانی ادیان اور پیغمبروں کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں_
ممکن ہے کہ مختلف ادیان کے فرعی احکام ہیں اختلاف پایا جاتا ہو اور یہ اختلاف زمانے اور لوگوں کی صلاحتیوں اور

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حالات زمانہ کے اختلاف کی بنا پر ضروری ہے کیونکہ تمام زمانوں میں لوگوں کے فہم و ادراك کی صلاحیت ایك جیسی نہیں ہوتی لہذا تمام پیغمبر اپنے زمانے کے لوگوں کے فہم و ادراك کے مطابق ان سے گفتگو کرتے تھے اور بتدریج معارف دین میں ان کے فہم و ادراك میں اضافہ کرتے رہے یہاں تك کہ آخری آسمانی پیغمبر(ص) محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم تك نوبت آپہنچی آپ(ص) ایسے گہرے اور وسیع معارف اور احکام لے کر لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے کہ جن کی مثال پہلے ادیان میں نہیں ملتي_

یہ دین اپنی وسعت، عظیم معارف اور تمام احکام کے سبب انسانوں کے تفکر و تحقیق کی راہوں کو کھولتا چلاگیا اس لئے اس کا خداوند متعال کی طرف سے آخری اور بہترین دین کے عنوان سے اعلان کردیا گیا_

خداوند کریم دین اسلام کے حدود و ابعاد اور اپنے سے پہلے ادیان کے ساتھ اس کے ارتباط کو اس طرح بیان فرما رہے ہے_

آیت قرآن

" شرع لکم مّن الدّین ما وصّی بہ نوحا وّ الّذی اوحینا الیك و ما وصّینا بہ ابربیم و موسی و عیسی ان اقیموا الدّین و لا تتفرّقوا فیہ"

"سورہ شوری آیت 13"

اس نے دین کا وہی طریقہ قرار دیا جس کی نوح(ع) کو وصیت کی تھی اور اے رسول اسی کی تیری طرف وحی کی اور اسی کا حکم ہم نے ابراہیم (ع) اور موسی (ع) اور عیسی (ع) کو دیا تھا کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو"

سوچئے اور جواب دیجئے

1)___ عمومی ہدایت سے کیا مراد ہے؟ موجودات کے لئے عمومی ہدایت کس طرح ہوتی ہے_

2)___ انسان کس اعتبار سے دوسری موجودات سے مختلف ہے؟

3) ___ بادام کے بیج سے عمدہ درخت کی صورت اختیار کرتے تك کی ہدایت کیسی ہدایت ہے؟ آیا یہ جبری ہدایت ہے؟ یا انتخاب و

اختیار کے ساتھ؟ وضاحت کیجئے

4)___ اگر انسان میں فکر و انتخاب کی صلاحیت نہ ہوتی تو اس کی ہدایت کیسی ہوتي؟ ابھی جو انسان فکر و انتخاب کی صلاحیت رکھتا ہے اس کی ہدایت کا طریقہ کا کیا ہے؟

5)___ انسان کو اچھائي، برائي بتانے والے اور آئندہ آنے والے خطرات سے آگاہ کرنے والے افراد کون ہیں؟

6)___ خداوند عالم نے پیغمبروں کو کس لئے مامور کیا ہے؟

7) ___ اولوالعزم پیغمبر کون ہیں اور ان کی خصوصیت کیا ہے؟

8)___ وہ کون سے تین بنیادی اصول ہیں کہ تمام پیغمبر جن پر ایمان لانے کے لئے تمام انسانوں کو دعوت دیتے تھے؟

9)___ دین خدا سے کیا مراد ہے؟

10)___ قرآن کریم نے تمام پیغمبروں کے ایك راہ و ہدف کے متعلق کیا کہا ہے؟

11) ____ خداوند عالم کن افراد کو "غیر عاقل اور سفیہ" کے نام سے متعارف کراتا ہے ؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پیغمبروں کا الہی تصور کائنات

دنیا کے متعلق ان کا نظریہ کیا ہے__؟
انسان کس طرح کا موجود ہے__؟
ان سوالوں کے جواب میں دو نظریے واضح طور پر دکھائي دیتے ہیں_ ایك خدائي اور الہی نظریہ اور دوسرا مادی اور دہری نظریہ_ پہلے کو الہی تصور کائنات دوسرے کو مادی تصوّر کائنات کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے_

مادی تصوّر کائنات
اس نظریہ کے مطابق کائنات ایك مستقبل وجود ہے_ ایسا موجود

109

ہے جس کے وجود میں آنے میں شعور و ارادہ کارفرما نہیں_
اس نظریہ کے مطابق جہان ایسا مجموعہ ہے کہ جو کوئي خاص مقصد یا ہدف نہیں رکھتا یہ جہان عناصر مادی سے تشکیل ہوا ہے کہ جن کی کوئي غرض و ہدف نہیں_ کائنات کے تمام کے تمام اجزاء و عناصر بے ہدف اور بے فائدہ ہیں_ کائنات کے اس عظیم مجموعہ کا ایك حصہ انسان ہے جو ایك بے مقصد موجود ہے جو نابودی کی طرف جارہا ہے_ اس کے کام بے مقصد ہیں اور اس کی انتہا ناامیدي، یاس و حسرت ، تاریکی اور نیستی و عدم ہے_
انسام کے لئے کوئي پناہ گاہ اور کوئي اس کا ملجا و ملولی نہیں وہ ایك بے انتہا تاریك وحشت ناك اور بے امید دنیا میں زندگی گذار رہا ہے_
مادّی تصوّر کائنات کے مطابق انسان کی زندگی بے قیمت اور بے معنی ہے کوئي ایسی ذا نہیں جس کے سامنے انسان جوابدہ ہو_ کوئي ایسا عالم اور برتر وجود نہیں جو انسان کے اچھے برے سلوك و عمل کو سمجھتا اور جانتا ہوتا کہ اسے سزا یا جزاء دے سکے_ انسان کے اعمال کی قدر و قیمت اور انسان کے اچھے اور برے کردار کا کوئي معیار موجود نہیں ہے_

الہی تصوّر کائنات
اس نظریے کے مطابق کائنات ایك مستقبل وجود نہیں رکھتی بلکہ اسے ایك مخلوق او رکسی سے وابستہ جانا جاتا ہے_
اس نظریہ کے مطابق کائنات ایك ایسی مخلوق ہے کہ جسے بہت

110

گہرے حساب_ خاص نظم و ضبط اور خاص ہم آہنگی کے ساتھ کسی خاص_ مقصد اور ہدف کے لئے خلق کیا گیا ہے_
یہ کائنات ایك قدرت مند خالق کی قدرت کے باعث قائم ہے اور اس کا ارادہ اور اس کا علم اور قدرت ہمیشہ اس کائنات کے مددگار محافظ اور نگہبان ہیں_
اسی الہی نظریے کے مطابق اس کائنات کی کوئي بھی چیز بے فائدہ اور بے غرض و مقصد نہیں ہے_ اس کائنات کے موجودات میں انسان ایك خاص فضیلت و اہمیت رکھتا ہے_ اس کا ہدف سب سے بالا ہے جس کی طرف وہ تمام عمر بڑھتا رہتا ہے_
انسان کا انجام نا امیدی و یاس نہیں ہے_ بلکہ امید شوق اور موجود رہنا ہے انسان ایسا وجود ہے جسے فنا نہیں، بلکہ وہ اس فانی اور راہ گزر جہان سے ایك دوسرے جہان کی طرف سفر کر جائے گا جو باقی اور ہمیشہ رہنے والا ہے_
اس الہی نظریے کے مطابق انسان اپنے پروردگار مطلق اور اپنے خالق رحمن و رحیم کے سامنے جوابدہ ہے_ انسان اپنے خدا کے سامنے مکمل جوابدہی کا ذمہ دار ہے کیونکہ خداوند عالم نے اسے خلق فرمایا اور اسے اختیار عنایت فرمایا ہے اور اسے مکلف اور ذمہ دار بنایا ہے_
الہی نظریے کے مطابق انسان کا ایك خالق ہے جو خبیر و بصیر ہے اور اس کے اعمال کا حاضر و ناظر ہے_ جو اچھے برے کا تعین کرتا ہے اور صالح افراد کو جزا اور برے اور شریر کو سزا دیتا ہے_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

111

پیغمبروں کا الٰہی تصوّر کائنات

پیغمبروں کا نظریہ کائنات و انسان کے بارے میں وہی ہے جو خدا کا نظریہ ہے_

کائنات کے بارے میں
تمام پیغمبر اس کائنات کو اس کی تمام موجودات کو محتاج اور مربوط جانتے ہیں_ ان تمام موجودات کو خداوند عالم کی عظمت کی نشانیاں اور علامتیں شمار کرتے ہیں_ تمام پیغمبر اور ان کے پیروکار اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ خدائے رحمن و رحیم اس کائنا کا خالق ہے اور تما خوبیاں اسی کی طرف سے ہیں_ کائنات کو چلانا اور باقی رکھنا اس کے ہاتھ میں ہے_ کائنات لغو اور بیکار کھیل نہیں کہ جو کسی خاص ہدف اور غرض کے لئے پیدا نہ کی گئي ہو_

انسان اور سعادت انسان کے بارے میں
تمام پیغمبر انسان کے بارے ہیں ایك خاص فکر و نظر رکھتے ہیں، اسے ایك ایسا محترم، بلند و بالا اور ممتاز موجود جانتے ہیں کہ جو دو پہلو رکھتا ہے_ اس کا جسم خاك سے بنایا گیا ہے اور روح و جان اللہ تعالی کے خاص حکم اور عالم ربوبیت سے خلق کی گئي ہے_ اسی وجہ سے یہ ایك برتر اور ہمیشہ

112
رہنے والا موجود ہے کہ جو اللہ تعالی کی امانت قبول کرنے والا اور اس کی جانب سے مکلّف اور اس کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے_
اس نظریہ کے مطابق انسان کی سعادت واقعی اور ارتقا اللہ کی معرفت اور اس کے ارادے کی معرفت اور اس کے ارادے کے تحت چلنا اور اس کی رضا کے مطابق عمل کرنے میں ہے_ کیونکہ تمام قدرت اور خوبی اسی ذات کی جانب سے ہے_ اسی کی طرف توجہ کرنا انسان کی تمام خوبیوں اور کمالات انسانی کی طرف متوجہ رہنا ہے_
تمام پیغمبروں کی پہلی دعوت اللہ تعالی کی عبادت، اس کی وحدانیت کا اقرار اور اس سے ہر قسم کے شرك کی نفی کرنا تھي_ اللہ کے پیغمبر، انسان کی شرافت و اہمیت کی بنیاد خدا کی عبادت اور اس کی وحدانیت کے اقرار کو قرار دیتے ہیں اور تمام بدبختیوں کی جڑ، خدا کو بھولنے اور اس کی یاد سے روگرانی کو قرار دیتے ہیں_ غیر خدا سے لگاؤ کو تمام تباہیوں، برائیوں اور بدبختیوں کی جڑ اور بنیاد شمار کرتے ہیں_

انسان کے مستقبل (معاد) کے بارے میں
پیغمبروں کی نگاہ میں انسان کا مستقبل ایك کامل، روشن اور امیدبخش و خوبصورت مستقبل ہے_ پیغمبروں کا یہ عقیدہ ہے کہ صالح اور مومن انسان کا مستقبل درخشاں اور روشن ہے_ وہ اس کائنات سے ایك دوسرے وسیع اور برتر جہان کی طرف جائے گا اور وہاں اپنے تمام اعمال کا نتیجہ دیکھے گا_

113
تمام پیغمبر انسان، کائنات اور سعادت انسان اور اس کے مستقبل کے لئے ایك واضح اور برحق نظریہ رکھتے تھے اور خود بھی اس بلند و برحق نظریہ پر کامل ایمان رکھتے تھے_

پیغمبروں کی دعوت کی بنیاد
پیغمبروں کی دعوت کی اساس و بنیاد اسی مخصوص تصوّر کائنات پر مبنی تھي_ وہ خود بھی اپنے دین و شریعت کو اسی اساس پر استوار کرتے تھے_
حضرت نوح کی اپنی قوم سے پہلی گفتگو یہ تھی کہ ...
خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرنا کہ مجھے ایك پر درد عذاب کے دن کا تم پر خوف ہے"
جناب ہود(ع) کا اپنی قوم سے پہلا کلام یہ تھا ...
اے میری قوم خدا کی پرستش کرو کہ تمہارا اس کے سوا کوئي اور معبود نہیں ہے_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت صالح پیغمبر کی بھی اپنی قوم سے اسی قسم کی گفتگو تھي_ آپ نے فرمایا:
اے میری قوم خدا کی عبادت کرو کہ تمہارا اس کے سواکوئي اور معبود نہیں ہے وہ ذات ہے کہ جس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور تمہیں حکم دیا کہ زمین کو آباد کرو اس سے درخواست کرو کہ تمہیں بخش دے اور اسی کی طرف رجوع کرو اس سے توبہ کرو_ ہاں میرا رب

114

بہت قریب اور اجابت (جواب دینے والا) کرنے والا ہے_ حضرت شعیب(ع) نے اپنی رسالت کے آغاز پر لوگوں سے اس طرح خطاب کیا_
اے میری قوم خدا کی پرستش کرو کہ تمہارا سوائے اس کے اور کوئي خدا نہیں او رکبھی وزن و پیمائشے میں کمی نہ کرو کہ میں تمہاری بھلائي کا خواہاں ہوں اور تم پر قیامت کے عذاب سے ڈرتا ہوں_
اے میری قوم وزن و پیمائشے کو پورے عدل سے بناؤ او رلوگوں کی چیزوں کو معمولی شمار نہ کرو اور زمین میں ہرگز فساد برپا نہ کرو_"
خداوند عالم نے حضرت موسی (ع) کی رسالت کے بارے میں یوں فرمایا ہم نے موسی کو واضح اور محکم دلائل اور آیات دے کر فرعون اور اس کے گروہ کی طرف بھیجا_ فرعون کے پیروکار اس کے امر کو تسلیم کئے ہوئے تھے لیکن فرعون کا امر ہدایت کرنے اور رشد دینے والا نہ تھا_ فرعون قیامت کے دن آگے آگے اپنی قوم کو جہنّم میں وارد کرے گا جو براٹھکانا اور مکان ہے اس دنیا میں اپنے اوپر لعنت او رنفرین لیں گے اور آخرت میں بھی یہ کتنا برا ذخیرہ ہے ان آیات کے ساتھ ہی قرآن میں اس طرح سے آیات ہے ... ایك دن آنے والا ہے کہ کوئي شخص اس دن اپنے

115

پروردگار کی اجازت کے بغیر بات نہ کرسکے گا_ اس دن ایك گروہ بدبخت اور شقی ہوگا اور ایك گروہ خوش بخت اور سعادت مند، وہ جو بدبخت اور شقی ہوں گے انہوں نے خدا کے سوا دوسروں سے اپنا دل لگا رکھا تھا اور خدا کی یاد اپنے دل سے نکال چکے تھے غیر خدا کی عبادت کرتے تھے وہ آگ میں گریں گے جو بہت شعلہ ور، بلند قد اور رعب دار ہوگی یہ لوگ اس آگ میں ہمیشہ رہیں گے جب تك کہ زمین و آسمان قائم ہیں مگر سوائے اس کے کہ تیرا پروردگار کچھ اور چاہے اور جو کچھ تیرا خدا چاہتا ہے اسے یقینا آخر تك پہنچا کر رہتا ہے لیکن وہ لوگ جو خدائے واحد پر ایمان لانے اور عمل صالح انجام دینے کی وجہ سے سعادت مند ہوئے ہیں بہشت میں داخل ہوں گے اور اس میں جب تك زمین و آسمان قائم ہیں زندگی گزاریں گے مگر یہ کہ خدا اس کے علاوہ کچھ اور چاہے البتہ خدا کی یہ عنایت اختتام پذیر نہیں_
اگر تمام پیغمبروں کی دعوت پر غور کریں تو نظر آتا ہے کہ تمام پیغمبروں کی دعوت میں اپنی نبوت کے اثبات اور بیان کے علاوہ دو رکن، دو اصل اور دو اساس موجود ہیں_
پہلا: خدائے واحد کی پرستش و عبادت: توحید_
دوسرا: انسان کا مستقبل سعادت یا شقاوت: معاد ...

116

ان دو بنیادی اصولوں پر ایمان لانا، انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی بنیاد و اساس ہے_ پیغمبر دلیل و برہان اور معجزات و بینات کے ذریعہ پہلے انسانوں کو ان دو اصولوں پر ایمان لانے کی دعوت دیتے تھے_
کائنات کے اسرار و عجائب میں غور و فکر کی ترغیب دلا کر انسانوں کو ان دو اصولوں پر عقیدہ رکھنے کی دعوت دیتے تھے_ انسان میں جو خداپرستی اور خداپرستی کی فطرت موجود ہے انبیاء اسے بیدار کرتے تھے تا کہ وہ خدا کی وحدانیت کو مان لیں اور اس کی پرستش کریں اور اپنے الہی نظر یے کے ذریعے سے اس کی قدرت کے آثار اور اس کی عظمت کا کائنات کے ہرگوشہ میں مشاہدہ کریں انسان کی خلقت کی غرض و غایت کو سمجھ سکیں اور موت کے بعد کی دنیا سے واقف ہوجائیں اور اپنی آئندہ کی زندگی میں بدبختی اور خوش بختی سے متعلق ہوچیں_
ابتداء میں تمام پیغمبر لوگوں کے عقائد کی اصلاح کرتے تھے کیونکہ اسی پر لوگوں کے اعمال، رفتار و کردار کا دار و مدار ہے_ ابتدا میں لوگوں کو ان دو اصولوں (توحید اور معاد) کی طرف دعوت دیتے تھے_
اس کے بعد احکام، قوانین و دساتیر آسمانی کو ان کے سامنے پیش کرتے تھے_ کیونکہ ہر انسان کا ایمان، عقیدہ اور جہان

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

بینی اس کے اعمال اخلاق او رافکار کا سرچشمہ ہوا کرتے ہیں_
ہر انسان اس طرح عمل کرتا ہے جس طرح وہ عقیدہ رکھتا ہے ہر آدمی کا کردار و رفتار ویسا ہی ہوتا ہے جیسا اس کا ایمان و عقیدہ ہوتا ہے ہر انسان کے اعمال و اخلاق اس کے ایمان و اعتقاد کے نشان دہندہ ہوتے ہیں

117

صحیح اور برحق ایمان و عقیدہ عمل صالح لاتا ہے اور نیکوکاری کا شگوفہ بنتا ہے اور برا عقیدہ نادرستي، تباہی اور ستمگری کا نتیجہ دیتا ہے_ اس بنا پر ضروری ہے کہ لوگوں کی اصلاح کے لئے پہلے ان کے عقائد اور تصور کائنات کے راستے سے داخل ہوا جائے_
پیغمبروں کا یہی طریقہ تھا_
اللہ تعالی پر ایمان اور قیامت کے دن کے عقیدے کو لوگوں کے دل میں قوی کرتے تھے تا کہ لوگ سوائے خدا کے کسی اور کی پرستش نہ کریں اور اس کی اطاعت کے سوا کسی اور کی اطاعت نہ کریں_

پیغمبروں کا ہدف
تمام پیغمبروں اور انبیاء کا ہدف خدائے واحد پر ایمان لانا، اس کا تقرب حاصل کرنا، دلوں کو اس کی یاد سے زندہ کرنا اور اپنی روح کو خدا کے عشق و محبت سے خوش و شاد رکھنا ہوتا ہے اور تمام احکام دین، اجتماعی و سیاسی قوانین یہاں تك کہ عدل و انصاف کا معاشرے میں برقرار رکھنا اپنی تمام ترضرورت و اہمیت کے باوجود دوسرے درجے پر آتے ہیں_
پیغمبر، انسان کی سعادت کو اللہ تعالی پر ایمان لانے میں جانتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگوں کے اعمال و حرکات اللہ کی رضا اور اس کے تقرّب کے حاصل کرنے کے لئے ہوں_ کائنات کے آباد کرنے میں کوشش کریں_ خدا کے لئے مخلوق خدا کی خدمت کریں اور انہیں فائدہ پہنچائیں _

118

خدا کے لئے ظالموں سے جنگ کریں_ خدا کے لئے عدل و انصاف کو پھلائیں اور مظلوموں اور محروموں کی مدد کریں_ یہاں تك کہ اپنے سونے اور کھانے پینے کو بھی خدا اور اس کی رضا کے لئے قرار دیں اور خدا کے سوا کسی کی بھی پرستش نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو سعادتمند ہوجائیں گے_

آیت قرآن
" ان لّا تعبدوا الّا الله انّی اخاف علیکم عذاب یوم الیم"
خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو کہ میں تم پر اس دن کے دردناك عذاب سے ڈرتا ہوں (سورہ ہود آیت 26)

سوچئے اور جواب دیجئے
1) ___ مادی نظر یے کے مطابق انسان کا مستقبل کیا ہے؟ کیا اس نظریے میں انسان جوابدہ و ذمہ دار سمجھا جاتا ہے؟ آیا اس نظریے میں اعمال انسانی کے لئے کوئي معیار موجود ہے کہ جس سے اس کے اچھے اور برے اعمال کو معین کیا جاسکے؟
2)___ مادّی تصوّر کائنات میں کائنات کو کس قسم کا موجود سمجھا جاتا ہے؟

119

3) ___ پیغمبروں کا نظریہ انسان کے متعلق کیا ہے؟ اور وہ اسے کس قسم کا موجود تصور کرتے ہیں؟
4)___ پیغمبروں کا تبلیغ کے سلسلہ میں پہلا کلام کیا ہوتا تھا؟
5)___ پیغمبروں کی نگاہ میں انسان کی شرافت کی بنیاد کیا ہے؟
تمام بدبختیوں کی بنیاد کیا ہے؟ اور کیوں؟
6)___ پیغمبروں کی نظر میں صالح اور مومن انسان کا مستقبل کیا ہے؟
7)___ تمام پیغمبروں کی دعوت اور تبلیغ کا محور اور اساس کون سے اصول ہیں مثال دیجئے؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

8)___ پیغمبروں کی نگاہ میں لوگوں کی اصلاح کس راستے سے ضروری ہے؟
9)___ پیغمبروں کا مقصد و ہدف کیا ہے؟ اور وہ اس عالی ہدف تك پہنچنے کے لئے لوگوں سے کیا چاہتے تھے؟

120

پیغمبروں کی خصوصیات

خدا کے پیغمبر لائق اور شائستہ انسان تھے کہ جنہیں اس نے انسانوں میں منتخب کیا یہ صاحب لیاقت اور صالح افراد بہت سی خصوصیات کے حامل تھے ان میں سے بعض کو یہاں بیان کیا جاتا ہے_

خدا سے وحی کے ذریعہ ارتباط
پیغمبر(ص) خدا کے کلام اور پیغام کو سنتے تھے اور انہیں اچھی طرح سمجھتے تھے دین کے معارف اور حقائق، ہدایات اور اللہ کی گفتگ ان کے پاك دلوں پر وحی کی صورت میں نازل ہوتی تھي_
وہ خدا کی وحی کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور اسے اپنے پاس محفوظ

121
رکھتے تھے پھر بغیر کمی و زیادتی کے لوگوں کیلئے بیان کرتے تھے بعض پیغمبر اس فرشتہ الہی کا مشاہدہ بھی کرتے تھے جو اللہ کا پیغام پہنچانے کے لئے مامور تھے جبکہ بعض صرف اس کی آواز سنتے تھے_
یہ بات تو آپ کو معلوم ہے کہ پیغمبر جسم و جان کے لحاظ سے دوسرے انسانوں کی طرح تھے غذا کھاتے تھے، باتیں کرتے تھے، لوگوں کے درمیان آمد و رفت رکھتے تھے، عام انسانوں کی مانند حواس کی مدد سے چیزوں کو دیکھتے تھے، آوازوں کو سنتے تھے_
لیکن روحانی اور معنوی طور سے حقائق کو سمجھنے اور معارف دین کے سلسلہ میں عالم انسانوں سے کہیں زیادہ بلند درجے پر ہوتے تھے _
ان کا باطن اتنا پاکیزہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے خدا سے رابطہ پیدا کرسکتے تھے اور عالم غیب کے حقائق اور معارف کو دریافت کرسکتے تھے اور اپنی چشم بصیرت سے جہان کی حقیقت اور باطن کا مشاہدہ کرتے تھے_ اللہ تعالی کے فرشتہ کو دیکھتے تھے اس کی آواز کو دل و جان سے سنتے تھے لیکن دوسرے انسان اس قسم کی طاقت اور استعداد نہیں رکھتے_
پیغمبر اس قسم کی لیاقت و قدرت رکھتے تھے کہ دین کے معارف اور حقائق کو جو اللہ تعالی کی جانب سے ان کے پاك و نورانی قلب پر نازل ہوتے ہیں سمجھ سکیں ان کی حفاظت و نگرانی کرتے ہوئے بغیر کسی کمی و زیادتی کے لوگوں تك پہنچا سکیں_
اس قسم کے ربط کو دین کی لغت اور اصطلاح میں "وحي" کہاجاتا ہے بہتر ہے کہ اس بات کو بھی جان لیں کہ وحی کا عمل تین طرح سے انجام

122
پاتاہے_
پہلا یہ کہ فرشتہ الہی خدا کے پیغام کو لے کر قلب پیغمبر پر نازل ہو اور صرف اس کی آواز سن سکیں_
دوسرا یہ کہ پیغمبر، فرشتے کی آواز سننے کے ساتھ ساتھ اس کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں_
تیسرا یہ کہ پیغمبر بغیر کسی واسطے کے حقائق دین کو خداوند عالم سے حاصل کرتے ہیں_

2) گناہ اور غلطیوں سے پاك کرنا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پیغمبر ہر قسم کے گناہ اور برائیوں سے پاك ہوتے ہیں اور یہ عصمت و پاکیزگی ان کے اس علم و معرفت کے سبب ہوتی ہے کہ جو خداوند عالم نے انہیں عطا کیا ہے_
چونکہ پیغمبر برائیوں اور پلیدگی کو واضح طور پر سمجھتے تھے اس لئے کبھی بھی اپنے آپ کو گناہ اور معصیت سے آلودہ نہیں کرتے تھے_
پیغمبر اپنی گفتار میں سچے اور کردار و عمل میں کامل انسان تھے_
وحی کو سمجھنے اور بیان کرنے میں بھی خطاؤں سے پاك تھے یعنی اللہ کے پیغام کو صحیح ___ اور مکمل طور پر سمجھتے اور پھر اسے اسی صحیح اور مکمل صورت میں لوگوں تك پہنچاتے تھے_
لوگوں کی ہدایت و رہبری میں کسی قسم کی کوئي خطا غلطی اور انحراف

نہیں کرتے تھے___ اور خداوند عالم کی ذات ان تمام مراحل اور حالات میں ان کی محافظ اور مددگار ہوتی تھي_

3) خدا کی راہ میں پائیداری اور استقامت

پیغمبر ایمان اور یقین سے سرشار ہوتے تھے اور ان کی ذمہ اریاں اور مقصد اتنا واضح ہوتا تھا کہ جس میں وہ معمولی شك اور تردد کا بھی شکار نہ ہوتے تھے خدا اور جہان آخرت پر انہیں دل کی گہرائیوں سے یقین تھا_
وہ اپنی ذمہ داریوں سے مکمل طور پر آگاہ تھے اور اللہ تعالی کی رسالت اور اپنے فرائض کی انجام ہی میں ثابت قدم تھے حق کو پہچان چکے تھے اور اس میں انہیں کوئي شك و شبہ نہ تھا_
خدا کی بے پایاں قدرت پر تکیہ کرتے تھے اور دوسری کسی طاقت سے خوفزدہ نہیں ہوتے تھے اپنے فرائض و ذمہ داریوں کو مکمل طور پر کما حقہ انجام دیتے تھے اور اپنے حامیوں اور دوستوں کی کمی سے خوفزدہ نہیں ہوتے تھے_
دشمنو کی طرف سے پیدا کی جانے والی شدید مشکلات ان کے مصمم ارادے اور فولادی عزم میں معمولی سا بھی خلل پیدا نہیں کرپاتی تھیں اور آپ حضرات مشکلات دور کرنے میں پائیداری اور استقامت سے کوشش کرتے تھے_
ذیل میں ہم بعض پیغمبروں کی سعی و کوشش کے کچھ نمونوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں_

حضرت ابراہیم (ع) کی استقامت

اس عظیم پیغمبر نے تن تنہا بت پرستی اور شرك کا مقابلہ کیا اپنے دور کے ظالم ترین اور طاقتور انسان نمرود کے سامنے ڈٹ گئے اس کی عظیم طاقت سے نہ ڈرے اور پوری قوت سے اس سے کہا _
خدا کی قسم تمہارے بتوں کو توڑ پھوڑ ڈالوں گا"
اور پھر تن تنہا بتوں کے توڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے چھوٹے اور بڑے بت کدے کے بتوں کو توڑ کر زمین پر ڈھیر کردیا_
جب نمرود کے دربار میں آپ کو جلائے جانے کا حکم ملا تو ذرا سی بھی کمزوری اور پشیمانی کا اظہار نہ کیا اور اپنے صحیح عقیدے کے دفاع میں مستحکم اور ثابت قدم رہے_
یہاں تك کہ اس لمحہ بھی کہ جب آپ کو آگ میں ڈالا جارہا تھا معمولی کمزوری اور ناتوانی کا اظہار نہ کیا اور سوائے خدا کے کسی سے مدد طلب نہ کی آپ(ع) اس وقت بھی صرف اللہ کے لطف و کرم پر ایمان رکھے ہوئے تھے_
اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے اپنے گھر بار کو چھوڑ دیا اور دوسری سر زمین کی طرف ہجرت کی اپنی بیوی اور بچے کو خشك و بے آب وادی میں تنہا چھوڑ گئے حضرت ابراہیم (ع) کی استقامت اس حد تك تھی کہ ...
قرآن انہیں ایك امت بتا رہا ہے اور ان کی اس طرح عمدہ تعریف کرتا ہے کہ:
حضرت ابراہیم (ع) تنہا ایك امت تھے اور مکمل طور پر خدا کے فرمانبردار تھے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت موسی (ع) و حضرت عیسی (ع) کی استقامت

حضرت موسی (ع) اپنے بھائي ہارون کے ساتھ اونی لباس پہنے اور ہاتھ میں عصا لئے فرعون کے محل میں داخل ہوئے اور بغیر کسی وحشت و اضطراب کے اس ظالم طاقتور سے فرمایا_
میں اللہ تعالی کی طرف سے رسول ہوں اور بجز حق اور کچھ نہیں بولتا_ اللہ تعالی کی طرف سے واضح اور روشن دلائل اور گوہیاں لایا ہوں بنی اسرائیل کو میرے ساتھ روانہ کردے_
سورہ اعراف آیت 104، 105
حضرت موسی (ع) بنی اسرائیل کو فرعون کے چنگل سے نجات دلانے کے لئے اس سے بر سر پیکار ہوگئے اور پوری استقامت سے ظالم فرعون کا خاتمہ کیا اور اس کے ظالم مددگاروں کو بھی ہلاك کردیا_
حضرت موسی (ع) نے ان مشکلات اور دشواریوں کے وقت جبکہ کسی طرف سے کوئي معمولی سی بھی امید نظر نہیں آرہی تھی اور پھر فرعون پوری قساوت سے بنی اسرائیل کا قتل عام کر رہا تھآ اور ان کی عورتوں کو لونڈی بنارہا تھا اپنے ماننے والوں سے یوں فرمایا_
اللہ تعالی سے مدد طلب کرو، صابر و محکم و مضبوط بنو اور جان لو کہ زمین اللہ کی ہے جسے چاہے اسے دے گا اور جان لو کہ پرہیزگاروں کی کامیابی یقینی ہے_
"سورہ اعراف 7_ آیت128"

حضرت موسی (ع) کی قوم کا گویا صبر و حوصلہ ختم ہوچکا تھا آپ سے انہوں نے کہا: اے موسی (ع) تمہارے پیغمبری کے لئے مبعوث ہونے اور رسالت کے لئے چنے جانے سے پہلے بھی ہم فرعون کے ظلم و ستم کے سبب اذیتیں اٹھا رہے تھے وہی مصائب اب بھی ہم پر باقی ہیں_
حضرت موسی (ع) خدا کی فتح و نصرت پر اعتماد و ایمان رکھتے ہوئے فرماتے تھے_
خداوند عالم جلدی ہی تمہارے دشمنوں کو ہلاك کردے گا اور تمہیں ان کا جانشین قرار دے گا تا کہ تمہارے کردار و عمل کا جائزہ لے سکے"
سورہ اعراف7، آیت 129
حضرت عیسی (ع) بھی اپنے دشمنوں کے ساتھ مقابلہ پر اتر آئے اور ایك شہر سے دوسرے شہر اور ایك مقام سے دوسرے مقام پر ہجرت کرتے رہے جہاں بھی گئے لوگوں کو خداوند عالم کا پیغام سنایا اور لوگوں کو ظالم و جابر حکمران کے سامنے جھکنے سے روکا یہاں تك کہ آپ کے وجود کو دشمن برداشت نہ کرسکے اور آپ کے قتل کے لئے پھانسی کا پھندا بنایا گیا لیکن آپ کو پا نہ سکے تا کہ قتل کریں_ خداوند عالم نے انہیں آسمان پر اپنے خاص بندوں کا مقام عنایت کیا ہے_

حضرت محمد مصطفی (ع) کی استقامت
حضرت محمد مصطفی (ع) نے بھی یکہ و تنہا شرك و بت پرستی سے مقابلہ کیا

اور پختہ و محکم ارادے سے آخری وقت تك کوشش کرتے رہے اور لاتعداد مشکلات اور دشواریوں کے باوجود پائیداری اور استقامت کا مظاہرہ کرتے رہے اور معمولی سی کمزوری اور تردد کا بھی اظہار نہ کیا_
اپنی کھلی دعوت کے پہلے مرحلے میں اپنے رشتہ داروں سے فرمایا میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور اللہ تعالی کی طرف سے مامور ہوں کہ تمہیں گمراہی اور ضلالت سے نجات دلاؤں اور دنیا و آخرت کی خوش بختی اور سعادت تك پہنچاؤں جو شخص بھی مری مدد کا اعلان کرے گا اور اس عظیم کام میں میری نصرت کرے گا وہی میرا وزیر اور وصی ہوگا_
جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ آپ(ع) نے اس بات کو تین مرتبہ دہرایا اور کسی نے سوائے علی ابن ابی طالب (ع) کے اس دعوت اور پکار کو قبول نہ کیا پیغمبر اسلام(ص) نے پورے یقین کے ساتھ حضرت علی (ع) کو اپنا وزیر اور وصی چن لیا_
ایك دن حضرت ابوطالب (ع) نے پیغمبر (ص) سے کہا کہ:
قریش کے سردار میرے پاس آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تیرا بھتیجا محمد(ص) ہمارے بتوں کی توہین کرتا ہے اور

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ہمیں اور ہمارے باپ دادا کو جو بت پرست تھے گمراہ کہتا ہے اب ہم ان باتوں کو برداشت نہیں کرسکتے انہوں نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ تم کو سمجھاؤں تا کہ اس کے بعد تم بتوں اور بت پرستوں پر تنقید نہ کرو"
حضرت رسول خدا(ص) اپنے مقصد پر کامل ایمان رکھتے تھے اور اپنی

128

الہی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے ثابت قدم تھے لہذا اپنے چچا سے فرمایا:
چچا جان: میں اس راہ سے ہرگز نہ ہٹوں گا اور لوگوں کو خداپرستی اور توحید کی دعوت دینا نہیں چھوڑوں گا میں اپنی رسالت کے پیغام کو پہنچانے میں کوتاہی نہیں کرسکتا میں اپنی کامیابی تك اس کام کو انجام دیتا رہوں گا_
ایك دفعہ اور قریش کے سردار، جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا:
اے ابوطالب(ع) تم ہمارے قبیلہ کے بزرگ ہو تمہارا احترام ہمارے اوپر لازم ہے لیکن تمہارے بھتیجے نے ہماری زندگی اجیرن کردی ہے_ اگر اسے اس کام کے بجالانے پر فقر و محتاجی نے مجبور کیا ہے اور وہ مال و دولت چاہتا ہے تو ہم حاضر ہیں کہ بہت زیادہ مال اس کے حوالہ کریں اور اگر اسے جاہ و جلال اور مقام کی تمنّا ہے تو ہم حاضر ہیں کہ اسے اپنا سردار اور حاکم تسلیم کرلیں_
مختصراً یہ کہ ہم حاضر ہیں جو بھی وہ چاہتا ہے اسے دیں تا کہ وہ ان باتوں سے دستبردار ہوجائے_
جناب ابوطالب (ع) نے حضرت رسول خدا(ص) سے جو اس موقع پر موجود تھے کہا کہ اے بھتیجے تم نے سن لیا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟
پیغمبر(ص) نے فرمایا:
چچا جان خدا کی قسم اگر یہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج

129

اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں ہرگز اپنی دعوت سے دستبردار نہیں ہوں گا_
چچا جان میں ان سے صرف ایك چیز کی خواہش کرتا ہوں کہ یہ لوگ " لا الہ الّا اللہ" کہیں اور نجات پاجائیں_
پیغمبر اسلام(ص) اپنی دعوت کے تمام مراحل میں ان تمام مشکلات اور دشمنوں کی یلغا اور سختیوں کے مقابلے میں عزم و استقلال کے ساتھ ڈٹے رہے_ آپ نے اپنے کردار و عمل سے تمام مسلمانوں اور خداپرستوں کو صبر و استقامت کا درس دیا_

آیت قرآن
" قل انّما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انّما الہکم الہ واحد فمن کان یرجوا لقاء ربّہ فلیعمل عملا صالحا وّ لا یشرك بعبادہ ربّہ احدا"
"سورہ کہف آیت آخر"
کہدو کہ میں تمہاری طرح کا بشر ہوں مجھ پر وحی ہوتی ہے تمہارا خدا ایك ہے جو شخص بھی اپنے پروردگار کے دیدار کا امیدوار ہوا سے چاہیئے کہ وہ عمل صالح انجاك دے اور کسی کو بھی پروردگار کی عبادت میں شریك قرار نہ دے _

130

سوچئے اور جواب دیجئے

1)___ وحی کسے کہتے ہیں؟
2)___ کیا پیغمبر جسم و روح کے لحاظ سے دوسرے انسانوں کی طرح تھے؟
3)___ پیغمبر وحی کے حاصل کرنے اور پہنچانے میں معصوم تھے اس جملہ کا مطلب بتایئے
4)___ اس درس میں پیغمبروں کی جو خصوصیات بیان کی گئي ہیں انہیں بیان کیجئے؟
5)___ پیغمبروں کا اپنے ہدف پر ایمان و استقامت کا کوئي نمونہ بیان کریں؟
6)___ حضرت موسی (ع) کے زمانہ میں طاغوت (ظالم حکمران) کون تھا حضرت موسی (ع) کیسے اس کے ساتھ اس کے محل میں داخل ہوئے_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

7)___ حضرت موسی (ع) نے اپنے جاننے والوں کو خدا پر اعتماد اور صبر و استقامت کے بارے میں کیا فرمایا ؟
8)___ پیغمبر اسلام (ص) نے کفار کو جو آپ کو صلح کی دعوت دیتے تھے کیا جواب دیا؟

باب چہارم

پیغمبر اسلام (ص) اور آپ(ص) کے اصحاب کے بارے میں

ایمان و استقامت

عمّار کا خاندان (گھرانہ) قرآنی آیات اور پیغمبر (ص) کی دل نشیں گفتار سن کر اور آپ کے کردار کو دیکھتے ہی پیغمبر اسلام(ص) کی نبوت اور دعوت بر حق پر ایمان لے آیا تھا اور دعوت اسلام کے ابتدائي مراحل میں مسلمان ہوچکا تھا ابوجہل، جو کہ مکّہ کے بار سوخ اور مستکبرین میں شمار ہوتا تھا جب اسے عمّار کے خاندان کے مسلمان ہوجانے کی اطلاع ملی تو وہ بہت غضبناك ہوا اور جب عمار کو دیکھا تو انہیں بہت ملامت اور سرزنش کی اور ان سے کہا کہ
میں نے سنا ہے کہ تم بت پرستی کو ترك کر کے مسلمان ہوگئے ہو؟"
عمّار نے جواب دیا "
ہاں میں نے، میرے ماں باپ اور بھائیوں نے

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی گفتگو سني_ ان آیات میں جو وہ خدا کی طرف سے لائے ہیں، غور کیا ان کی دعوت کو حق جانا اور اسے قبول کرلیا ہے_
ابوجہل نے چلّاکر کہا: تمہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ مکّہ کے بزرگوں اور سرداروں کی اجازت کے بغیر محمد(ص) کے دین کو قبول کر لو تم عقل اور فکر سے عاری ہو تمہیں چاہیئے کہ بزرگوں اور سرداروں کے تابع بنو وہ تم سے بہتر سمجھتے اور جانتے ہیں ...
ہم مزدور اور محنتی لوگ بھی عقل و شعور رکھتے ہیں اور تم سے بہتر سمجھتے ہیں مال اور مقام نے تمہیں اندھا کردیا ہے کہ اتنے واضح حق کو نہیں دیکھ رہے ہو لیکن ہم نے اچھی طرح جان لیا ہے کہ محمد(ص) خدا کے پیغمبر(ص) ہیں اور وہ اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور ہماری ہدایت اور نجات کے لئے آئے ہیں خدا اور اس کا پیغمبر ہماری بھلائي کو تم سے بہتر طور پر سمجھتا ہیں، ہمارا ہمدرد تو پیغمبر(ص) ہے تم مالدار اور ظالم لوگ نہیں_
تم پہلے کی طرح ہم سے بے گارلینا چاہتے ہو اور ہمارے ہاتھ کی محنت ہڑپ کرنا چاہتے ہو لیکن اب وہ زمانہ گیا خداوند عالم نے ہمارے لئے دل سوز اور مہربان رہبر بھیجا ہے تا کہ تم جیسے ظالموں اور غارتگروں سے نجات دلائے

اور دنیا و آخرت کی عزت اور سعادت تك پہنچائے ہم نے اس کی رہبری کو قبول کرلیا ہے اور تمام وجود سے اس کے مطیع ہیں اور ہم ہی کامیاب رہیں گے_

ابوجہل کو اس قسم کے جواب کی توقع نہیں تھی اس لئے سخت غصّے میں آیا اور جناب عمّار کو مارنا شروع کردیا_
ابوجہل کے غلاموں نے بھی اس کی مدد شروع کردی اور ڈنڈوں اور کوڑوں سے مار مار کر عمّار کے جسم کو نیلا کردیا_
جناب عمّار اس حالت میں بھی خدا کو یاد کرتے اور اللہ اکبر کہتے رہے_
جناب عمّار کا گھرانہ ایك غریب اور مستضعف گھرانا تھا بلکہ میں آپ کے کوئي عزیز و اقارب بھی نہیں تھے کہ جن کی مدد و حمایت حاصل کرتے اسی وجہ سے قریش کے سرداروں اور مکّہ کے متکبرو نے پکّا ارادہ کرلیا تھا کہ اس گھرانے کے بے یار و مددگار افراد کو اتنی ایذا پہنچائیں کہ وہ اسلام سے دستبردار ہوجائیں یا جان سے جائیں_
قریش کے سرداروں نے انہیں ڈرانا، دھمکانہ، مارنا، پیٹنا، اور برا بھلا کہناشروع کردیا_ عمار کے والد یاسر اور والدہ "سمیہ" کو وقتاً فوقتاً مارا پیٹا کرتے تھے اور ان سے چاہتے تھے کہ وہ دین اسلام سے دستبردار ہوجائیں اور پیغمبر اسلام(ص) کو برا بھلا کہیں اور گالیاں دیں (نعوذ باللہ)
مگر کیا عمار جیسے لوگ پیغمبر خدا کو گالیاں دے سکتے تھے؟ اور کیا ایمان سے دستبردار ہوسکتے تھے؟
آیئےپ کو بتائیں کہ اس وقت جب ان پر کوڑے برسائے

جاتے تھے تو وہ کیا کہتے تھے وہ کہتے تھے،
کس طرح ممکن ہے کہ ہم اللہ کے راستے کو چھوڑ دیں جب کہ اسی نے ہمیں حق کا راستہ دکھایا ہے ہم تمہارے ظلم و ایذا و سختی پر صبر کریں گے خدا ہمارے صبر و استقامت کو دیکھ رہا ہے اور وہ صبر کرنے والوں کو بہترین جزا دے گا_"
"سورہ ابراہیم 14 آیت سورہ نحل 16 آیت"
ابوجہل ان کے قریب آیا اور عمار اور ان کے والد یاسر، ماں سمیہ اور بھائي عبداللہ سے کہا کہ:
اسلام سے دستبرد ار ہوجاؤ اور محمد(ص) کو برا بھلا کہو اور گالیاں دو ورنہ تم اسی جگہ ختم کردیئے جاؤگے_
ابوجہل کے حکم پر وحشی اور بھیڑ یا صفت انسانوں نے اس ایماندار اور بے یار و مددگار گھرانہ پر حملہ کردیا اور تا زیانوں، مکوں اور لاتوں سے انہیں مارنا شروع کردیا اتنا مارا کہ ان کا بدن لہو لہان ہوگیا اور وہ نڈھال و بے ہوش ہوکر زمین پر گرپڑے لیکن اس کے باوجود جب انہیں ہوش آیا تو "اللہ اکبر" کا کلمہ ان کی زبان پر جاری تھا اور زخمی و خون آلود چہرے سے کہہ رہے تھے_
اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ
پھر ان کے ہاتھ اور پاؤں کو باندھ دیا گیا اور ان کے بدن

تپتے ہوے پتھروں اور گرم ریت پر ڈال کر ان کے سنیوں پر بڑے اور بھاری پتھر رکھ دئے گئے ان پیاروں کے بدن گرم ریت اور حجاز کی جلتی دھوپ میں جل رہے تھے، پگھلے جا رہے تھے لیکن ان کی تکبیر اور شہادت کی آواز اسی طرح سنی جارہی تھي:
تم سے جتنا ہوسکتا ہے ہمیں آزار و تکلیف پہنچاؤ ہم نے اللہ تعالی کا راستہ دلائل سے پالیا ہے اور اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے ہیں اور کبھی بھی اس راستے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے تم ہمارے ایمان تك پہنچ نہیں سکتے صرف ہمارے بدن کو ایذا پہنچا سکتے ہو ہم خدا پر ایمان لے آئے ہیں تا کہ وہ گناہوں کو بخش دے اور ہمیں آخرت کے بلند درجات میں جگہ عنایت فرمائے اور آخرت کا اجر و ثواب ہمیشہ رہنے والا ہے_
عمّار کے وال اسی ظلم و تشدد کے سبب شہادت کے بلند مرتبہ پر فائز ہوگئے اور مسلمانوں کو اپنے صبر و استقامت سے دینداری اور صبر کا درس دے گئے_
سمیّہ سے جو اپنے شوہر کی شہادت کو دیکھ رہی تھیں کہا گیا کہ محمد(ص) کو برا بھلا کہو اور گالیاں دو سمیّہ نے جواب دیا:
ہم نے اپنا راستہ پالیا ہے اور حضرت محمد(ص) پر ایمان لے آئے ہیں اور آپ کی رہبری کو قبول کرلیا ہے

ہم ہرگز اپنے مقصد سے دستبردار نہیں ہوں گے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ابوجہل نے جو اس بزرگ خاتوں کے منہ توڑ جواب سے ناچار ہوگیا تھا اور غصّہ کی شدّت میں پیچ و تاب کھا رہا تھا اپنے نیزے کو اس طرح اسلام کی اس بزرگ خاتون پر مارا کہ وہ زمین پر گر گئیں اور اسی حالت میں "اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے خالق حقیقی سے جاملیں اور شہادت کے بلند مرتبہ پر فائز ہوگئیں، سمیّہ اسلام کی پہلی خاتون ہیں جو اسلام کے راستے میں شہادت کے درجے پر فائز ہوئیں_

عمّار کے ماں باپ شہد ہوگئے لیکن پھر بھی گا ہے بگا ہے آپ کو ایذا پہنچائي جاتی تھی برسوں تکلیفیں و ایذائیں سہنے کے بعد وہ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے وہاں رہ کر مجاہدین اسلام کی صفوں میں شامل ہوکر دشمنوں سے جنگ کرتے تھے_ پیغمبر خدا(ص) کی وفات کے بعد جناب عمّار امیرالمومنین (ع) کے باوفا دوستوں میں شمار ہوتے تھے آپ کے ساتھ جنگ میں شریك ہوتے تھے یہاں تك کہ صفنین کی جنگ میں بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے شہاد ت پر فائز ہوگئے_

بے شمار درود و سلام ہو آپ پر اور آپ کے ماں باپ پر اور اسلام کے تمام شہداء پر کہ جو خدائے واحد پر ایمان کے راستے میں پائیدار اور ثابت قدم رہے اور ذلت و خوادری کو قبلو نہ کیا اور جاہلیت کے طور طریقوں کی طرف نہ پلٹے اور ظلم و ستم کے سامنے سرتسلیم خم نہ کیا اور ظالموں کی حکومت اور ولایت پر خدا کی حکومت اور ولایت کو ترجیح دي_

آیت قرآن

" و لنصبرنّ علی ما اذیتمونا و علی اللہ فلیتوکّل المتوکّلون"

سورہ ابراہیم آیت 14

پیغمبروں اور مومنین نے متکبرین سے یوں کہا کہ ہراس اذیت پر جو تم ہم پر روا رکھتے ہو صبر کریں گے اور توکل کرنے والوں کو خدا ہی پر توکل کرنا چاہیئے_

سوچئے اور جواب دیجئے

1)___ متکبرین، اسلام کے آغاز میں مسلمانوں کو کیوں اذیت دیتے تھے؟ اور آج کل متکبرین مسلمانوں کو کس طرح تکلیف پہنچا رہے تھے؟

2)___ عمار اور ان کے والدین متکبرین کے تازیانوں کے باوجود اللہ کے ذکر کے علاوہ اپنے صبر و استقامت کے متعلق کیا کہا کرتے تھے؟ اور اب ہمارا فریضہ متکبرین جہان کے بارے میں کیا ہے؟

3)___ جب پیغمبر (ص) یاسر اور سمیّہ کے گھرانے کو دیکھتے تھے توان سے کیا سفارش کیا کرتے تھے اور کیا خوشبخری دیتے

تھے اور پیغمبر کی سفارش پوری امت اسلام کے لئے کیا ہے اس کے متعلق علم حاصل کرنے کے لئے مراجع دین کی طرف رجوع کریں

4)___ سمیّہ کس طرح شہید ہوئیں؟ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں کیا کہتی تھیں؟

5)___ سمیہ جب اپنے شوہر کو شہید ہوتے دیکھ رہی تھیں تو کفّار نے اس سے کیا مطالبہ کیا تھا؟ اور انہوں نے جواب میں کیا کہا مسلمانوں کا جواب ان مشکلات کے مقابل جو آج کل مشرق و مغرب والے امت اسلامی پر وارد کر رہے ہیں کیا ہونا چاہئے_

6)___ اسلام کے سبب متکبرین کو کیا نقصان پہنچتا تا ہے کہ وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں؟

7)___ عمّار کے ماں باپ جیسے مومنین نے کس کی حکومت کو قبول کیا ہے؟ اور ظالم انہیں کس کی حکومت کی طرف بلاتے ہیں؟

8)___ عمّار نے مکّہ سے کس طرف ہجرت کی ؟ پیغمبر خدا(ص) کی وفات کے بعد کن کے انصار میں داخل ہوئے؟ پھر کہاں شہید ہوئے کیا آپ جانتے ہیں کہ پیغمبر(ص) نے عمار کے قاتلوں کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

140

اقتصادی پابندي

بت پرستوں کی شدید مخالفت کے باوجود اسلام مسلسل پھیل رہا تھا اور روز بروز مسلمانوں کی تعداد اور اسلام کی طاقت میں اضافہ ہو رہا تھا بت پرست اور روڈیرے اپنے جاہ و جلال اور منافع کو خطرہ میں دیکھ رہے تھے وہ اسلام کی پیش رفت روکنے کے لئے اپنی پوری کوشش کرتے تھے اور کسی ظلم و خباثت کے ارتکاب سے نہیں روکتے تھے کمزور اور محروم مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتے، ان کی توہین کرتے اور ان کا مذاق اڑاے تھے تا کہ مسلمانوں پیغمبر اسلام(ص) کی مدد سے دستبردار ہوجائیں اور اسلام کو چھوڑدیں_ لیکن ان مسلمانوں کا خدا اور اسلام پر ایمان اتنا قوی اور محکم تھا کہ وہ ہر قسم کے آزار اور تکلیف اور محرومیت کو برداشت کرتے_ لیکن پیغمبر اسلام (ص) کی مدد سے دستبردار نہ ہوتے تھے اور

141

اسلام کو نہ چھوڑتے تھے_
جب اذیتیں اور تکلیفیں حد سے بڑھ گئیں تو پیغمبر اسلام(ص) نے مسلمانوں کے ايك گروہ کو خفیہ طور پر حبشہ کی طرف ہجرت کرجانے کی اجازت دے دی مسلمانوں نے گھر بار چھوڑا اور اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر حبشہ ہجرت کر گئے اور انہوں نے عیسائیوں کے ايك گروہ کو دین اسلام کی طرف راغب کیا اور اس طریقہ سے انہوں نے عیسائیوں سے اسلام کا تعارف کرایا اور قربانی دینے والے مسلمانوں نے اپنی گفتار و کردار سے اسلام کی حیات بخش تعلیمات کو حبشہ میں پھیلایا_

مشرکوں کا ارادہ اور حضرت ابوطالب (ع)
بت پرستوں اور وڈیروں نے یہ جان لیا تھا کہ اسلام کا پھیل جانا اب یقینی ہے اسی لئے انہوں نے خطرے کا احساس کرلیا تھا اور پھر وہ اس کے تدارك کے لئے صلاح و مشورہ کرنے ايك جگہ اکٹھا ہوئے اور مختلف تجاویز کے متعلق تبادلہ خیال اور بحث و مباحثہ کرنے لگے_
ان میں سے ايك گروہ کی تجویز تھی کہ رسول خدا(ص) کو قتل کردینے سے یہ مسئلہ حل ہوجائے گا لیکن دوسرے گروہ کے لوگوں کا اس سے مختلف نظریہ تھا لیکن بالآخر نتیجہ کے طور پر رسول خدا(ص) کے قتل کی تجویز کو اکثریت نے قبول کرلیا اور قتل کردینے کا مصمم ارادہ کرلیا یہ فیصلہ بہت ہی خطرناك تھا_
آنحضرت(ص) کے چچا حضرت ابوطالب (ع) کو اس سازش کا علم ہوگیا

142

آپ نے اپنے تمام رشتہ داروں کو اکٹھا کیا اور ان سے کہا:
کیا تم نے سنا ہے کہ قریش کے سرداروں نے محمد(ص) کے بارے میں کیا فیصلہ کرلیا ہے؟ کیا جانتے ہو کہ کون سی تجویزان کے جلسے میں منظور کرلی گئي ہے؟ جانتے ہو کہ انہوں نے پکا ارادہ کرلیا ہے کہ محمد(ص) کو قتل کردیں؟ تم ان کے اس ارادے کے مقابلے میں کیا رائے رکھتے ہو؟ مجھ سے جہاں تك ہوسکا محمد(ص) کا دفاع کروں گا تم کیا اقدام کروگے؟ محمد(ص) تمہاری عزت و شرف کا سرمایہ ہے میں تم سے خواہش کرتا ہوں کہ پوری قوت سے اپنی عزت و شراقت کا دفاع کرو مجھے بتاؤ کہ محمد(ص) کے دفاع کے لئے کیا کروگے ؟
سب نے جواب دیا کہ ہم سب حاضر ہیں کہ محمد(ص) کا دفاع اور ان کی حمایت کریں لیکن ہم اپنی کم تعداد کے سبب کس طرح دشمن کی عظیم طاقت کا مقابلہ کرسکتے ہیں_
جناب ابوطالب(ص) نے کہا
ہماری ذمہ داری ہے کہ محمد(ص) کا دفاع کریں اور دشمن کی کثرت اور اپنی قلت سے نہ گھرائیں اور صبر و استقامت

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اور اتحاد سے ان پر غلبہ حاصل کریں بہتر ہوگا کہ ہم اپنی طاقت کو ایك جگہ جمع کریں پھر ہم سب کے سب مرد و عورت چھوٹے بڑے، محمد(ص) کے اردگرد جمع رہیں

143
اور دشمن سے ان کی حفاظت اور نگہداشت کریں_

رسول خدا(ص) کی حفاظت اور نگہداري
جناب ابوطالب کی تجویز گو بہت سخت اور مشکل تھی لیکن پھر بھی تما افراد نے اسے قبول کرلیا تھوڑاسا مال و اسباب اٹھایا اور مکّہ میں پہاڑ کے ایك درّے میں منتقل ہوگئے تا کہ حضرت محمد(ص) کی بہتر طور پر حفاظت کرسکیں_
تقریباً چالیس جنگجو مردوں نے اس درّہ میں کہ جس کا نام شعب ابی طالب تھا، عہد و پیمان کیا کہ اپنے خون کے آخری قطرے تك جناب محمد(ص) کی حمایت و حفاظت کریں گے اور عورتوں نے بھی اسی قسم کا معاہدہ کیا_
طاقتور جوان دن رات اس درّے کے چاروں طرف پہرا دیتے تھے دن میں پہاڑ کی گرم اور جھلسا دینے والی چوٹیوں پر گشت کرتے تھے اور رات میں پیغمبر خدا(ص) کے بہادر چچا جناب حمزہ اور علی ابن ابی طالب (ع) تلواریں نکالے پہرے داری کرتے تھے اور خود جناب ابوطالب (ع) بھی توجہ دیتے تھے اور رات کو کئي مرتبہ پیغمبر اسلام(ص) کی جگہ کو تبدیل کردیتے تھے اور کسی دوسرے کو ان کے بستر پر سلادیتے تھے کہ کہیں دشمن حملہ نہ کردیں اور ان کے سونے کی جگہ کو معلوم کرلیں اور آپ(ص) پر حملہ کر کے آپ کو قتل نہ کردیں_
مکّہ کے بت پرستوں نے جب پیغمبر(ص) کے مددگاروں کی اس بہادری و جانفشانی کو دیکھا تو انہوں نے کئي وجوہ کی بناپر پیغمبر(ص) کے قتل کا ارادہ ترك کردیا اور اپنی محفلوں میں بحث و مباحثہ اور مشورے سے ایك

144
اور ارادہ کرلیا کہ شعب ابی طالب (ع) کے رہنے والوں سے روابط ختم کردیں اور ان کا اقتصادی بائیکاٹ کردیں تا کہ رسول خدا(ص) کے حامی و ناصر تھك جائیں، تنگ آجائیں اور آپ کی مدد سے دستبردار ہوجائیں اور آپ کو تنہا چھوڑدیں یا این کو اپنے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیں_

اقتصادی بائیکات کا معاہدہ
ان کی خاص انجمن میں جو ظالمانہ بائیکاٹ کا مضمون تیار کیا گیا اور اس پر سب نے دستخط کئے اس کا متن یہ تھا:
1) ___ آج کے بعد کوئي حق نہیں رکھتا کہ محمد(ص) اور ان کے مددگاروں کے پاس آمد و رفت کرے اور ان کی مدد کرے_
2)___ کوئي آدمی حق نہیں رکھتا کہ کوئي چیز ان کے پاس فروخت کرے یا کوئي چیز ان سے خریدے_
3)___ کوئي بھی شخص ان سے شادی نہ کرے_
4)___ اس معاہدہ پر دستخط کرنے والے افراد پابند ہوں گے کہ ان کو مورد اجراء قرار دیں اور ان کے پابند رہیں_
5)___ دستخط کرنے والے پابندہوں گے کہ اس معاہدہ پر عمل کریں اور جستجو میں رہیں کہ کوئي بھی اس کی خلاف ورزی نہ کرے یہ معاہدہ قطعی اور اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا اور کوئي بھی اس میں ردّ و بدل کا حق نہیں رکھتا یہ معاہدہ

145
اس وقت تك معتبر رہے گا جب تك وہ لوگ محمد(ص) کو ہماری تحویل میں نہ دے دیں_
اس ترتیب سے اس ظالمانہ معاہدہ کو لکھا گیا اور اسے ایك مضبوط صندوق میں بند کر کے اندر رکھ دیا گیا اور اس کا دروازہ مضبوطی سے بند کردیا گیا اور اس معاہدہ کے تمام شقوں کی اطلاع تمام افراد کو دے دی گئي_
حضرت ابوطالب (ع) نے اپنے رشتہ داورں کو شعب کے ایك گوشے میں اکٹھا کیا اور ان کو قریش کے سرداروں کے اس معاہدے کی اطلاع دی اور فرمایا
تم جانتے ہو کہ قریش کے سرداروں نے کیا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے ارادہ کرلیا ہے کہ ہمار ا پوری طرح بائیکاٹ کریں اور

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ہمیں اقتصادی طور پر محصور کریں وہ چاہتے ہیں کہ ہم پر اتنا دباؤ ڈالیں کہ ہم محمد(ص) کی مدد سے دستبردار ہوجائیں تو اے میرے عزیزو اس ظالمانہ ارادے اور معاہدے کے مقابل کیا کروگے؟"
سب نے مل کر جواب دیا:
ہم یہ تمام سختیاں، رنج، بھوك، اور دباؤ برداشت کریں گے لیکن محمد(ص) کو کبھی بھی تنہا نہیں چھوڑدیں گے اور اپنے خون کے آخری قطرے تك ان کی حفاظت کریں گے_"
جناب ابوطالب (ع) نے ان تمام افراد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ خود میں

بھی جب تك میرے بدن میں جان ہے محمد(ص) کی حمایت کرتا رہوں گا_

اقتصادی بائیکاٹ
اقتصادی بائیکاٹ شروع ہوگیا اور لوگوں کا شعب ابی طالب سے ہر قسم کا رابطہ ختم ہوگیا کسی کو حق نہیں تھا کہ شعب میں رہنے والوں سے آمد و رفت اور خرید و فروخت کرے_
قریش کے سرداروں نے ایك گروہ لوگوں کی آمد و رفت پر نگاہ رکھنے کے لئے معین کردیا_ وہ نگرانی کرتے تھے کہ کوئي شخص شعب میں داخل نہ ہو، کوئي بھی چیز ان کے ہاتھ فروخت نہ کرے جو بھی اس بائیکاٹ کے معاہدے کی خلاف ورزی کرتا اس کامال ضبط کرلیتے تھے_
شعب میں محصور ہونے والے افراد نے بائیکاٹ کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی زندگی کی ضرورت اور کھانے پینے میں پہلے کی نسبت میانہ روی برتنا_ شروع کردی تھوڑی غذا کھاتے اور کم سے کم غذا اور پانی پر قناعت کرتے اور ایك دوسرے سے ہمدردی اور تعاون کرتے تھے جو کچھ ان کے پاس تھا ایك دوسرے کے اختیار میں قرار دیتے تھے جوانوں میں طاقت اور صبر کا مادّہ زیادہ تھا وہ اپنی معمولی غذا بھی نہ کھاتے تھے بلکہ انہیں بچّوں اور سن رسیدہ افراد کو دے دیتے تھے_
شعب میں کسی قسم کی آمد و رفت نہ ہوتی تھي_ خوراك کا ذخیرہ آہستہ آہستہ خرچ ہو رہا تھا اور شعب میں رہنے والونپر بالخصوص بچّوں پر بھوك

زیادہ شدّت سے اثرانداز ہو رہی تھی صرف کبھی کبھار بعض جانباز اور دلیر افرد پوری طرح چھپ کر رات میں شہر جاتے اور ہزارہا مصیبتوں کے بعد کچھ خوراك حاصل کرتے اور واپس شعب میں لوٹ جاتے، کبھی بنی ہاشم کے ہمدرد رشتہ دار اپنے اونٹ پر خوراك لادتے اور آدھی رات کے وقت شعب کے نزدیك جا کر اسے چھوڑ آتے اور درّہ کی طرف بڑھا دیتے تھے_
شعب مین محبوس اور محصور لوگ سال میں فقط دو مرتبہ حرام مہینوں میں شعب سے باہر نکل سکتے تھے کیونکہ مشرك ان مہینوں میں اپنی پرانی رسم کے مطابق جنگ و جدال کو حرام جانتے تھے_
ان ایام میں پیغمبر(ص) ان لوگوں سے جو اطراف مکّہ سے حج و عمرہ ادا کرنے کے لئے آیا کرتے تھے گفتگو فرماتے تھے ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کرتے اور انہیں خداوند عالم کی پرستش اور روز آخرت (قیامت) پر ایمان لانے کی دعوت دیتے_
لیکن مشرکین ہر وقت آپ کی تبلیغ کے کام میں مداخلت کرتے اور لوگوں کو آپ کے اردگرد سے دور کردیا کرتے تھے آپ کی باتوں کو قصّہ کہانی قرار دیتے اور لوگوں سے کہتے تھے کہ محمد(ص) (معاذاللہ) جھوٹ بولتا ہے آخرت (قیامت) کچھ بھی نہیں ہے_
قرآن کریم، پیغمبر(ص) سے مشرکین کے سلوك اور اس کی سزا اور عاقبت کے متعلق یوں بیان کرتا ہے_
"مشرکین کہتے ہیں کہ پیغمبر(ص) کی باتیں پہلے زمانے کے قصے اور افسانے ہیں لوگوں کو ان کی باتوں کو سننے سے

روکتے ہیں اور ان سے لوگوں کو دور کردیتے ہیں ایسے لوگ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اور انہیں سمجھتے (اے رسول(ص)) اگر تم انہیں دیکھتے (تو تعجب کرتے) جب وہ جہنّم کے کنارے کھڑے ہوں گے اور کہیں گے کاش ہم

دنیا میں لوٹائے جاتے اور ہم اللہ کی آیات کو نہ جھٹلاتے اور مومنین کے گروہ میں داخل ہوجاتے اپنی جن برائیوں کو چھپاتے تھے وہ ان کے سامنے ظاہر ہوجائیں گی اور اگر یہ دنیا میں دوبارہ لوٹائے جائیں پھر بھی انہیں برے کاموں میں مشغول ہوجائیں گے کیونکہ یہ جھوٹ بولتے ہیں_ مشرکین کہتے ہیں کہ اس دنیا کی زندگی کے علاوہ کوئي اور دنیا نہیں ہے اور آخرت آنے والی نہیں ہے اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے (اے رسول(ص)) اگر تم انہیں دیکھو (تو تعجب کروگے) جب یہ لوگ خداوند عالم کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ان سے سوال کیا جائے کا کیا اب بھی آخرت حق نہیں ہے؟ اس وقت جواب دیں گے_ کیوں نہیں پروردگار کی قسم یہ مکمل حق ہے ان سے کہا جائے گا کہ بس اب آخرت کی سزا کا مزا چکھو جو کفر و انکار کی سزا ہے_"

شعب کے محصورین ان مہینوں میں ہزار زحمت اور ارتباط کے ساتھ اپنے لئے غذا کی قلیل سی مقار حاصل کرپاتے تھے اور پیغمبر(ص) خدا اس

مختصر سے وقت میں اسی طرح لوگوں سے خطاب فرماتے تھے _

ایام حرام اسی طرح تیزی سے گزر جاتے تھے شعب کے رہنے والے مجبور ہوتے تھے کہ پیغمبر(ص) کی حفاظت کی غرض سے پھر اس شدید گرم درّے میں لوٹ جائیں اور وہیں پناہ لیں ان تمام مصائب پر یہ لوگ، رسول(ص) اور حق کے دفاع کی خاطر صبر کرتے تھے اور اس کی حفاظت کرتے تھے _

آیت قرآن

" انّ الّذین امنوا والّذین ہاجروا و جاہدوا فی سبیل اللہ اولئك یرجون رحمت اللہ و اللہ غفور رّحیم"

سورہ بقرہ2/ آیت 218"

بہ تحقیق جو لوگ ایمان لائے او رجنہوں نے ہجرت کی ہے اور راہ خدا میں جہاد کیا ہے وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا اور رحیم ہے_

سوچیئےور جواب دیجئے

1)___ مستکبرین، اسلام کی ترقی سے کیوں ڈرتے تھے؟ اور اسلام

کی دعوت کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے کیا کرتے تھے؟

2)___ مسلمانوں کے ایك گروہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کیوں کی یہ اسلام کے فروغ، اس کی تبلیغ اور اس کی وسعت کے لئے کیا اقدام کرتے تھے؟ اور اسلام کی پیش رفت کے لئے کس چیز سے استفادہ کرتے تھے؟

3)___ کیا ان لوگوں کو پہچانتے ہیں کہ جنہوں نے انقلاب اسلامی کے پھیلاؤ کے لئے ہجرت کی تھي، ان کی ہجرت کے سبب کو بیان کیجئے؟ اور ان کی خدمات کو بھی بیان کیجئے؟

4)___ جب مشرکین نے اسلام کی وسعت سے خطرہ محسوس کیا تو اسکے تدارك کیلئے کیا سوچا؟ اور انہوں نے کیا ارادہ کیا؟

5)___ جب ابوطالب(ع) کو مشرکین کے ارادے کی اطلاع ملی تو انہوں نے کیا کیا؟ اور اپنے رشتہ داروں سے کیا کہا؟

6)___ مشرکین کا دوسرا ارادہ کیا تھا اور اس ظالمانہ معاہدہ کا مضمون کیا تھا؟

7)___ اقتصادی بائیکاٹ کے بعد پیغمبر(ص) اور ان کے رشتہ داروں کی شعب ابی طالب میں کیا حالت تھي؟

8)___ کس وقت پیغمبر(ص) اور ان کے رشتہ دار شعب ابی طالب سے باہر نکل سکتے تھے؟

9)___ قرآن مجید مشرکین کی رسول (ص) خدا کے ساتھ گفتگو کے بارے میں کیا فرماتا ہے؟

10) ___ کفار مشرکین آخرت میں کیا آرزو کریں گے؟ کیا ان کی آرزو پوری ہوگي؟

11)___ مشرکین کا آخرت کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟ خدا قیامت کے دن ان سے کیا کہے گا؟ اور یہ کیا جواب دیں گے؟

اور کیا جواب سنیں گے؟

استقامت اور كامیابي

پیغمبر اسلام(ص) اور ان کے وفادار ساتھیوں نے شعب ابی طالب(ع) میں تین سال بہت سختیوں اور تکلیفیں اٹھائیں یہ انتہائي سخت اور صبر آزما عرصہ تھا دن کو حجاز کی گرمی او رچلچلاتی ہوئي دھوپ اور رات کو دشمن کے اچانك جملہ کا خوف بچّوں کے دلوں کو لرزاتی تھي_ پانی اور غذا کی قلت اور بھوك پیاس کی تکلیفیں جان لیوا تھیں، بچّے بھوك پیاس کی شدّت سے تنگ آکر نالہ و فریاد کرتے اور اپنے ماں باپ سے خوراك طلب کرتے تھے_
گو ان تمام مصائب کا برداشت کرنا مشکل و دشوار تھا لیکن ان غیور اور بہادر جان نثاروں نے تمام مصائب کو برداشت کیا اور تیار نہ ہوئے کہ اپنی انسانی شرافت اور عزت سے دستبردار ہوجائیں اور رسول خدا(ص) کے دفاع سے ہاتھ اٹھائیں_
انہوں نے اتنے صبر و تحمّل کا مظاہرہ کیا کہ پیغمبر(ص)

کے دشمن ظلم کرتے کرتے تھك گئے بچّوں کی آہ و بکا اور ان کی فریاد و فغان نے ان میں سے بعض کے دل پر آہستہ آہستہ اثر کرنا شروع کردیا اور وہ اس برے طرز عمل پر پشیمان ہونے لگے_
کبھی وہ ایك دوسرے سے پوچھتے کیا ہم انسان نہیں ہیں ؟ کیا ہم صلہ رحمی اور مروّت و ہمدردی کی ایك رمق بھی باقی نہیں رہي؟
ہم نے کیوں اس ظالمانہ معاہدہ پر دستخط کئے؟
ہمارے اہل و عیال تو بڑے آرام سے گھروں میں سو رہے ہیں لیکن بنی ہاشم کے بچّے بھوك و پیاس سے آہ و بکار کر رہے ہیں اور انہیں آرام و سکون سے سونا تك نصیب نہیں_
اس اقتصادی بائیکاٹ کا کیا فائدہ؟
کیا یہ اقتصادی بائیکاٹ اور دباؤ ان بہادر جانبازوں کو سر تسلیم خم کرنے پر آمادہ کرسکے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ اگر وہ تمام کے تمام بھوك کی شدت کے سبب موت کے نزدیك بھی پہنچ جائیں تب بھی نہیں جھکیں گے _
مشرکین کا ایك گروہ جو نادم ہوچکا تھا کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا تا کہ اس ظالمانہ معاہدے کو ختم کرسکے اور حضرت محمد(ص) اور ان کے اصحاب کو اقتصادی محاصرے سے نجات دلاسکے_
لیکن قریش کے سردار اب بھی مصر تھے کہ دباؤ اور بائیکاٹ کو جاری رکھا جائے_

ابوطالب (ع) مشرکین کے مجمع میں

رسول اکرم (ص) نے حضرت ابوطالب(ع) سے کوئي بات کہی اور خواہش ظاہر کی کہ اس کو مشرکین تك پہنچادیں_
حضرت ابوطالب(ع) اپنے چند عزیزوں کے ساتھ مسجدالحرام کی طرف روانہ ہوئے اور سیدھے مجلس قریش میں آئے_
قریش کے سردار حضرت ابوطالب (ع) کو وہاں آتا دیکھ کر حیران ہوئے اور سوچنے لگے کہ شاید ابوطالب (ع) اقتصادی بائیکاٹ اور اس کی سختیوں سے تنگ آگئے ہیں اور اس لئے آئے ہیں کہ محمد(ص) کو ہمارے حوالے کردیں_
سب کے سب بہت خوش ہوئے اور ابوطالب(ع) کو نہایت احترام سے صدر مجلس میں بٹھایا اور خوش آمدید کہا: اور کہنے لگے اے ابوطالب (ع) تم ہمارے قبیلے کے سردار تھے اور ہو، ہم نہیں چاہتے تھے کہ تمہاری تھوڑی سی بھی بے حرمتی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ہو لیکن افسوس تمہارے بھتیجے کے رویے نے اس قسم کا ماحول پیدا کردیا_ کیا تم کو یاد ہے کہ ہم محمد(ص) کے سامنے درگزر کرنے اور صلح کرنے پر آمادہ تھے اور اس نے ہمیں کیا جواب دیا تھا؟ تم سے ہم نے خواہش کی تھی کہ محمد(ص) کی حمایت سے دستبردار ہوجاؤ تا کہ ہم محمد(ص) کو قتل کرسکیں لیکن تم نے اسے قبول نہ کیا اور اپنے رشتہ داروں اور قبیلے کو اپنی مدد کیلئے بلایا اور محمد(ص) کی حفاظت او رنگرانی کرنا شروع کردي_ کیا قطع رابطہ اور

155

اقتصادی بائیکاٹ کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئي صورت باقی رہی تھي؟ ہمیں یہ علم ہے کہ یہ مدت تم پر اور تمہارے اہل و عیال پر بہت سخت گزری اور تمہیں سخت و دشواری کا سامنا کرنا پڑا لیکن اب ہم خوش ہیں کہ تم اب ہمارے پاس آگئے ہو اگر تم اس سے پہلے آجاتے تو تمھیں اور تمہارے اہل و عیال اور شتہ داروں کو یہ تکالیف اور مصائب نہ دیکھنے پڑتے_
جناب ابوطالب (ع) اس وقت تك خاموش تھے اور حاضرین کا گہری نظر سے جائزہ لے رہے تھے آپ (ع) نے فرمایا:
کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اقتصادی بائیکاٹ کی سختی اور دباؤ سے تنگ آگیا ہوں؟ کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں اپنے مقصد تك پہنچنے کے راستے پر چلنے سے تھك گیا ہوں اور اب مجھے دشواریاں برداشت کرنا مشکل ہو گیا ہے؟ اطمینان رکھو کہ معاملہ ایسا نہیں ہے اور جب تك میں زندہ ہوں محمد(ص) اور ان کی روش کی حمایت کرتا رہوں گا ان کے عظیم ہدف کے حصول کے لئے سعی و کوشش سے کبھی نہ تھکوں گا میں اور میرے جوان ایك مضبوط پہاڑ کی مانند ان تمام مشکلات کے سامنے ڈٹے رہیں گے اور جان لو کہ ہم یقینا کامیاب ہوں گے کیونکہ صبر و استقامت کا نتیجہ کامیابی ہوا کرتا ہے

156

میں نے محمد(ص) کی حمایت سے ہاتھ نہیں کھینچا اور نہ اس اور نہ اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں کہ محمد(ص) کو تمہارے سپرد کردوں بلکہ میں محمد(ص) کا ایك پیغام تمہارے لئے لے کر آیا ہوں"

پیغمبر خدا(ص) کا پیغام
یہ پیغام تمہارے عہدنامہ سے متعلق ہے تم پہلے عہدنامہ والے صندوق کو لاؤ اور اس مجمع کے سامنے رکھو تا کہ میں محمد(ص) کا پیغام تم تك پہنچاؤں"
وہ صندوق لے آئے_
جناب ابوطالب (ع) نے گفتگو کو جاری رکھا اور فرمایا کہ: جو فرشتہ اللہ تعالی کا پیغام محمد(ص) کے پاس لے کر آیا کرتا ہے اب اس نے یہ پیغام دیا ہے کہ تمہارے عہد نامہ کی تحریر کو دیمك چاٹ گئي ہے اب صرف اس کا تھوڑا حصّہ باقی رہ گیا ہے صندوق کھولو اور عہدنامہ کو دیکھو اگر ان کا پیغام صحیح ہوگا تو ثابت ہوجائے گا کہ وہ اللہ تعالی کی طرف سے پیغمبر(ص) بنا کر بھیجے گئے ہیں اور محمد(ص) خدا کی طرف (جو تمام چیزوں کا علم رکھتا ہے) پیغام حاصل کرتے ہیں اور واقعاً وحی کا فرشتہ ان کے لئے خبر لاتا ہے صندوق کھولو، اور محمد(ص) کی بات کی صداقت کو دیکھو اگر محمد(ص) کی بات

157

صحیح ہوئي تو تم پانی سرکشی اور ظلم و ستم سے باز آجاؤ اور ان کی نبوت و خدا کی وحدانیت پر ایمان لے آو تا کہ دنیا و آخرت میں فلاح پاؤ اور اگر ان کی بات صحیح نہ ہوئي تو میں بغیر کسی قید و شرط کے محمد(ص) کو تمہارے سپرد کردوں گا، تا کہ جس طرح چاہو ان سے سلوك کرو"
بعض افراد نے کہا: یہ کیسے ممکن ہے کہ محمد(ص) نے صندوق کے اندر دیکھ لیا ہو، یقینا یہ بات غلط ہے_ جلدی سے مہر توڑو اور اسے کھولو تا کہ ان کے دعوے کا غلط ہونا سب پر ظاہر ہوجائے انہوں نے صندوق کھولا او رعہد نامہ کو باہر نکالا بڑے تعجب سے دیکھا کہ عہد نامہ کی تحریر کو دیمك چاٹ چکی ہے اور صرف تھوڑا سا حصّہ باقی رہ گیا ہے_
جناب ابوطالب (ع) بہت خوش نظر آرہے تھے آپ نے ان لوگوں سے کہا:
اب جبکہ تم نے محمد(ص) کی صداقت کو جان لیا تو ان کی دشمنی اور سرکشی سے باز آجاؤ اور اللہ کی وحدانیت رسول (ص) کی پیغمبری اور روز جزا کی حقانیت پر ایمان لے آؤ تا کہ دنیا و آخرت کی فلاح پاؤ"
بعض افراد بہت غصّے میں آگئے اور ایك گروہ سوچ و بچار میں غرق ہوگیا اسی وقت کچھ لوگ اٹھے اور کہا:

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تم پہلے دن سے ہی اس عہد نامہ کے مخالف تھے
انہوں نے عہدنامہ کا باقی حصہ جو دیمك کے کھانے سے بچ گیا تھا

158
قریش کے ہاتھ سے لے لیا اور وہیں پھاڑ دیا اور فوراً جناب ابوطالب (ع) کے ساتھ شعب کی طرف روانہ ہوگئے_
اور یوں رسول خدا(ص) کی زندگی میں دعوت اسلام کے لئے ایك نئے دور کا آغاز ہوا_

آیت قرآن
" انّہ من یّتّق و یصبر فانّ اللہ لا یضیع اجر المحسنین"
جو شخص تقوی اختیار کرے اور صبر کرے تو اللہ تعالی نیکیوں کے اجر کو ہرگز ضائع نہیں کرتا"
سورہ یوسف آیت 90"

سوچئے اور جواب دیجئے
1)___ پیغمبر اسلام(ص) اور آپ کے اعزاء و اقارب کتنی مدت شعب میں محصور رہے؟ یہ مدّت ان پر کسی گزری ان تمام سختیوں کو وہ کس مقصد اور غرض کے لئے برداشت کرتے رہے؟
2)___ قریش کے سرداروں نے جناب ابوطالب (ع) کو دیکھ

159
کرکیا سوچا؟ انہوں نے کس لئے صدر مجلس میں جگہ دي___؟
3)___ جناب ابوطالب (ع) نے جوانوں کے صبر و استقامت کی کس طرح تعریف کي؟
4)___ مشرکین نے پیغام کے سننے اور صندوق کے کھولنے سے پہلے کیا سوچا تھا؟
5)___ ابوطالب (ع) کی ملاقات اور پیغام کا کیا نتیجہ نکلا___؟

160

انسانوں کی نجات کیلئے کوشش

بعثت کے دسویں سال اقتصادی بائیکات ختم ہوگیا پیغمبر(ص) خدا اور آپ(ص) کے باوفا ساتھی تین سال تك صبر و استقامت سے صعوبتوں کو برداشت کرنے کے بعد شعب کے قیدخانہ سے آزاد ہوئے اور اپنے گھروں کی طرف گئے_ خداوند متعال نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ خدا کی راہ میں سعی و کوشش کریں اور صبر و استقامت کا مظاہر کریں تو خدا ان کی مدد کرے گا اور خدا نے اپنا کیا ہوا وعہ پورا کیا_
حضرت ابوطالب(ع) کہ جنہوں نے رسول خدا(ص) کی حفاظت کی ذمہ داری کو قبول کیا تھا، کفار کی طاقت اور کثرت سے نہ گھبرائے اور آپ نے پوری قوت کے ساتھ رسول(ص) خدا کا دفاع کیا_
آخر کار خدا کی نصرت آپہنچی اور انہیں اس جہاد میں کامیابی نصیب

161
ہوئي اور ان کے احترام، سماجی مرتبے اور عظمت میں اضافہ ہوگیا بنی ہاشم اپنی اس کامیابی پر بہت خوش ہوئے اور تمام تکالیف اور سختیوں کے بعد دوبارہ اپنی زندگی کا آغاز کیا_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

بت پرست اور قریش کے سردار اپنی شکست پر بہت پیچ و تاب کھارہے تھے لیکن ان حالات میں بے بس تھے لہذا کسی مناسب موقع کا انتظار کرنے لگے ان حالات میں پیغمبر اسلام(ص) کو تبلیغ دین کا نہایت نادر موقع ہاتھ آیا وہ بہت خوش تھے کہ اس طرح اپنے چچا کے سماجی رتبہ اور حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہایت آزادی سے اپنے الہی پیام کو پہنچانے میں کامیابی حاصل کرسکتے ہیں اس لئے آپ(ص) بہت زیادہ لگن سے تبلیغ میں مشغول ہوگئے_
آپ(ص) نے لوگوں سے کہا
اے لوگو
وہ کون ہے جو زمین و آسمان سے تمہارے لئے روزی پہنچاتا ہے؟ کون ہے جس نے تمھیں آنکھ اور کان عنایت فرمائے؟ کون ہے جس کے ارادے سے جہان خلق ہوا اور اس کا نظام چل رہا ہے؟ لوگو تمہارے اس جہان کا پیدا کرنے والا خدا ہے وہی تمہاری اور اس جہان کی پرورش کرتا ہے اور روزی دیتا ہے وہ تمہارا حقیقی پروردگار ہے پس کیوں اس کا شريك قرار دیتے ہو اور اس کے علاوہ کسی اور کي

162

اطاعت کرتے ہو؟ صرف خدا کی پرستش کرو اور صرف اسی کی اطلاعت کرو کہ یہی صحیح راستہ ہے اور حق کا ايك ہی راستہ ہے اور اس کے سوا سب گمراہی ہے_ پس جان لو کہ کسی طرف جارہے ہو؟ اے لوگو
جو لوگ نیکی اور حق کا راستہ اختیار کرتے ہیں خدا انہیں بہترین جزا عنایت فرماتا ہے اور زیادہ اور بہتر بھی دیتا ہے نیکوں کے چہرے پر کبھی ذلّت و خواری کی گرد نہیں بیٹھتي، ایسے لوگ جنتی ہیں اور ہمیشہ اس میں رہیں گے لیکن وہ لوگ جو برائي اور گناہ کا راستہ اختیار کرتے ہیں انہیں سخت سزا دی جائے گي"
لیکن افسوس کہ یہ حالات اور آزادنہ تبلیغ و گفتگو کا سلسلہ زیادہ مدت تك برقرار نہ رہ سکا_ ابھی اقتصادی بائیکاٹ کو ختم ہوئے نو ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ حضرت محمد(ص) کے چچا حضرت ابوطالب (ع) وفات پاگئے اور یوں رسول خدا(ص) اپنے بہت بڑے مددگار، مہربان و ہمدرد اور جانثار سے محروم ہوگئے_
مشرکین اس بات سے خوش ہوئے اور پھر مخالفتوں کا سلسلہ شروع کردیا ابھی زیادہ وقت نہ گزار تھا کہ حضرت محمد(ص) کی زوجہ محترمہ جناب خدیجہ کہ جنہوں نے صداقت و وفاداری کے ساتھ حضرت محمد(ص) کے ساتھ

163

ایك طویل عرصہ گزارا تھا اور جو کچھ بھی ان کے پاس تھا اسے تبلیغ دین اور اسلام کی مدد پر خرچ کردیا تھا وفات پاگئیں_
اس حساس موقع پر ان دو حادثات کا واقع ہونا پیغمبر خدا(ص) کے لئے انتہائي تکلیف دہ اور رنج و غم کا باعث تھا آپ نے اس سال کا نام غم و اندوہ کا سال یعنی عام الحزن رکھا_
حضرت ابوطالب(ع) کی وفات کے بعد بنی ہاشم نا اتفاقی کا شکار ہوگئے، اپنے اتحاد کی طاقت کو ہاتھوں سے کھو بیٹھے اور اس کے بعد وہ پہلے کی طرح رسول خدا(ص) کی حمایت نہ کرسکے"
کفار و مشرکین نے جو ایسے ہی کسی موقع کی تلاش میں تھے رسول خدا(ص) کو تکلیف اور ایذا پہنچانے کا سلسلہ پھر شروع کردیا اور آپ کے کاموں میں مداخلت کرنے لگے_
کوچہ و بازار میں پیغمبر اسلام(ص) کا مذاق اڑاتے اور آپ(ص) کو آزادانہ طور پر قرآن کی آیات کو لوگوں کے سامنے پڑھنے نہ دیتے اور نہ ہی لوگوں سے بات چیت کرنے دیتے اور آپ کو ڈراتے دھمکاتے_
آخر کار نوبت یہاں تك آپہنچی کہ کبھی کبھار آپ کے سر مبارك پر کوڑا کرکٹ ڈال دیتے اور آپ خاك آلودہ ہوکر گھر واپس آتے آپ کی کم عمر صاحبزادی جناب فاطمہ (ص) آپ(ص) کے استقبال کے لئے آگے بڑھتیں_ آپ(ص) کو اس حال میں دیکھ کر ان کا دل دکھتا اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے آپ کے سرمنہ کو صاف کرتیں اور بے اختیار دوپڑتیں لیکن رسول(ص) خدا فاطمہ (ع) سے نہایت شفقت کے ساتھ

164

فرماتے"
میری پیاری بیٹي پریشان نہ ہو، خدا کی راہ میں ان مصائب کا برداشت کرنا بہت آسان ہے"

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس طرح جناب ابوطالب (ع) اور حضرت خدیجہ کی وفات سے پیغمبر اسلام(ص) کی اندرونی اور بیرونی زندگی تہ و بالا ہوکر رہ گئي کیوں کہ آپ اپنے سب سے بڑے حامی و مددگار اور جانباز سے جو قریش کے قبیلے کا سردار تھا محروم ہوگئے اس لئے آپ کو اس معاشرے اور اجتماع میں آزادی اور سکون حاصل نہ رہا ہر وقت آپ کی جان خطرے میں رہتی تھی آپ کا گھر بھی ایك جان نثار و وفا شعار، دوست و مددگار اور غم گسار بیوی سے خالی ہوچکا تھا جب آپ ان مصائب اور تکالیف کو جو باہردی جاتی تھیں برداشت کرتے ہوئے گھر واپس لوٹتے تو اپنی بیوی اور ہمسر کا کشادہ اور مسکراتا چہرہ نہ دیکھ پاتے بلکہ چھوٹی سی بچّی کے روتے ہوئے چہرے پر نگاہ پڑتي، وہ آپ کے استقبال کے لئے آتی اور اپنی والدہ کے پوچھتی اور سوال کرتي"

بابا ماں کہاں ہیں؟

رسول خدا(ص) اپنی بیٹی کا چہرہ چومتے اسے پیار کرتے اور اس کے رخساروں پر بہتے ہوئے آنسوؤں کے قطروں کو صاف کرتے اور فرماتے:

بیٹی رؤومت، تمہاری ماں بہشت میں گئي ہیں اور وہاں جنّت کے پاك فرشتے ان کی مہمان نوازی کر رہے ہیں

اس قسم کے حالات میں پیغمبر اسلام(ص) نے کس طرح اپنی رسالت کے کام کو انجام دیا؟ آیا ممکن تھا کہ حضرت ابوطالب (ع) جیسا کوئي اور شخص تلاش

کریں کہ جو ان کی تبلیغ اور دعوت کی حمایت کرے؟

کیا اس قسم کے حامی اور مددگار کے بغیر اپنی دعوت اور لوگوں کی ہدایت کا اہم فریضہ انجام دے سکتے تھے؟

طائف کا سفر

جب پیغمبر اسلام(ص) پر وہ وقت آیا کہ آپ مکہ کے لوگوں کی حمایت اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہوگئے تو آپ(ص) نے ارادہ کیا کہ طائف (1) کا سفر کریں اور وہاں کے لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دیں اس امید کے ساتھ کہ وہ اسلام کو قبول کرلیں گے اور قریش کے سرداروں کے مقابلہ میں ان کی حمایت کریں گے_

پیغمبر(ص) خدا نے اپنی بیٹی فاطمہ(ص) کو اپنے عزیزوں میں سے ایك کے سپرد کیا اور تھوڑی سی خوراك اور پانی لے کر خفیہ طور پر مکہ سے باہر نکلے اور بندگان خدا کو ظلم و ستم، شرك و پلیدی اور گناہ سے نجات دلانے اور انہیں اللہ کی اطاعت اور بندگی کی طرف دعوت دینے کی غرض سے طائف کا رخ کیا_

مکّہ اور طائف کا درمیانی راستہ نہایت دشوار گزار اور کٹھن

... ...

1) طائف ایك ٹھنڈا شہر ہے جو مکّہ سے بارہ فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے اور ثقیف قبیلہ جو قریش کا سب سے بڑا قبیلہ تھا وہاں سکونت پذیر رہا ہے

تھا آپ خستہ حال لیکن ایمان کامل اور بھر پور امید کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے وہاں آپ بالکل اجنبی اور ناآشنا تھے_

اگر چہ طائف کے اکثر لوگوںنے آپ کا نام اور آپ کے دین کے متعلق تھوڑا بہت سن رکھا تھا لیکن لوگوں نے آپ کو نزدیك سے نہیں دیکھا تھا اور وہ آپ کو نہیں پہچانتے تھے_

آپ شہر میں داخل ہوئے اور گلی کو چوں کا رخ کیا کہ شاید کوئي شناسا مل جائے لیکن آپ کو کوئي شناسا نظر نہین آیا کہ جو شہر کے رؤسا اور بزرگوں کے گھروں تك رہنمائي کرے اور آپ(ص) سے آپ کی مدد کے متعلق دریافت کرے کہ آپ(ص) اس شہر میں کیوں تشریف لائے ہیں؟

آخر کار کوئي صورت آشنا نہ پا کر رسول (ص) خدا نے خود اپنی پہچان کروائي اور اپنے سفر کے مقصد کو بیان کیا:

میں محمد بن عبداللہ، اللہ کا رسول(ص) ہوں، میں اللہ کی طرف سے تمہاری ہدایت و نجات کا پیغام لایا ہوں تم لوگ شرك و بت پرستی اور ظلم و ستم سے ہاتھ اٹھا لو اور خدا کی اطاعت کرو اور تقوی اختیار کرو اور میری پیروی کرو تا کہ تمہیں دنیا و آخرت کی پاکیزہ زندگی اور دائمی و نیك زندگی کی طرف راہنمائي کروں میں تمہیں قیامت کے دن حاضر ہونے سے ڈراتا ہوں اور آخرت کے عذاب سے خوف دلاتا ہوں ڈرو اس وقت سے جب کام تمام ہوجائے اور تم کافر و مشرك

167
دنیا سے چلے جاؤ کہ پھر قیامت کے دن حسرت و عذاب میں گرفتار ہوگے میری دعوت کو قبول کرلو تا کہ دنیا و آخرت میں فلاح پاؤ میری اور میری آسمانی دعوت کی حمایت کرو تا کہ میں تمام لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلا سکوں"
لیکن قبیلہ ثقیف کے سرداروں کے دل ظلم و ستم کی وجہ سے سخت اور تاریك ہوچکے تھے انہوں نے آپ کی آسمانی ندا کو قبول نہ کیا بلکہ آپ(ص) کے ساتھ بے جا اور ناروا سلوك کیا_ رسول (ص) خدا بہت زیادہ ملول ہونے کہ یہ لوگ کیوں اپنی گمراہی پر اصرار کر رہے ہیں؟ کیوں بتوں کی عبادت کرتے ہیں؟ کیوں ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں اور نہ ہی وہ ان کو کچھ دے سکتی ہیں؟
کیوں لوگ میرے نور پیغمبر(ص) کی جو اللہ نے مجھے عنایت کیا ہے پیروی نہیں کرتے؟ کیوں خدا کی وحدانیت کا اقرار نہیں کرتے؟
کیوں اپنی برائیوں اور ظلم پر باقی رہنا چاہتے ہیں؟
کیوں یہ لوگ اپنے ان برے اعمال سے دنیا و آخرت کی ذلت و خواری میں اپنے آپ کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں؟ ...؟
رسول (ص) خدا افسردہ اور بے قرار ہوگئے اور مجبور ہوکر ان کے گھر سے باہر نکل آئے اور دوسرے لوگوں کودعوت دینا شروع کردیں_ تقریباً ایك مہینہ تك آپ(ص) نے اس شہر میں قیام کیا اور لوگوں سے جو کوچہ و بازار سے گزرتے تھے گفتگو اور آخرت کی دنیا____ میں انسانی اعمال کي

168
قدر و قیمت اور زندگی کی غرض و غایت اور صحیح راہ و رسم کے بارے میں لوگوں کو بتایا اور انہیں خداپرستی اور خدا دوستی اور اللہ کی اطاعت کی طرف دعوت دی اور آخرت کے عذاب سے ڈرایا_ لیکن آپ(ص) کے وعظ و نصیحت اور تبلیغ نے ان کے تاریك دلوں پر کوئي زیادہ اثر نہ کیا گو کہ ان میں سے بعض کے دلوں میں کہ جو بہت زیادہ آلودہ نہیں ہوئے تھے ایك نور سا چمك اٹھا تھا اور آہستہ آہستہ تاریکی اور برائي چھٹتی چلی گئي_
لیکن مستکبرین اور سردار کہ جو اپنی قدرت اور منافع کو خطرے میں دیکھ رہے تھے انہوں نے تدریجاً خطرے کا احساس کرلیا اور بعض نادان اور کمینے انسانوں کو ابھارا کہ وہ جناب رسول(ص) خدا کی راہ میں زحمتیں اور روکاوٹیں پیدا کریں آپ(ص) کا مذاق اڑائیں اور آپ کی گفتگو کے درمیان شور و غل مچائیں اور انہیں ناسزا کہیں اور پتھر ماریں_
آخر کار ایك دن جب آپ(ص) لوگوں کے درمیان تقریر فرما رہے تھے کہ اوباش قسم کے انسانوں اور دھوکہ میں آئے ہوئے نادانوں نے کہ جنہیں مستکبرین نے بھڑکایا تھا آپ کے گرد گھیرا ڈالا اور آپ کو پتھر مارنے شروع کردئے اور کہنے لگے کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ_

طائف سے خروج
پیغمبر اسلام(ص) نے مجبور ہوکر شہر سے باہر کا رخ کیا_ بے وقوف اور نادان لوگ اب بھی آپ(ص) کا پیچھا کر رہے تھے اور پتھر مار رہے تھے آپ(ص)

169
کا جسم مبارك بری طرح زخمی ہوچکا تھا اور آپ(ص) کے پاؤں سے خون بہہ رہا تھا آپ(ص) تھکے ماندے خون آلود جسم اور غم و اندوہ کے ساتھ طائف سے نکل گئے_
آپ(ص) ان لوگوں کی ہدایت اور نجات کے لئے تنہا اور اجنبی ہوتے ہوئے اس شہر میں داخل ہوئے تھے جو ظلم کے اسیر تھے اور اب زخمی اور خستہ بدن کے ساتھ اس شہر سے باہر جا رہے تھے بالآخر طائف کے احمق اور کمین لوگوں نے آپ(ص) پر پتھر برسانا بند کئے اور آپ(ص) کا پیچھا چھوڑ کر اپنے ظلم اور تاریکی سے مغلوب شہر کی طرف واپس لوٹ گئے_
پیغمبر(ص) جو زخموں سے چور تھے اور تھکن کی وجہ سے مزید چلنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے ایك ایسے درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے جس کی شاخیں ایك باغ کی دیوار سے باہر نکلی ہوئي تھیں اور اپنے خدا سے یوں مناجات کرنے لگے اے پروردگار میں اپنی کمزوری و ناتوانی اورناتوان لوگوں کے ظلم و ستم کو تیرے سامنے بیان کرتا ہوں اے مہربان خدا اور اے مستصعفین کے پروردگار مجھے کس کے آسرے پر چھوڑا ہے؟ کیا مجھے بیگانوں کے لئے چھوڑدیا ہے؟ تا

كہ وہ اپنے سخت اور كرخت چہرے سے مجھے ديكھيں؟ كيا تجھے پسند ہے كہ دشمن مجھ پر مسلط ہوجائے؟
خدايا ميں ان تمام مصائب كو تيرے لئے اور تيرے بندوں كى خاطر برداشت كر رہا ہوں_

170

باغ كا مالك آپ(ص) كى يہ حالت دور سے ديكھ رہا تھا اس كا دل پيغمبر اسلام(ص) كى اس حالت پر دكھا انگور سے بھرى ايك ٹوكرى غلام كے حوالہ كى جس كا نام "عداس" تھا كہ پيغمبر اسلام(ص) كو دے آئے_
عداس نے ٹوكرى كو اٹھايا اور پيغمبر(ص) خدا كے نزديك لايا_ پيغمبر(ص) كا تھكا ہوا نورانى چہرہ، زخمى جسم، اور خون ميں آلودہ پاؤں اس كے لئے تعجب خيز تھے_ اس نے انگوروں كى ٹوكرى پيغمبر(ص) كى خدمت ميں پيش كى اور ادب سے بولا:
شوق فرمايئےان انگوروں ميں سے كھا ليجئے"
اور خود ايك طرف جاكر كھڑا ہوكيا اور حيرت سے الله كے پيغمبر كى جانب ديكھنے لگا_
رسول خدا(ص) نے كہ جو بھوك و پياس سے نڈھال تھے ايك خوشہ انگور كا اٹھايا اس كے صاف شفاف دانوں پر نظر ڈالنا شروع كرديا_
كتنى بر محل اور موقع كى مناسبت سے رسول خدا(ص) كى مہمانى كى گئي آپ(ص) كا خشك گلاتر ہوگيا"
عداس جو بڑى توجہ سے رسول خدا(ص) كى طرف ديكھ رہا تھا جب اس نے_ بسم الله الرحمن الرحيم كا كلمہ رسول (ص) خدا سے سنا تو سخت تعجب ہوا اور پوچھا:
اس كلمہ سے كيا مراد ہے؟ اس كلمہ كو آپ نے كس سے سيكھا ہے؟

171

رسول خدا(ص) نے عداس كى صورت كو محبت آميزنگاہ سے ديكھا اور پھر اس سے پوچھا:
تم كہاں كے رہنے والے ہو؟ تمہارا كيا دين ہے؟
اس نے جواب ديا_
نينوا كا رہنے والا ہوں اور مسيحى دين ركھتا ہوں"
اچھا نينوا كے ہو جو الله كے نيك بندے يونس (ع) كا شہر ہے_
يونس جو متى كے فرزند ہيں"
عداس كى حيرانى ميں اور اضافہ ہوا اور پوچھا كہ:
آپ(ص) يونس (ع) كو كس طرح جانتے ہيں؟ اور ان كے باپ كا نام كس طرح معلوم ہے؟ خدا(ص) كى قسم جب ميں نينوا سے باہر نكلا تو اس وقت دس لوگ بھى نہيں تھے جو جناب يونس (ع) كے باپ كو جانتے ہوں آپ(ص) ان كو كس طرح پہچانتے ہيں؟ اور كس طرح ان كے باپ كا نام جانتے ہيں؟ اس خطّے كے لوگ جاہل ہيں اور آپ(ص) نے يونس (ع) كے باپ كا نام كس سے معلوم كيا ہے_
رسول خدا(ص) نے فرمايا:
يونس ميرا بھائي اور خدا كا پيغمبر(ص) تھا اور ميں بھى خدا كا پيغمبر ہوں خدا نے مجھے حكم ديا ہے كہ اپنے تمام كاموں كا آغاز اس كے نام اور اس مقدس كلمہ "بسم الله الرحمن الرحيم" سے كروں جانتے ہو كس لئے؟
عداس كہ جس كا دل روشن اور حق كو قبول كرنے پر راغب تھا بہت خوش ہوا اور پيغمبر خدا(ص) كى دعوت اور آپ(ص) كى پيغمبرى كے

172

متعلق بہت سے سوالات كئے پيغمبر اسلام(ص) باوجود اسكے كہ بہت تھكے ہوئے تھے اس كے تمام سوالات كا بہت صبر و حوصلہ سے جواب ديتے رہے_ عداس كى گفتگو پيغمبر اسلام(ص) كے ساتھ كئي گھنٹوں تك جارى رہى اور آخر كار پيغمبر اسلام(ص) كى رسالت كى دعوت كى حقيقت اس پر واضح ہوگئي وہ آپ(ص) پر ايمان لے آيا اور مسلمان ہوگيا_
پيغمبر اسلام(ص) بھى اس كے اسلام لانے سے بہت خوش ہوئے اور اس بات پر الله كا شكر ادا كيا كہ اس سفر ميں ايك محروم اور ستم رسيدہ انسان كى ہدايت كى _

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

آپ(ص) نے عداس کو خداحافظ کہا اور مکّہ کی طرف روانہ ہوگئے اس مکّہ کی جانب کہ جسکے رہنے والے مشرکین تلواریں نکالے آپ(ص) کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے راستہ بہت سخت اور دشوار تھا_ لیکن اللہ کی طرف سے ذمہ داری اور ماموریت اور سول (ص) خدا کا ہدف زیادہ اہم تھا آپ(ص) نے چلنا شروع کیا آپ(ص) کے پاك و پاکیزہ خون کے قطرے آپ کے ایمان راسخ اور خدا کے بندوں کی ہدایت کی راہ میں_ استقامت کو راستے کے سخت پتھروں پر نقش کی صورت میں چھوڑ رہے تھے_

آیت قرآن
"لقد جاء کم رسول مّن انفسکم عزیز علیہ ما عنتّم حریص

علیکم بالمؤمنین رء وف رّحیم"
سورہ توبہ آیت 128"
تم میں سے رسول ہدایت کے لئے آیا ہے تمہاری پریشانی اور رنج اس پر سخت ہے وہ تمہاری ہدایت کے لئے حریص و دلسوز ہے اور مومنین پر مہربان اور رحیم ہے"

سوچئے اور جواب دیجئے
1)___ پیغمبر خدا(ص) اپنی تبلیغ و گفتگو میں لوگوں کو کن اصولوں کی طرف دعوت دیتے تھے؟
2)___ حضرت ابوطالب (ع) کی وفات نے پیغمبر اسلام(ص) کی تبلیغ اور دعوت پر کیا اثر ڈالا؟
3)___ پیغمبر(ص) نے طائف کا سفر کس غرض سے کیا تھا؟ کتنی مدّت طائف میں رہے اور اس مدّت میں آپ(ص) کی تبلیغ کا کیا پروگرام تھا؟
4)___ شہر کے بزرگوں اور سرداروں نے کس طرح پیغمبر(ص) کی تبلیغ کی مزاحمت كي؟ اور کیوں؟
5)___ رسول خدا(ص) نے طائف کے شہر سے نکلنے کے بعد اللہ سے کیسی مناجات کی اور خدا سے کیا کہا؟
6)___ اس حالت میں کس نے آپ(ص) کی مہمان نوازی كي؟

7)___ عداس نے کس چیز کے سبب تعجب کیا؟ اور رسول (ص) سے کیا سوال کیا؟
8) کس چیز کو سن کر عداس کے تعجب میں اضافہ ہوا؟
9)___ عداس کس طرح مسلمان ہوا پیغمبر اسلام(ص) عداس کے مسلمان ہونے سے کیوں خوش ہوئے؟

پیغمبر اکرم(ص) کی بیعت

حج کے ایام میں بہترین اور مناسب موقع تھا کہ پیغمبر اسلام(ص) مشرکین کے کسی دباؤ کے بغیر لوگوں سے گفتگو کرسکیں اور انہیں اسلام کے بارے میں غور و فکر کی دعوت دے سکیں اور اسلام و ایمان کے نور کو لوگوں کے دلوں میں روشن کرسکیں_
اس مرتبہ پیغمبر اسلام (ص) خزرج قبیلہ کے چھ آدمیوں سے گفتگو کر رہے تھے اپنے دل نشین اور آسمانی آہنگ میں لوگوں کے لئے قرآن مجید کی ان آیات کی تلاوت فرما رہے تھے جو خداپرستی کی تائید اور شرك و بت پرستی کی نفی کے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

بارے میں تھیں اور بعض آیات عقل و دل کو بیدار کرنے کے بارے میں تھیں_
ان آیات میں سے چند ایك بطور نمونہ یہاں تحریر کی جاتی ہیں جن

176
کا تعلق سورہ نحل سے ہے"
خدا آسمان سے بارش برساتا ہے اور مردہ کو زندہ کرتا ہے، البتہ اس میں واضح اور روشن نشانی ہے اس گروہ کے لئے جو بات سننے کے لئے حاضر ہو تمہیں چوپایوں کی خلقت سے عبرت حاصل کرنا چاہئے_ خون اور گوبر کے درمیان سے پاکیزہ اور خوش مزہ دودھ تمہیں پلاتے ہیں کھجور اور انگور کے درخت کے پھولوں کو دیکھو کہ جس سے شراب بناتے ہو اور اس سے پاك و پاکیزہ روزی حاصل کرتے ہو اس میں عقلمندوں کے لئے واضح علامت موجود ہے تیرے خدا نے شہد کی مکّھی کو وحی کی ہے کہ وہ پہاڑوں او ردرختوں میں گھر بنائیں اور تمام میوے کھائیں اور تیرے اللہ کے راستے کو تواضع سے طے کریں اور دیکھو کہ ہم کس طرح شہد کی مکھی سے اس طرح کا مزیدار شربت مختلف رنگوں میں باہر لاتے ہیں کہ جس میں لوگوں کے لئے شفا ہے اور اس میں سوچنے والوں کے لئے واضح نشانی موجود ہے خدا ہی ہے جس نے تمہیں خلق کیا اور وہی ہے جو تمہیں موت دے گا تم میں سے کچھ لوگ ضعیفی اور بڑھا پے کی عمر کو پہنچ جائیں گے کہ کچھ بھی نہیں سمجھ پائیں گے البتہ خدا علیم و قدیر ہے ...
پس کیوں غیر خدا کی پرستش کرتے ہیں وہ چیزیں کہ

177
جن کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی روزی نہیں ہے، کچھ نہیں اور نہ ہی ان کے ذمہ کوئي کام ہے ...
قرآن مجید کی آیات کے معنی اور پیغمبر(ص) کی حکیمانہ اور دل نشین اور محبت بھری گفتگو نے ان لوگوں پر بہت اچھا اثر کیا اور انہیں اسلام کا گرویدہ بنادیا اس کے علاوہ انہوں نے یہودیوں سے سن رکھا تھا کہ حضرت موسی (ع) نے اپنی آسمان کتاب میں خبر دی ہے کہ ایك پیغمبر مکہ سے اٹھے گا جو وحدانیت او رتوحید پرستی کی ترویج کرے گا_ غرض پیغمبر خدا(ص) کی اس تمہیدی گفتگو ان کی روح پرور باتیں سن کر اور ان کا محبت بھرا انداز دیکھ کر ان میں ایك نئي روح پیدا ہوئي اور انہوں نے اسی مجلس میں اسلام قبول کرلیا،
جب وہ لوگ پیغمبر(ص) سے جدا ہونے لگے تو کہنے لگے کہ:
ایك طویل عرصہ سے ہمارے اور اس قبیلے کے درمیان جنگ جاری ہے امید ہے کہ خداوند عالم آپ(ص) کے مذہب اور دین کے وسیلے سے اس جنگ کا خاتمہ کردے گا اب ہم اپنے شہر یثرب کی طرف لوٹ کرجائیں گے تو آپ کے آسمانی دین اسلام کو لوگوں سے بیان کریں گے_
یثرب کے لوگوں نے تھوڑا بہت حضرت محمّد اور آپ کے دین کے متعلق ادھر ادھر سے سن رکھا تھا لیکن ان چھ افراد کی تبلیغ نے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے ایك مناسب فضا پیدا کردی اور اسلام کے لئے حالات سازگار بنادئے اور یوں کافی تعداد میں لوگ

178
اسلام کی طرف مائل ہوگئے اور بعضوں نے اسلام قبول بھی کرلیا_
تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ یثرب کے مشہور افراد میں سے بارہ آدمی مکّہ آئے تا کہ اپنے اسلام کو پیغمبر(ص) کے سامنے پیش کریں اور اسلام کیلئے اپنی خدمات وقف کردیں_
ان افراد کی پیغمبر(ص) سے ملاقات اتنی آسان نہ تھی کیونکہ مکّہ کی حکومت بت پرستوں اور طاقتوروں کے زور پر چل رہی تھی اور شہر مکّہ کے رعب و دبدہ اور ظلمت و تاریکی کا شہر تھا آخر ان لوگوں سے ملاقات کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا گیا جو شہر سے باہر، پہاڑ کے دامن میں اور مشرکوں کی نظروں سے دور تھی یہ ملاقات آدھی رات کو عقبہ نامی جگہ پر رکھی گئي_

عقبہ کا معاہدہ
آدھی رات کے وقت چاند کی معمولی روشنی میں نہایت خفیہ طور پر سعد ابن زرہ، عبادہ ابن صامت اور دوسرے دس آدمی پہاڑ کے پیچھے پر پیچ راستے سے گزرتے ہوئے پیغمبر اسلام(ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے تھوڑے سے مسلمان بھی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مکّہ سے پيغمبر(ص) کے ساتھ آئے _
تمام گفتگو بہت رازداری کے ساتھ اور خفيہ طور پر ہوئي اور سپيدی صبح سے پہلے جلسہ برخاست ہوگيا اور ان تمام کے تمام حضرات نے انتہائي احتياط کے ساتھ اپنی اپنی راہ لي_ اور خوش بختی سے مکّہ کے مشرکوں ميں سے کسی کو بھی اس جلسہ کی خبر نہ ہوئي_

179

مدينہ ميں مسلمانوں نے ان بارہ افراد سے پوچھا کہ رسول خدا(ص) سے ملاقات کيسی رہي___؟ ان سے کيا کہا اور کيا معاہدہ ہوا___؟
انہوں نے جواب ميں کہا کہ:
ہم نے خدا کے رسول (ص) سے معاہدہ کيا ہے کہ خدا کا کوئي شريك قرار نہ ديں گے، چوری نہ کريں گے نہ زنا اورفحشاء کا ارتکاب کريں گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کريں گے ايك دوسرے پر تہمت نہيں لگائيں گے نيك کاموں ميں رسول خدا(ص) کی مدد کريں گے اور آپ کی نافرمانی نہيں کريں گے"

مدينہ ميں تبليغ اسلام
ايك مدّت کے بعد انہوں نے پيغمبر اکرم(ص) کو خط لکھا کہ ايك ايسا آدمی ہماری طرف روانہ کيجئے جو ہميں اسلام کی تعليم دے اور قرآن مجيد کے معارف سے آگاہ و آشنا کرے_
پيغمبر(ص) نے ايك جوان مصعب نامی ان کی طرف روانہ کيا مصعب قرآن مجيد کو عمدہ طريقہ سے اور خوش الحانی کے ساتھ قرات کيا کرتا تھا اور بہت عمدہ اور دل نشين گفتگو کرتا تھا دن ميں مدينہ کے ايك کنويں کے نزديك درخت کے سائے ميں کھڑا ہوجاتا اور بہت اچھی آواز کے ساتھ قرآن پڑھتا،
لوگ اس کے اردگرد حلقہ بناليتے اور وہ ٹھہرٹھہر کر قرآن

180

کی تلاوت کرتا جب کوئي دل قبول کرنے کے لئے تيار ہوجاتا تو اس سے گفتگو کرتا اور دين اسلام کی اعلی تعلميات کو اس کے لئے بيان کرتا:
جن حق پرست اور حق کو قبول کرنے والے لوگوں کے دل نرم ہوجاتے تو وہ اس کی باتوں کو توجّہ سے سنتے اور اسلام کے گرويدہ ہو کر ايمان لے آتے تھے"
اسلام کی طرف اس طرح مائل ہونے کی خبر سن کر مدينہ کے بعض قبائل کے سردار سخت ناراض ہوئے اور ان ميں سے ايك مصعب کو مدينہ سے باہر نکالنے کے لئے بڑی تيزی کے ساتھ اس کی طرف بڑھا اور اس کے نزديك پہنچ کر غصہ کے عالم ميں اپنی تلوار کو نيام سے باہر کھينچ کر چلايا کہ: اسلام کی تبليغ کرنے سے رك جا اور ہمارے شہر سے باہر چلا جا ورنہ ...؟
مصعب نے اس کے اس سخت لہجہ کے باوجود نہايت نرمی اور محبت سے کہا:
کيا ممکن ہے کہ ہم تھوڑی دير کے لئے يہيں بيٹھ جائيں اور آپس ميں گفتگو کريں؟ ميری باتوں کو سنو اگر وہ غير معقول اور غلط نظر آئيں تو ميں ان کی تبليغ سے دستبردار ہوجاؤں گا اور اس راستے سے کہ جس سے آيا ہوں واپس چلاجاؤں گا ..."
تم سچ کہہ رہے ہو، مجھے پہلے تمہاری بات کو سننا چاہئے،تمہاری دعوت کو سننا چاہيئے اس کے بعد کوئي

181

فيصلہ کرنا چاہئے"
اس سردار نے اپنی شمشير کو نيام ميں رکھا اور مصعب کے قريب بيٹھ گيا_ مصعب نے قرآن مجيد کی چند منتخب آيا ت اس کے سامنے تلاوت کيں"
اے کاش کہ تاريخ نے ہمارے لئے ان آيات کو تحرير کيا ہوتا جو اس حساس لمحہ ميں مصعب نے تلاوت کيں_ ليکن خدا کا شکر ہے کہ قرآن ہمارے سامنے ہے ہم ان آيات کے مانند دوسری آيات کو سمجھنے کی کوشش کريں جو تقريباً وہی معنی رکھتی ہيں جن ميں خدا نے مشرکين کو خبردار کيا اور انہيں اسلام کی دعوت دی ہے"___ ديکھيں اور سوچيں"

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

آیا جو خلق کرنے والا ہے خلق نہ کرنے والے کے برابر ہے بس تم کیوں نہیں سوچتے؟
اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہا ہو تو نہ کرسکو گے البتہ خدا بخشنے والا اور مہربان ہے اور خدا ان چیزوں کو جنہیں تم چھپاتے ہو اور انہیں جنہیں ظاہر کرتے ہو تمام کا علم رکھتا ہے،
یہ بت کہ جنہیں خدا کے مقابل پرستش کرتے ہو اور ان سے مانگتے ہو یہ کوئي چیز بھی خلق نہیں کرسکتے بلکہ خود کسی کے بنائے ہوئے ہیں"
تمہارا خدا ایك ہے وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل برے اور سرکش و متکبّر ہیں"
خدا اس سے جو تم چھپ کر انجام دیتے ہو آگاہ ہے اور اس سے کہ جسے علانیہ بجالاتے ہو آگاہ ہے اور خدا متکبّرین کو کبھی بھی دوست نہیں رکھتا

182

قرآن کے نورانی حقائق اور آیات کی جاذبیت و زیبائي اور مصعب کے حوصلے اور اخلاق و استقامت نے اس شخص میں تغیر اور تبدیلی پیدا کردي، اس کی سوئي ہوئي روح کو بیدار کردیا اور اس کی سرکش اور متکبّر عداوت سرنگوں ہوگئیں اور اسے ایسا سکون و اطمینان حاصل ہوا کہ وہ جاننے اور ماننے کے لئے آمادہ ہوگیا تب اس نے انتہائي تحمل اور بردباری سے کچھ سوالات ادب سے کئے پھر پوچھا:
اسلام کس طرح قبول کیا جاتا ہے؟ اس دین کے قبول کرنے کے آداب و رسوم کیا ہیں؟
مصعب نے جواب دیا:
کوئي مشکل کام نہیں، صرف اللہ کی وحدانیت اور محمد(ص) کی رسالت کی گواہی دی جائے، کپڑوں اور جسم کو پانی سے دھوکر پاك کیا جائے اور خدا کے بندوں سے انس و محبت کی راہ کھول دی جائے اور نماز پڑھی جائے_

عقبہ میں دوسرا معاہدہ

مدینہ کے لوگ دین اسلام کی حقانیت دریافت کر رہے تھے اور ایك کے بعد دوسرا امر الہی کو تسلیم کر رہا تھا وہ لوگ بہت ذوق و شوق سے دین اسلام کو قبول کر رہے تھے_ انتظار کر رہے تھے کہ حج کے دن آپہنچیں اور وہ سفر کریں اور پیغمبر(ص) کے دیدار کے لئے جائیں اور اپنی مدد اور خدمت

183

کرنے کا اعلان کریں"
آخر کار پانچ سو آدمیوں کا قافلہ مدینہ سے مکّہ کی طرف روانہ ہوا اس قافلہ میں ستّر کے قریب مسلمان بھی موجود تھے_ ان سب کا پروگرام پیغمبر اکرم(ص) سے ملاقات کرنے کا بھی تھا وہ چاہتے تھے کہ اس ملاقات میں پیغمبر(ص) سے رسمی طور سے بیعت کریں اور آپ(ص) کی مدد کا اعلان کریں"
13/ ذی الحجہ کی آدھی رات کو منی میں ایك پہاڑی کے دامن میں ملاقات کرنے کا وقت معین کیا گیا،
وہ وقت آپہنچا اور مسلمان چھپ چھپ کر ایك، ایك، دو، دو، کر کے اس عقبہ کی طرف چل دئے اور وہاں مشرکوں کی سوئي ہوئي آنکھوں سے دور جمع ہوکر پیغمبر(ص) کے گرد حلقہ ڈال دیا،
انہوں نے پیغمبر(ص) سے خواہش کی کہ آپ(ص) کچھ خطاب فرمائیں، پیغمبر(ص) نے قرآن مجید کی کچھ آیات کا انتخاب کر کے ان کے سامنے تلاوت کی اور اسکی تشریح بیان کی اور فرمایا، اللہ سے مدد طلب کرو اور صبر و استقامت کو اپنا شیوہ بناؤ اور یہ جان لو کہ نیك انجام متقیوں کے لئے ہوا کرتا ہے اس کے بعد پیغمبر(ص) نے اپنی خواہش کاا ظہار کیا اور فرمایا:
کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں مدینہ کی طرف ہجرت کروں اور تمہارے ساتھ زندگی بسر کروں؟"
سبھی نے پیغمبر(ص) کی اس خواہش پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا اور نہایت اشتیاق سے ایك بولا
خدا کی قسم میں پوری صداقت کے ساتھ آپ(ص) سے عہد

184

کرتا ہوں کہ آپ(ص) کے دفاع میں اپنی جان کی بازی لگادوں گا اور جو کچھ زبان سے کہہ رہا ہوں وہی میرے دل میں بھی ہے"

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

دوسرے نے کہا:
میں آپ(ص) کی بیعت کرتا ہوں کہ جس طرح اپنے اہل و عیال اور اولاد کی حفاظت کرتا ہوں، آپ(ص) کی بھی کروں گا:
تیسرے نے کہا:
ہم جنگ اور لڑائي کے فرزند ہیں اور جنگ کے سخت میدان کے لئے تربیت حاصل کی ہے اور جان کی حد تك پیغمبر خدا(ص) کی خدمت اور دفاع کے لئے حاضر ہیں"
یہ پورا اجتماع، شوق اور محبت سے لبریز تھا اور ان میں سے ہر ایك نے اپنے دل کی بات کہی لیکن وہ یہ بھول چکے تھے وہ مکّہ میں اور مشرکوں کی ایك خطرناك حکومت کے درمیان بیٹھے ہوئے ہیں،
پیغمبر اکرم(ص) کے چچا نے جو آپ(ص) کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے بہت دہیمی آواز میں جو کہ مشکل سے سنی جا رہی تھیں کہا:
مطمئن رہو، آہستہ بولو، کہیں مشرکوں نے ہمارے اوپر کوئي آدمی تعینات نہ کیا ہو ..."
اس کے بعد یہ جلسہ ختم ہوا اور لوگوں نے فرداً فرداً پیغمبر(ص) کے ہاتھ پر بیعت کي، عہد کیا اور خداحافظ کہا:
ابھی دن کی سفیدی بھی نمودار نہیں ہوئي تھی کہ تمام لوگ وہاں سے علیحدہ علیحدہ روانہ ہوگئے"

185

لیکن افسوس، دوسرے دن معلوم ہوا کر مکّہ کے مشرکوں کو اس جلسے کی خبر مل چکی ہے اور اہل مدینہ کی پیغمبري(ص) سے بیعت اور بہت کی گفتگو کا کافی حد تك انہیں علم ہوچکا ہے مشرکین میں اضطراب اور خوف پھیل گیا اور انہوں نے سوچا کہ اگر محمد(ص) اور دوسرے مسلمان مکّہ سے مدینہ چلے گئے اور وہاں مضبوط مرکز بنالیا تو کیا ہوگا؟
لہذا وہ سب دالندوہ میں اکٹھے ہوئے اور بہت زیادہ سختی کرنے کا فیصلہ کیا اور اسلام کی جڑیں کاٹنے اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے کسی عمدہ طریقہ کو سوچنے لگے_

آیت قرآن
" انّ الّذین قالوا ربّنا الله ثمّ استقاموا فلا خوف علیہم و لا ہم یحزنون"
سورہ احقاف آیت 13/"
البتہ جن لوگوں نے اقرار کیا کہ ہمارا رب خدا ہے اور پھر اس پر محکم رہے تو نہ ان پر خوف ہوگا ورنہ ہی وہ محزون ہوں گے"

سوچئے اور جواب دیجئے
186
1)___ سورہ نحل کی جن آیات کا ترجمہ اس سبق میں بیان ہوا ہے، ان میں خداوند عالم نے کن چیزوں کو اپنی قدرت کي_ واضح نشانیاں بتایا ہے؟ اور ان نشانیوں کے ذکر کرنے سے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے؟ یہ نشانیاں دین اسلام کے اصولوں میں سے کس اصل کو بیان کرتی ہیں _
2)___ قبیلہ خرزج کے ان چھ آدمیوں نے کہ جنہوں نے پیغمبر اسلام(ص) کے سامنے اسلام قبول کیا تھا یہودیوں سے کیا سن رکھا تھا؟ اور یہودیوں کی وہ خبر کس اصول کو بیان کرتی ہے؟
3) ___ جب یہ لوگ پیغمبر اسلام(ص) سے جدا ہو رہے تھے تو کس مسئلہ کے بارے میں امید کا اظہار کر رہے تھے؟
4)___ پیغمبر(ص) نے کس آدمی کو مدینہ کی طرف تبلیغ کے لئے بھیجا؟ اور اس میں کیا خصوصیات موجود تھیں؟ اس کی تبلیغ کا کیا طریقہ تھا؟ اور دین اسلام کو قبول کرنے کے لئے وہ کون سی چیزیں بیان کرتا تھا؟
5)___ دوسرے معاہدہ کا وقت کیا تھا؟ اس میں کتنے افراد نے پیغمبر(ص) کا دیدار کیا؟ اور کیا کہا اور کیا سنا ؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

187

مشرکوں کا مکر و فریب

جب مشرکوں کو اس خفیہ اجلاس کی اطلاع ہوئي تو انہوں نے مسلمانوں پر آزار و تکلیف پہنچانے میں اضافہ کردیا مسلمان جو مصائب و مشکلات کی بناپر بہت زیادہ دباؤ میں تھے انہوں نے پیغمبر(ص) سے سوال کیا کہ کیا ان مصائب پر صبر کریں؟ یا کوئي اور راستہ اس کے لئے سوچیں؟
رسول خدا(ص) نے انہیں حکم دیا کہ بالکل خفیہ طور پر مشرکوں کی آنکھوں سے چھپ کر مدینہ کی طرف کہ جسے اس زمانے میں یثرب کہا جاتا تھا اور بعد میں اس کا نام پیغمبر(ص) اسلام کے احترام میں "مدینۃ الرسول" رکھا گیا ہجرت کر جائیں اور آپ(ص) نے انہیں خوشخبری دی کہ:
جو لوگ اس رنج و غم اور ظلم پر جوان پر روا رکھا گیا ہے صبر کر کے ہجرت کرجائیں گے تو خداوند

188

بزرگ ان کے لئے دنیا میں ایك عمدہ اور قیمتی جگہ عطا کرے گا البتہ ان کا آخرت میں اجر بہت بہتر اور بالاتر ہوگا یہ عظیم اجر اس شخص کو نصیب ہوگا کہ جو مشکلات میں صابر اور پائیدار اور استقامت رکھتا ہو اور خداوند عالم پر توکل کرے البتہ خدا تم پر جو مشکلات میں صبر وہ حوصلہ رکھتے ہو او راللہ تعالی کی راہ میں ہجرت اور جہات کرتے ہو بہت ہی مہربان اور بخشنے والا ہے"
لیکن ہجرت کس طرح ممکن ہے؟
اس شہر سے کہ جس میں بہت طویل مدت گزاری ہو اور اس سے مانوس ہوں کس طرح چلے جائیں؟
کیسے ہوسکتا ہے کہ گھر بار کو چھوڑ کر یك و تنہا ایك ایسے شہر کی طرف چلے جائیں جو ہمارے لئے بالکل اجنبی ہے؟
کس طرح چھوٹے بچّوں کو اتنے طویل اور سخت سفر میں ہمراہ لے جایا جائے_
اور کس طرح اس شہر میں کہ جس سے واقف نہیں زندگی گزاری جائے؟ نہ کسب اور نہ کوئي کام ... نہ کوئي آمدنی اور نہ ہی گھر ... یہ
یہ تمام مشکلات ان کی آنکھوں میں پھر گئیں_ لیکن اللہ کا وعدہ اور خدا پر توکل اور خدا کے راستے میں صبر ان تمام مشکلات اور سختیوں کو آسان کردیتا تھا_
لہذا خدا کے وعدے پر اعتماد اور خدا کی مدد سے ان فداکار مسلمانوں

189

نے مدینہ کی طرف ہجرت کا آغاز کیا"
مشرکوں کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس وقت تك کافی زیادہ مسلمانوں مدینہ ہجرت کرچکے تھے_ لہذا دوسرے مسلمانوں کی ہجرت کرتے تھے بالخصوص رات کے وقت اور وہ بھی آدھی رات کے وقت جب نگرانی کرنے والے غفلت اور نیند میں ہوتے تھے تو وہ عام راستوں سے ہٹ کر سخت اور دشوار گزار راستہ کے ذریعہ پہاڑوں کے نشیب و فراز عبور کر کے زخمی پیروں اور جھلسے ہوئے چہروں کے ساتھ مدینہ پہنچتے تھے"
اس قسم کی ہجرت اور استقامت و ایثار نے کفّار کی وحشت میں اور اضافہ کردیا وہ ڈرتے تھے کہ مسلمان مدینہ میں ایك مضبوط مرکز بنا کر ان پر حملہ نہ کردیں_ لہذا فوراً انہوں نے مٹینگ طلب کی تا کہ صلاح و مشورے اور سوچ بچار سے اس خطرے کے تدارك کے لئے کہ جس کا ان کو خیال تك نہ تھا خوب غور و خوض کریں_
اس اجلاس میں ایك مشرك نے گفتگو کی ابتداء ان الفاظ سے کي:
" ہم سوچتے تھے کہ محمد(ص) کی آواز کو اپنے شہر میں خاموش کردیں گے لیکن اب خطرہ بہت سخت ہوگیا ہے مدینہ کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور محمد(ص) سے عہد و پیمان باندھ لیا ہے جانتے ہوکیا

190

ہوا ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے کہ چند روز قبل عقبہ میں ایك اجلاس ہوا ہے؟ کیا جانتے ہو کہ اکثر مسلمان مدینہ کی طرف چلے گئے ہیں اور وہاں کے مسلمانوں سے مل گئے ہیں؟ جانتے ہو کہ اگر محمد(ص) مدینہ کو اپنا مرکز بنانے میں کامیاب ہوگئے تو کتنا بڑا خطرہ ہمارے لئے پیدا ہوجائے گا؟ اس سے پہلے کہ حالات ہمارے قابو سے باہر ہوجائیں اس کا علاج سوچا جائے_ اگر اس خطرے کے تدارک کے لئے جلدہی کوئي اقدام نہ اٹھایا گیا اور کوئي قطعی فیصلہ نہ کیا گیا تو باقی ماندہ فرصت بھی ہاتھ سے نکل جائے گی اور بہت جلد محمد(ص) بھی مدینہ میں اپنے ساتھیوں سے جاملیں گے_
جانتے ہو اس کا علاج کیا ہے؟ صرف اور صرف محمد(ص) کا قتل_ اب ہمارے پاس صرف یہی ایك راستہ باقی ہے_ ایك بہادر آدمی کو اس کام پر مامور کیا جائے کہ وہ چھپ کر محمد(ص) کو قتل کردے اور اگر بنی ہاشم محمد(ص) کے خون کا مطالبہ کریں تو خون بہا ادا کردیا جائے یہی ایك راہ ہے اطمینان و سکون سے زندگی بسر کرنے کي"
ایك بوڑھا آدمی جو ابھی ابھی اجلاس میں شامل ہوا تھا اس نے کہا:

191

نہیں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے کیونکہ بنی ہاشم یقینا خونبہا لینے پر راضی نہیں ہوں کے جس طرح بھی ہوگا وہ قاتل کو پتہ لگا کر اسے قتل کردیں گے کس طرح ممکن ہے کہ تم میں سے کوئي اس کام کو رضاکارانہ طور پر انجام دے کیا کوئي تیار ہے؟
کسی نے جواب نہ دیا،
دوسرے نے کہا:
کیسا رہے گا کہ اگر محمد (ص) کو پکڑ کر قید کردیں؟ کسی کو ان سے ملنے نہ دیں اس طرح لوگوں سے ان کا رابطہ منقطع ہوجائے گا اور لوگ ان کو اور ان کی دعوت کو بھول جائیں گے"
اس بوڑھے نے کہا:
نہیں: یہ اسکیم بھی قابل عمل نہیں ہے، کیا بنی ہاشم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے اور تم آسانی کے ساتھ محمد(ص) کو گرفتار کرلوگے؟ اور اگر بالفرض ان کو پکڑ بھی لو تو بنی ہاشم تم سے جنگ کریں گے اور انہیں آزاد کرالیں گے"
ایك اور آدمی بولا:
محمد(ص) کو اغوا کر کے ایك دور دراز مقام پر چھوڑ آئیں انہیں خفیہ طریقے سے گرفتار کر کے ایك سرکش اونٹ پر بٹھا کر ان کے پاؤں اونٹ کی پیٹھ کے نیچے مضبوطی سے باندھ دیں اور اس اونٹ کو کسی دور دراز مقام پر چھوڑ آئیں تا کہ بیابان کی بھوك و پیاس سے محمد(ص) ہلاك ہوجائیں_ اور اس صورت میں قبائل میں سے انہیں کوئي بچا بھی لے تو وہ مجبوراً اپنی دعوت

192

سے دستبردار ہوجائیں گے کیونکہ اس حالت میں انہیں کون پہنچانے گا اور کون ان کی باتوں اور ان کی دعوت پر کان دھرے گا یہ ایك بہترین طریقہ ہے اے ضعیف مرد"
وہ بوڑھا تھوڑی دیر خاموش رہا جلسہ میں بیٹھے ہوئے لوگ اسے دیکھ رہے تھے کہ دیکھیں اب وہ کیا کہتا ہے_ کچھ توقف کے بعد اس نے سکوت کو توڑا اور گفتگو شروع کي:
نہیں ... یہ کام بھی قابل عمل نہیں ہے_ اول تو یہ کہ تم اتنی آسانی سے محمد کو گرفتار نہ کرسکوں گے، دوسرے یہ کہ تم نہیں جانتے کہ اگر انہیں بیابان میں چھوڑ آؤ اور وہ کسی قبیلے میں چلے جائیں تو پھر کیا ہوگا؟ اپنی عمدہ اور دلنشین گفتگو سے کہ جسے وہ قرآن کہتے ہیں اس قبیلے کے لوگوں کو اپنی طرف بلائیں گے اور یوں تمہارے ساتھ جنگ کرنے اور تم سے اور تمہارے بتوں اور رسم و رواج سے لڑنے اور تمہارا مقابلہ کرنے کے لئے ایك مضبوط مرکز پالیں گے"
عجیب بوڑھا ہے؟ جو کچھ کہتے ہیں ان کی مخالفت کرتا ہے؟
اے ضعیف مرد تم بتاؤ تمہاری تجویز کیا ہے؟
وہ بوڑھا کچھ دیر تك اور خاموش رہا، سب اس کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ کیا کہتا ہے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد دھیمی آواز میں بولا، جانتے ہو کہ اس کا قابل عمل علاج کیا ہے؟
علاج یہ ہے کہ ہر ایك قبیلے سے ایك آدمی منتخب کرو اور انہیں اس بات پر مامور کرو ہ وہ سب

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

193

مل کر رات کی تاریکی میں محمد(ص) پر حملہ کردیں اور محمد(ص) کو ان کے بستر پر ٹکڑے ٹکڑے کردیں اس طرح سے بنی ہاشم بھی قاتل کو نہ پہچان سکیں گے اور نہ ہی ایك ساتھ سب سے جنگ کرسکیں کے لہذا وہ خونبہا لے کر خاموش اور راضی ہوجائیں گے اجلاس میں شامل لوگوں نے بحث و گفتگو کے بعد اسی طریقہ کار کی تائید کی اور اس کو انجام دینے کا ارادہ کرلیا لیکن خداوند عالم کی ذات ان کی باتوں اور ان کے برے ارادوں سے غافل نہ تھي_

خداوند عالم فرماتا ہے:

ہرگز گمان مت کرو کہ خدا ظالموں کے کردار سے غافل ہے نہیں: ان کے اعمال کی تمات تر سزا کو اس دن تك کہ جس دن سخت عذاب سے آنکھیں بند اور خیرہ ہوں گی اور گردش کرنے سے رك جائیں گی ٹال دیا ہے اس دن یہ جلدی (دوڑتے ہوئے) اور سرجھکائے حاضر ہوں گے لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ کہ جسکا عذاب ان کو گھیرے گا اور ظالم کہیں گے کہ پروردگار ہماری موت کو کچھ دن کے لئے ٹال دے تا کہ ہم تیری دعوت کو قبول کرلیں اور تیرے پیغمبروں کی پیروی کریں کیا تم ہی نہیں تھے کہ قسم کھاتے تھے کہ ہم پر موت اور زوال نہیں آئے گا؟"

194

آیت قرآن

" و مکروا و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین"

سورہ آل عمران آیت 54

انہوں نے مکر و فریب کیا اور اللہ نے ان کا جواب دیا اور اللہ بہترین نقشہ کشی کرنے والا ہے_

سوچئے او رجواب دیجئے

1) ___ جب مسلمانوں نے پیغمبر(ص) سے مصائب اور سختیوں کی روك تھام کا تقاضہ کیا تو انہوں نے کیا جواب دیا؟ اور خداوند عالم کی جانب سے کون سی خوشخبری دي؟

2)___ ہجرت کی مشکلات کیا تھیں؟ اور مسلمان کس طرح ان مشکلات پر غالب آتے تھے؟

3)___ مسلمان کس طرح ہجرت کر کے مدینہ پہنچا کرتے تھے؟

4)___ مسلمانوں کی ہجرت اور استقامت و ایثار نے کفار پر کی اثر ڈالا؟

5)___ کفّار نے کس مسئلہ کے بارے میں اجلاس منعقد کی اور کس بات پر ان کا اتفاق ہوا تھا؟

195

6)___ خداوند عالم ظالموں کی سزا کے متعلق قرآن مجید میں کیا فرماتا ہے؟ اور ظالم اپنے پروردگار سے کیا کہیں گے اور کیا خواہش کریں گے اور خدا انہیں کی جواب دے گا؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ چہارم

196

پیغمبر(ص) خدا کی ہجرت (1)

اللہ تعالی کفّار کے منحوس ارادوں سے آگاہ تھا اس نے کفّار کے حیلے سے پیغمبر(ص) کو آگہ کردیا اور ان کے برے ارادے کو پیغمبر(ص) کے سامنے ظاہر کردیا_

خداوند عالم نے پیغمبر(ص) کو خبر دی کہ مشرکوں نے تمہارے قتل پر کمر باندھ رکھی ہے لہذا نہایت خاموشی کے ساتھ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

چھپ کر اس شہر سے مدینہ کی جانب ہجرت کر جاؤ کہ یہ ہجرت، دین اسلام کی بنیاد کو مضبوط بنانے اور محروم لوگوں کو ان ظالموں سے نجات دلانے کا موجب ہوگي_
تم اللہ کی رضا اور مخلوق خدا کی ہدایت کے لئے اپنے اپنے گھر بار کی محبت کو پس پشت ڈال کر ہجرت کرجاؤ کیونکہ اللہ تعالی اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں او رمہاجرین کی مدد کرتا ہے، ان کی حمایت کرتا ہے اور انھیں سعادت و کامیابی کا راستہ بتاتا ہے_ اللہ کا دین ہمیشہ ہجرت و جہاد اور ایثار وقربانی سے وابستہ رہا

197
ہے اور ہمیشہ رہے گا_
پیغمبر خدا(ص) نے اللہ کے حکم سے ہجرت کا پکّا ارادہ کرلیا_
لیکن ہجرت اور یہ ارادہ نہایت پر خطر تھا_ پیغمبر(ص) اور ان کا گھر مکمّل طور پر دشمنوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا_ آمد و رفت کی معمولی سی علامت اور گھر میں ہونے والی غیر معمولی حرکات و سکنات پیغمبر(ص) کے ارادے کو ظاہر کردیتیں اور آپ(ص) کی ہجرت کے پروگرام کو خطرے میں ڈال سکتی تھیں_
کفّار نے آپ(ص) کے گھر اور سونے اور بیٹھنے کی جگہ تك کے متعلق مکمل معلومات حاصل کرلی تھیں تا کہ اس حملہ کی کامیابی کی تکمیل میں کہ جس کو انجام دیتے کے طریقے اور وقت کا تعین ہوچکا تھا کوئي رکاوٹ کھڑی نہ ہوسکے_
رات کے وقت پیغمبر(ص) کی آمد و رفت کے معمولات سے یہ لوگ آگاہ تھے، یہاں تك کہ دروازے کے سوراخ اور دیوار کے اوپر سے پیغمبر کے سونے کی جگہ تك ان کی نگاہوں سے اوجھل نہ تھي_
یہاں تك کہ شب ہجرت آپہنچي_
پیغمبر نے ہجرت کے موضوع پر حضرت علی (ع) سے کہ جنھوں نے ابتداء بعثت سے ہی آپ(ص) کی مدد و نصرت کا پیمان باندھ رکھا تھا مشورہ کیا اور پوچھا:
اے علی (ع) کیا تم خدا کے اس حکم کی تعمیل میں میری مدد کرو گے؟
یا رسول اللہ(ص) میں کس طرح سے آپ(ص) کی مدد کروں؟"
حضرت علی (ع) نے کہا:
کام بہت مشکل ہے_ چالیس کے قریب مشرك چاہتے ہیں کہ

198
رات کے وقت سب مل کر مجھ پر حملہ کردیں اور مجھے بستر ہی پر ٹکڑے ٹکڑے کردیں_ خدا نے مجھے ان کے اس ارادے سے آگاہ کردیا ہے او رہجرت کر جانے کا حکم دیا ہے_ لیکن اگر میں رات کے وقت مکّہ چھوڑدوں ت6و یہ میرے بستر کو خالی پا کر اس طرف متوجہ ہوجائیں گے اور میرا پیچھا کریں گے اور مجھے تلاش کر کے اپنا کام انجام دیں گے اب اس کے تدارك کی ایك ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ میری جگہ کوئي اور بستر پر آج کی رات سوجائے_ اس طرح مشرکین یہ گمان کریں گے کہ میں اپنے بستر پر موجود ہوں_ اے علی (ع) کیا تم تیار ہو کہ آج کی رات میرے بستر پر سوجاؤ اگر چہ یہ کام بہت خطرناك ہے کیونکہ چالیس مشرکین تلواریں سونتے ہوئے آدھی رات کے وقت گھر پر حملہ آور ہوں گے اور عین ممکن ہے کہ میری جگہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کردیں؟"
حضرت محمد(ص) کا یہ بیان سن کر علی (ع) نے سوال کیا کیا اس صورت میں آپ(ص) محفوظ رہیں گے؟
ہاں میں محفوظ رہوں گا اور اگر اس طرح تم نے میری مدد کی تو خدا کے فضل سے میں کامیاب ہوجاؤں گا" حضرت محمد(ص) نے جواب دیا_
حضرت علی (ع) نے فرمایا:
ہاں میں ضرور آپ کی مدد کروں گا:
حضرت علی (ع) کا یہ محکم اور قطعی جواب ایسا تھا کہ جس کی نظر تاریخ اسلام میں نہیں لائي جاسکتي_
ہاں یہ جذبہ ایثار و قربانی ہی تھا جو اس بات کی بنیاد بنا کہ

199
حضرت علی ابن ابی طالب(ع) ، راہ خدا اور پیغمبر خدا کی حفاظت کے لئے اپنی جان کی بازی لگانے پر آمادہ ہوئے اور

اس عہد و پیمان پر استقامت و پائیداری کا مظاہرہ کیا جو آپ(ع) نے پیغمبر خدا(ص) سے کر رکھا تھا_
ہاں، علی (ع) اپنی جان کو خطرے میں ڈال رہے تھے تا کہ پیغمبر(ص) خدا کی جان سلامت رہ سکے_ اور آپ(ص) اللہ کے دین کی تبلیغ کرتے رہیں_ لوگوں کو خداپرستی کی دعوت دیتے رہیں اور ظلم و ستم اور فسق و فجور کو جڑسمیت اکھاڑ پھینکیں_
یوں حضرت محمد(ص) نے اپنی عظیم الشّان ہجرت کا آغاز فرمایا_ ایک مناسب و موزوں وقت پر مکہ سے مدینہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے_
اس رات کہ جس کا مشرکین کو شدت سے انتظار تھا مشرکین آہستہ آہستہ پیغمبر(ص) کے گھر کے نزدیک جمع ہوئے اور ابھی رات کا زیادہ حصّہ نہیں گزارا تھا کہ چالیس طاقتور اور جنگجو آدمیوں نے تلواریں نیام سے نکال کر پیغمبر(ص) کے گھر کا محاصرہ کرلیا_
دروازے کے سوراخ اور دیوار کے اوپر سے گھر کے اندر دیکھا رات کی دھیمی روشنی میں انہیں نظر آیا کہ محمد(ص) معمول کے مطابق سبز رنگ کی چادر اپنے اوپر ڈالے کبھی اس پہلو کبھی اس پہلو کروٹیں بدل رہے ہیں وہ مطمئن ہوگئے کہ آپ(ص) گھر میں موجود ہیں اور ان کا منصوبہ کامیابی سے ہمکنار ہونے والا ہے_
ان میں سے کچھ نے چاہا کہ آدھی رات کے وقت گھر پر حملہ

200

کردیں اور محمد(ص) کو ٹکڑے ٹکڑے کردیں_ لیکن بعض نے کہا کہ گھر میں عورتیں اور بچے بھی سوئے ہوئے ہیں یہ انصاف نہیں کہ رات کی تاریکی میں انہیں پریشان کیا جائے پورا گھر ہمارے محاصرہ میں ہے_ محمد(ص) بھی بستر پر سوئے ہوئے اور ان کے لئے کوئي فرار کا راستہ بھی نہیں ہے تو کیوں جلد بازی دکھائیں___؟ بہتر ہے صبر کریں اور صبح کے وقت حملہ کریں تا کہ سب دیکھ لیں کہ مختلف قبیلوں کے افراد اس قتل میں شریک ہیں_
انہوں نے صبح تک صبر کیا بعض وہیں پر سوگئے اور بعض پہرہ دیتے رہے کہ کوئي گھر سے باہر نہ نکلنے پائے_ سحر کے وقت تلواریں برہنہ کئے دروازے او ردیوار پھاند کر گھر میں داخل ہوئے اور پیغمبر (ص) خدا کے حجرے کے پاس آکر جمع ہوگئے_
حضرت علی علیہ السلام کی رعب دار آواز سن کر اور ان کے غضب ناک چہرے کو دیکھ کر وہ بے اختیار مبہوت اور حیران و پریشان ہوکر اپنی اپنی جگہ رک گئے_ اور پوچھا:
محمد(ص) کہاں ہیں؟
کیا انہیں میرے سپرد کیا تھا؟ حضرت علی (ع) نے غیظ و غضب کے عالم میں جواب دیا_

201

مشرکین اپنے پروگرام کی ناکامی اور دن رات کی محنت کے ضائع ہوجانے پر سخت مایوس ہوئے اور فوراً ہی حضرت محمد(ص) کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے_
انہوں نے خیال کیا کہ یا تو محمد(ص) مکّہ میں چھپے ہوئے ہیں یا پھر مدینہ کی طرف چلے گئے ہیں دونوں صورتوں میں انہیں تلاش کیا جاسکتا ہے اور گرفتار کر کے قتل کیا جاسکتا ہے_
مختلف گروہوں کو مکّہ کی طرف روانہ کیا تا کہ مکّہ سے باہر نکلنے کے راستوں کو کنٹرول میں لے لیں_ ان لوگوں کو جو پیروں کے نشان پہنچاننے میں مہارت رکھتے تھے حکم دیا کہ محمد(ص) کے قدموں کے نشانات کے ذریعہ اس راستے کو دریافت کریں جہاں سے وہ گزر گئے ہیں_ اس کے علاوہ عام اعلان کردیا گیا کہ جو بھی محمد(ص) کو گرفتار کرے گا یا ان کی پناہ گاہ کے متعلق بتائے گا اسے ایک 110 سو اونٹ انعام میں دئے جائیں گے_
لوگوں کی بڑی تعداد انعام کے لالچ میں حضرت محمد(ص) کو تلاش کرنے کے لئے نکل کھڑی ہوئي_ سب نے بہت تلاش کیا، تمام جگہوں کو دیکھا بالآخر حضرت محمد(ص) کے پیرونکے نشانات انہیں نظر آئي گئے_
پیغمبر(ص) کے پیروں کے نشانات کو جو مٹي، ریت اور پتھروں پر بن گئے تھے پہچان لیا گیا اور ان کی وساطت وہ غارتک پہنچ گئے اور آپس میں کہنے لگے_
یقینا محمد(ص) اس غار میں چھپے ہوئے ہیں_
جناب رسول(ص) خدا اور ابوبکر ان کی آوازوں کو غار میں سن رہے تھے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

202

او رانہيں ديكھ رہے تھے، ليكن مكڑى كے جالے نے جو غار كے مہ پر بنا ہوا تھا اور جس پر ايك كبوتر انڈوں پر بيٹھا ہوا تھا ان كو غار كے اندر جانے سے روك ديا انہوں نے كہا:

كيسے ممكن ہے كہ كوئي غار ميں داخل ہو؟ اگر كوئي غار ميں داخل ہوتا تو مكڑى كا جالا ٹوٹا ہوا ہوتا اور كبوتر كا گھونسلہ نيچے گرجاتا اور اس كے انڈے ٹوٹ چكے ہوتے_

ليكن انہيں يہ علم نہيں تھا كہ تمام زمين اور آسمان كے موجودات الله كى فوج ہيں، اس كا لشكر ہيں، اور چونكہ خداوند عليم و حكيم ہے_ وہ اس قسم كے لشكر كو بھيج كر اپنے بندوں كى مدد كرتا ہے_ خصوصاً ان بندوں كى جو اس كى راہ ميں جہاد و ہجرت اور كوشش كرتے ہيں اور مشركوں كے مكر و فريب سے خوف نہيں كھاتے اور اپنى تمام كوشش كو الله كى رضا جوئي ميں اور اس كے احكام كے نفاذ كے لئے مشغول رہتے ہيں مكڑى و كبوتر او رخارك خاشاك تمام كے تمام خدا كى فوج ہيں، نظر آنے والى اور نظر نہ آنے والي_ اور پيغمبران فوجوں كى پناہ ميں غار كى تہہ ميں ابوبكر كے ساتھ بيٹھے ہوئے تھے اور بہت آرام سے باہر ديكھ رہے تھے اور ابوبكر كو تسلّى دے رہے تھے اور فرما رہے تھے_

ڈور نہيں، خدا ہمارے ساتھ ہے اور مشركوں كے شر كو ہم سے دور كرے گا_

كفّار نے كافى دير تك آپ(ص) كو تلاش كيا اور آخر كار مايوس ہوكر واپس لوٹ گئے_

203

ہم نے پہلے سے اپنے بندوں اور رسولوں سے وعدہ كر ركھا ہے اور تاكيد كى ہے كہ ہمارا لشكر ہى كامياب ہوگا سلام ہو تمام پيغمبروں پر اور حمد و سپاس تمام جہانوں كے لئے" (القرآن)

اور يوں خداوند عالم نے اپنے پيغمبر(ص) كى مدد فرمائي اور كافروں كے وقار كو ختم اور نيچا ركر دكھايا اور اپنے كلمے كو باوقار و بالاتر كرديا كيونكہ خدا ہميشہ كامياب اور حكيم ہے اور كافروں كا مكر اسى طرح ختم ہوجاتا ہے اگر چہ ان كا مكر و فريب اپنى قدرت كى زيادتى سے پہاڑوں كو ہى كيوں نہ گرادينے والا ہو_

ہم نے ديكھا كہ الله تعالى نے اپنے پيغمبر(ص) كى كس طرح مددد كى اور يہ بھى ديكھا كہ خدا كے كيسے لشكر پوشيدہ ہيں_ پس كتنا اچھا ہے كہ ہم بھى اس كى مدد پر اعتماد كريں، اس پر توكل كريں اور اپنى جان و مال سے اس كى راہ ميں ہجرت و جہاد كريں كہ يہ طريقہ زندگى كا بہترين اور نيك ترين طريقہ ہے سب سے بہتر ہجرت گناہ سے ہجرت كرنا ہے اور سب سے بڑا جہاد اپنى خواہشات اور شہوت سے جہاد كرنا ہے اور جو بھى خدا كى راہ ميں جہاد كرے خدا اس كے لئے كاميابى كے ايسے راستے كھول ديتا ہے جس كا انہيں علم بھى نہيں ہوتا_

خدا كے خالص بندے جو خدا پر توكل كرتے ہيں اس سے صبر و ثابت قدمى طلب كريں تو جان ليں كہ كاميابى اسى ذات كى طرف سے ہوتى ہے اور تمام قدرت اسى كے ہاتھ ميں ہے_ خداوند عالم اس قسم كے بندوں كے لئے اپنا لشكر روانہ كرتا ہے تا كہ اپنے وعدے كو پورا كرے اور يقينا خدا

204

وعدہ خلافى نہيں كرتا_

كون جانتا تھا كہ خدا اپنے پيغمبر كى مكڑى كے باريك جالے اور ايك كبوتر سے مدد كرے گا؟ پيغمبر(ص) نے لطف خداوندى پر اعتماد كرتے ہوئے ہجرت كے لئے قدم اٹھايا اور كبھى نہ سوچا كہ لوگ مجھے تلاش كريں گے اور مجھے ڈھونڈ نكاليں گے تم پھر كيا ہوگا؟ وہ الله كى نصرت كے وعدے پر ايمان و اطمينان ركھتے تھے اور اسى كى مدد سے ہجرت كى طرف اپنا قدم بڑھايا خدا نے بھى آپ كى مدد كى اور يہ خدا كا پكا وعدہ ہے كہ اس كے دين كى مدد كرنے والے كى وہ خود مدد كرتا ہے_

آيت قرآن

" ولله جنود السّموت و الارض و كان الله عزيزاً حكيماً"

زمين و آسمان كا تمام لشكر الله كا ہے اور الله عزيز و حكيم ہے"

(سورہ فتح 48 آيت 7)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

سوچئے اور جواب دیجیے
1)___ پیغمبر(ص) خدا نے اپنی ہجرت کا ذکر کس کے سامنے کیا؟ اور کیا فرمایا؟ انہوں نے پیغمبر(ص) سے کیا پوچھا؟ اور آخر میں کیا جواب دیا؟

2)___ جب کفّار برہنہ تلواروں کے ساتھ پیغمبر(ص) کے گھر پر جمع ہوئے تو کیا دیکھا؟ اور کیا سنا؟
3)___ پیغمبر(ص) کو تلاش کرنے کے لئے کیا تدبیر کي؟ کتنا انعام مقرّر کیا گیا؟
4)___ جس وقت پیغمبر(ص) خدا کے پیروں کے نشان تلاش کئے اور غار تك جا پہنچے تو کیا دیکھا؟
5)___ پیغمبر(ص) اور ابوبکر کو غار سے باہر کیا نظر آیا ؟ پیغمبر(ص) ابوبکر سے کیا فرما رہے تھے؟
6)___ خدا کا لشکر کیا چیزیں ہیں؟ اور خدا اپنے مہاجر اور مجاہد بندوں کی اس لشکر سے کس طرح مدد کرتا ہے؟
7)___ سب سے بہترین ہجرت کون سی ہے اور سب سے بہترین جہاد کیا ہے؟
8)___ خداوند عالم نے اپنے نہ نظر آنے والے لشکر سے جو کفّار کی آنکھوں میں معمولی معلوم ہوتا تھا اس ہجرت میں کس طرح مدد کی ؟

پیغمبر خدا کی ہجرت (2)

پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلّم مسلسل تین دن تك غار ثور میں مقیم رہے آپ(ص) کا دل خدا کی یاد سے مطمئن اور خدا پر توکل و اعتماد سے پر امید و روشن تھا آپ(ص) موقع کی تلاش میں تھے کہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے سفر ہجرت کو دوبارہ شروع کریں او رمدینہ پہنچ جائیں_
اس ہجرت کے عظیم الشان اثرات اور تنائج کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھے اور اس ہجرت کا عظیم اور پر وقار مستقبل کسی ذہن میں نہ تھا_ کوئي سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہ ہجرت تاریخ میں تمام حق پسند اور حق کے متلاشی انسانوں کو اپنی تحریك کی بقا اور اس کے پھیلاؤ کے لئے ہجرت اختیار کرنے کا سبق دے گي_
اس وقت مکّہ کی تمام بدبخت طاقتیں چاہتی تھیں کہ راستے

میں ہجرت کرنے والے کو تلاش کر کے ٹکڑے ٹکڑے کردیں لیکن مرضی الہی تھی کہ یہ راہیان عشق خیریت کے ساتھ اپنے اس سفر کو طے کریں اور مدینہ پہنچ کر پہلی مسجد کی بنیاد ڈالیں اور اس مسجد سے اٹھنے والی صدائیں بندگان خدا کو عبادت و تقوی اور خدا کی مدد کے لئے جہاد اور ہجرت کے لئے بلائیں اور _____ یقینا اللہ اپنے حکم کے نافذ کرنے او راپنے ارادے کو پورا کرنے پر قادر ہے_
کبھی کبھی آپ(ص) کے ہم سفر اور سا تھي، مشرکوں کی سنگدلی او ردشمني، ان کی طاقت و قدرت اور آپ کی تلاش میں ان کی کوششوں اور بعض اوقات غار کے نزدیك ہی سے آنے والی ان مشرکوں کے قدموں کی آوازوں اور چیخ و پکار سے خوف و اضطراب کا شکار ہوجاتے تھے_ ایسے میں پیغمبر(ص) ان کی ہمت بندھاتے اور دل جوئي کرتے تھے اور فرماتے تھے_
خوف نہ کرو، غم نہ کھاؤ، خدا ہمارے ساتھ ہے"
غار ثور مکّہ کے جنوب میں واقع ہے جبکہ مدینہ کا راستہ مکّہ کے شمال میں ہے لہذا مشرکین زیادہ تر آپ کو شمال ہی کی جانب تلاش کر رہے تھے جنوب کی سمت ان کا دھیاں زیادہ نہ تھا_ اس بناپر آپ(ص) کے ازلی باوفا اور مددگار حضرت

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

علی (ع) رات کی تاریکی میں جب مشرکین کی آنکھیں نیند میں ڈوب جاتیں، آپ(ص) کے لئے کھانا اور پانی لے جاتے مکڑی کے تانے ہوئے جالے کے پیچھے سے آپ(ص) کی خدمت میں کھانا پانی پیش کرتے اور آپ(ص) کو مکّہ حالات اور مشرکوں کے ارادوں سے آگاہ کرتے

208

کبھی کبھی ابوبکر کے فرزند عبداللہ بھی غار میں کھانا اور پانی لے کر آتے تھے_

ایک رات پیغمبر(ص) نے حضرت علی (ع) سے فرمایا کہ لوگوں کی جو امانتیں میرے پاس موجود تھیں انہیں ان کے مالکوں تک پہنچا دو اور دو اونٹ ہمارے لئے لے آؤ کہ ہم مدینہ کی طرف روانہ ہوں اور تم میری بیٹی فاطمہ (ع) اور دوسری عورتوں کو ساتھ لے کر ہم سے آملنا_

آپ کی یہ بات سن کر ابوبکر نے کہا کہ میں نے اونٹ تیار کر رکھے ہیں پیغمبر(ص) نے ان اونٹوں کو منگوانا اس شرط کے ساتھ قبول کیا کہ ابوبکر ان کی ا جرت لے لیں_

ہم جانتے ہیں کہ لوگوں کو پیغمبر اکرم(ص) پر حد سے زیادہ اعتماد تھا_ انہوں نے اپنی بہت سی قیمتی چیزیں آپ(ص) کے پاس بطور امانت رکھی تھیں تا کہ وہ محفوظ رہیں_ اسی اعتماد کی بناپر آپ کو امین کا لقب دیا گیا تھا_

یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ "امانت" اور اس کی حفاظت اور مالکوں تک لوٹا دینا اسلام کے ان احکام و قوانین میں شامل ہے جن کی بہت زیادہ تاکید کی گئي ہے_ یہاں تک کہ امانت میں خیانت کرنا گناہ کبیرہ میں شمار ہوتا ہے_ مومن ہرگز امانت میں خیانت نہیں کرتا اور بات کرنے میں جھوٹ نہیں بولتا اور جو وعدہ کرتا ہے اس کی خلاف ورزی نہیں کرتا_

چوتھی رات، جب مکمل اندھیرا چھاگیا تو نحیف و کمزور جسم کے تین اونٹ تھوڑے سے پانی اور غذا کے ساتھ غار کے دہانے کے قریب تیار کھڑے تھے، ان کے ساتھ راستہ جاننے والا ایک شخص بھی تھا_

خدا کا آخری اور عظیم پیغمبر(ص) اپنے پروردگار کے حکم سے ایک عظیم

209

ہجرت کے لئے آمادہ و تیار ہے___اہل مکّہ کو بیدار کرنے کے لئے 13/ سال تک شدید محنت و کوشش کرنے کے بعد اب اپنا شہر اور اپنا گھر چھوڑنے کے لئے تیار ہے___ اپنے آپ کو سفر کی صعوبتوں اور مشکلات میں ڈالنے کے لئے تیار ہے___ اس شہر کو کہ جو ظل و شرک اور بت پرستی کی غلاظتوں سے پر ہے ترک کرنے کو تیار ہے___ صحرا و پہاڑوں کی طرف راہ پیما ہونے کو تیار ہے_ لیکن خداوند عالم آپ(ص) سے واضح الفاظ میں وعدہ کرتا ہے_

وہی ذات جس نے تم پر قرآن نازل کیا اور اس کی پیروی تم پر فرض کردی تمہیں اس شہر میں واپس لائے گا"

اس جانے کا انجام لوٹ کرآنا ہے تم اس شہر میں لوٹ کر آؤ گے اور توحید کے گھر سے بتوں کو توڑ پھینکو گے_

پیغمبر اسلام(ص) نہایت آہستگی کے ساتھ غار کی تاریکی سے باہر آگئے اونٹوں پر سوار ہوئے اور مدینہ کی طرف اپنے سفر کا آغاز کردیا رات کو سفر کرتے اور ستاروں کی چمک سے راستہ معلوم کرتے اور دن میں پہاڑوں کے درّوں اور پتّھروں کے سائے میں پناہ لیتے اور آرام کیا کرتے اور رات کو پھر سفر پر چل پڑتے اور راہ خدا میں سراپا تسلیم ہوتے ہوئے ذوق و امید سے راستہ طے کرنے لگتے_

غیرمانوس راستے سے تیزی کے ساتھ گزرتے تھے_ یہ ایک طویل و خطرناک اور دشوار سفر تھا_ لیکن راستے کی دوری کو خدا سے امید

210

نزدیک کردیتی تھی اور راہ کی سختی کو "اللہ کے حسن و ثواب کے اعتماد" نے آ سان کردیا تھا اور سفر کے خطروں کا بدل "اللہ تعالی " کا فتح و نصرت کا وعدہ تھا"

سفر کے دوران ایک روز جبکہ آپ ایک بڑے پتھر کے سایہ میں آرام فرما رہے تھے آپ(ص) نے دیکھا کہ کفار کا ایک سوار تیزی کے ساتھ آپ(ص) کی جانب آرہا ہے_ اگر یہ سوار نزدیک آجاتا اور آپ(ص) کا راستہ روک لیتا تو دوسرے کفار بھی پہنچ جاتے اور آپ(ص) کی ہجرت ناکام ہوجاتی لیکن پیغمبر(ص) خدا کو اپنے پروردگار کے لطف و کرم پر کامل یقین تھا_

آپ(ص) نے اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور فرمایا_

اے خدا اے رحمن جو بندوں پر عنایت کرتا ہے اے رحیم جو مومنوں پر مہربانی کرتا ہے تیرے سوا کسی کی تعریف نہیں

کرتے کیونکہ تو ہی حمد و ثنا کے لائق ہے اور حمد و ثنا تیرے لئے ہی مخصوص ہے تیرے سوا کسی کو اپنا رب نہیں جانتا کیونکہ تو ہی میرا پروردگار ہے صرف تو ہی میرا معبود ہے_ اے میرے مددگار میری مدد کر کہ میں نے تیری طرف ہجرت کی ہے اور ہمیں اس کافر دشمن کے شر سے محفوظ رکھ اور توہی ہر ایك کام پر قادر ہے_
فوراً ہی پیغمبر(ص) کی دعا قبول ہوئي اور سوار کے تیز رفتار گھوڑے نے اچانك اپنی لگام سوار کے ہاتھوں سے چھڑائي اور دونوں پچھلے پیروں

211
کے بل کھڑا ہوگیا اور چکّر لگا کر جھٹکے کے ساتھ سوار کو زمین پر گرادیا اور ایك طرف کھڑا ہوگیا_ سوار اٹھا اور سخت تکلیف اور غصّہ کے عالم میں دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا_ چند قدم چلنے کے بعد گھوڑے نے پھر اسی طرح سے زمین پر گرادیا_
غرض دو تین مرتبہ ایسا ہی ہوا تو سوار سمجھ گیا کہ گھوڑے کی اس ناراض کی گیا وجہ ہے_ سوار نے اپنے ارادے کو بدلا و معذرت خواہی کے لئے خدمت پیغمبر(ص) میں حاضر ہوا اور معافی چاہي_
رسول خدا(ص) نے اس سے فرمایا کہ اب جب کہ تجھے حقیقت کا علم ہوگیا ہے جلدی سے واپس لوٹ جا اور ہمارے تعاقب میں جو بھی اس طرف آرہا ہے اسے واپس لوٹا دے_
کافر واپس چلاجاتا ہے اور پیغمبر(ص) خدا تیز رفتاری سے مدینہ کی جانب چل پڑتے ہیں یہاں تك کہ آپ(ص) مدینہ کے نزدیك پہنچ گئے_
مسلمانان مدینہ، انصار و مہاجر، عورت مرد، بچّے بوڑھے سب کے سب آپ(ص) کے شوق دیدار میں منتظر نگاہوں کے ساتھ بیرون مدینہ آپ(ص) کے استقبال کے لئے موجود تھے_
یکایك ان لوگوں نے دور سے رسول خدا(ص) کو آتے ہوئے دیکھا اور عالم شوق میں بے اختیار صدائے تکبیر بلند کرتے ہوئے اور صلوات و سلام بھیجتے ہوئے آپ(ص) کی سمت دوڑے _ رسول خدا(ص) مدینہ سے نزدیك ایك قبانامی دیہات میں قیام پذیر ہوئے تا کہ حضرت علی (ع) اور ان کے ہمراہی بھی پہنچ جائیں _

212
ہجرت پیغمبر اکرم (ص) اتنا عظیم اور اہم واقعہ ہے کہ اسلامی تاریخ کی ابتداء سی سے ہوئي_ ہجرت کے ذریعہ ہمیں سبق دیا گیا کہ ہر زمانہ کے لوگ پیغمبر(ص) کی اس سیرت پر عمل کریں اور ہمیشہ اپنا رخ خدا کی جانب اور اپنے قدم ہجرت کی راہ میں اٹھانے کے لئے تیار ہیں_ اور مسلسل کہیں کہ ...
پروردگار ہم نے ایمان کی ندا دینے والے کی پکار کو سنا_ وہ کہہ رہا تھا کہ پروردگار پر ایمان لے آؤ پروردگار ہم ایمان لے آئے ہمارے گناہوں کو معاف کردے، ہماری خطاؤں کی پردہ پوشی کر اور ہمیں نیك اور صالح لوگوں کے ساتھ اس دنیا سے اٹھا_ خدایا: جو کچھ تو نے اپنے پیغمبروں سے وعدہ کیا ہے ہمیں عنایت فرما اور ہمیں قیامت کے دن ذلیل و خوار نہ کرنا کہ تو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا_
اس طرح اپنے پروردگار سے راز و نیاز کریں اور اس سے یوں جواب سنیں کہ:
خداوند عالم نے تمہاری دعا کو قبول کرلیا کہ میں ہرگز تمہارے (خواہ مردہوں یا عورت) کسی عمل کو ضائع اور بغیر اجر کے نہ چھوڑوں گا جن لوگوں نے ہجرت کی ہے اور اپنے گھر بار کو چھوڑ دیا ہے، خدا کی راہ میں تکالیف اور اذیتوں سے دوچار ہوئے ہیں اور

213
اللہ تعالی کے راستے مینجنگ و جہاد کیا ہے یہاں تك کہ وہ قتل ہوجائیں، خدا ان کی خطاؤں اور گناہوں کو چھپائے گا اور انہیں بخش دے گا اور اس بہشت میں کہ جس کے گھنے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں داخل کرے گا_ یہ اللہ کا ثواب و تحفہ ہے اور یقینا اچھا ثواب تو اللہ ہی کے پاس ہے_ خبردار کافروں کے چند دن تمہارے شہر میں آمد ور فت تمہیں دھوکے میں مبتلا نہ کردے یہ تھوڑے دن کچھ فائدہ دیکھیں گے پھر ان کا مقام و ٹھکانہ جہنم میں ہوگا جو بہت بری جگہ ہے لیکن وہ لوگ کہ جنہوں نے اللہ تعالی کی ذات سے تقوی اختیار کیا ان کے لئے وسیع و کشادہ بہشت ہے کہ جس کے درختوں او رباغوں کے نیچے پانی سے بھری نہریں جاری ہیں_ وہ اس پر امن اور خوبصورت جگہ میں زندگی بسر کیں گے یہ

ہدیہ ہے ان کے لئے خداوند عالم کی طرف سے البتہ وہ جو اللہ کے نزدیك ہے ابرار لوگوں کے لئے وہ بہت ہی بہتر ہے_
ابرار و نیك لوگ اللہ تعالی کی عوت کو دل و جان سے سنتے ہیں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرتے ہیں زمین کی فضا کو
بہت وسیع پاتے ہیں اور ابرار تو ہمیشہ ہجرت میں زندگی بسر کرتے ہیں_ ظلم و ستم او رجہاد

214
کی زمین سے عدل و علم کی سرزمین کی طرف او ربدی سے نیکی کی طرف اور برائي سے اچھائیوں کی طرف ہمیشہ
ہجرت کرتے ہیں_ حقیقت میں مہاجر وہ ہے جو برائیوں سے ہجرت کر کے اور انھیں ترك کرے_

آیت قرآن
"اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن انّ اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ و ایّدہ بجنود لّم تروہا و جعل کلمة الّذین کفروا
السّفلی و کلمة اللہ ہی العلیا و اللہ
جب وہ دو غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھغ کہ رنج و ملال نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے_ اللہ نے اس پر
اطمینان اور سکون قلب نازل فرمایا اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی کہ تم انھیں دیکھ نہیں سکتے اور اللہ نے کافروں
کا بوں نیچا کردیا اور اللہ کابوں تو اونچا ہی ہے اللہ زبردست اور دانا و بینا ہے"_
(سورہ توبہ آیت 40)

215

سوچئے اور جواب دیجئے

1)___ پیغمبر خدا(ص) کتنے دن غارثور میں پوشیدہ رہے؟
2)___ جب پیغمبر(ص) کے ساتھی کافروں کی آواز سن کر خوفزدہ ہوئے تو پیغمبر(ص) نے کن الفاظ میں انھیں تسلّی دي؟
3)___ آپ(ص) کے غار میں پوشیدہ رہنے کے دوران کون لوگ آپ(ص) کے لئے غذا اور پانی لے کر آتے تھے؟
4)___ امانت اور اسے اس کے مالکوں کو لوٹا نے کے سلسلہ میں اسلام کا کیا حکم ہے؟
5)___ چند سوال خود سے بناؤ؟

آموزش دین" بہ زبان سادہ "حصہ چہارم

216

بابرکت پیسہ

خداوند عالم نے پیغمبر(ص) کو مبعوث کیا تا کہ لوگوں کو صحیح اور درست زندگی گزارنے کے اصول اور طریقے بتائیں
اور انہیں فردی اور اجتماعی زندگی کے صحیح اصول اور طریقوں سے روشناس کرائیں پیغمبر(ص) کی سیرت اور سنّت،
زندگی کے لئے بہترین سبق ہے اور آپ(ص) کی گفتگو انسانوں کے لئے بہترین راہنما ہے_
مندرجہ ذیل سطور میں ہم ایك واقعہ نقل کرتے ہیں_ جس میں آپ دیکھیں گے کہ رسول خدا(ص) کس طرح معاشرے میں
زندگی گزارتے ہیں تھے آپ(ص) کیسا لباس زیب تن کرتے تھے اور کس طرح آپ حاجت مندوں کی مدد کو پہنچتے تھے:
جناب رسول خدا(ص) کا لباس پرانا اور بوسیدہ ہوچکا تھا آپ(ص)

217
نے کچھ پیسے حضرت علی علیہ السلام کو دئے اور فرمایا کہ بازار جاؤ اور میرے لئے ایك قمیص لے آؤ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت علی علیہ ا لسلام اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ:
میں نے پیغمبر(ص) سے پیسے لئے اور بازار سے ان پیسوں کی جو بارہ درہم تھے ایك قمیص خریدی اور لاکر پیغمبر(ص) کی خدمت میں پیش کردی پیغمبر(ص) نے قمیص لی اور اسے تھوڑی دیر دیکھا پھر فرمایا: میری خواہش ہے کہ اس سے سستی قمیص پہنوں کیا بیچنے والا اس قمیص کو واپس لے لے گا؟
پتہ نہیں میں جاتا ہوں اور اس سے اس بارے میں بات کرتا ہوں"
میں نے جواب دیا اور پیغمبر(ص) سے قمیص لی اور بیچنے والے کے پاس گیا اور اس سے کہا:
میں نے یہ قمیص پیغمبر(ص) کے لئے خریدی تھی لیکن پیغمبر(ص) چاہتے ہیں کہ اس سے سستا لباس پہنیں کیا تم اس قمیص کو واپس لے سکتے ہو؟"
بیچنے والے نے وہ قمیص اور بارہ درہم واپس کردئے میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوا، رسول خدا(ص) نے فرمایا:

بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں اکٹھے بازار چلیں او رکوئي سستا لباس تلاش کریں،
ہم دونوں بازار کی طرف چل دیئے راستے میں ایك لڑکی گلی کے کنارے بیٹھی رو رہی تھي_ رسول خدا(ص) اس کے نزدیك گئے اور پوچھا "پیاری بیٹي" کیا ہوا ہے؟ کیوں پریشان ہو؟
کیوں رو رہی ہو؟
وہ چھوٹی بچّی پیغمبر خدا(ص) کو پہچانتی تھی اس نے اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کئے اور بولي:
یا رسول اللہ(ص) میں ایك گھر کی کنیز او رخدمتگار ہوں مجھے چار درہم دیئےئے کہ ان سے سودا خریدوں لیکن وہ پیسے مجھ سے کہیں گم ہوگئے ہیں، اگر خالی ہاتھ گئي تو وہ پوچھیں گے اور مجھے ماریں گے_ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کروں؟ گھر جانے کی ہمت نہیں ہو رہی ..."
پیغمبر خدا(ص) نے نہایت مہربانی اور شفقت سے اسے تسلّی دی اور فرمایا:
بیٹی افسوس نہ کرو، یہ چار درہم لو اور سودا لے کر گھر لوٹ جاؤ"
اس لڑکی نے وہ درہم لئے اور خوش خوش وہاں سے چلی گئي ہم بھی بازار کی طرف روانہ ہوگئے پیغمبر(ص) نے ایك سادہ لباس چار درہم میں

خریدا وہیں پہنا اور خدا کا شکر ادا کیا"
کیا ہی اچھا ہوا گر آپ یہ جان لیں کہ جب پیغمبر(ص) نیا لباس پہنتے تھے تو کیا دعا فرماتے تھے آپ(ص) فرماتے تھے_
اللہ کا شکر ہے کہ اس نے یہ لباس مجھے عنایت فرمایا تا کہ اس کے ذریعے میں اپنے بدن کو ڈھانپ سکوں خدایا اس لباس کو میرے لئے خیرو برکت کا لباس قرار دے اور مجھے اس میں سالم اور عافیت سے رکھ"
ہمارے پیغمبر گرامی کبھی اللہ تعالی کی یاد سے غافل نہیں ہوا کرتے تھے اپنے آپ کو اس کا بندہ سمجھے تھے اور ہمیشہ اس کے بے شمار الطائف اور نعمتوں پر شکر ادا کرتے تھے_
حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:
جب ہم گھر واپس آئے تو ایك آدمی کو دیکھا جو ایك پھٹا پرانا لباس پہنے ہوئے لوگوں سے مدد کا طالب ہے اور کہہ رہا ہے کہ جو بھی میرے جسم کو لباس کے ذریعہ ڈھانپے گا خدا اسے بہشتی لباس پہنائے گا_ پیغمبر(ص) اس کے نزدیك گئے، ابھی کچھ دیر پہلے جو لباس آپ(ص) نے خریدا تھا اسے اپنے جسم سے اتارا اور اس مرد کو دے دیا اور فرمایا کہ اسے پہن لو، آپ(ص) نے کچھ دیر اس س اور باتیں کیں، وہ آدمی بہت خوش ہوا اور پیغمبر(ص) کا شکریہ ادا کرنے لگا"
پیغمبر(ص) نے فرمایا:

جو مسلمان اللہ کی رضا کی خاطر کسی مسلمان کو لباس دے گا تو جب تك وہ لباس اس مسلمان کے جسم پر رہے گا لباس دینے والا خدا کی ضمانت و حفاظت اور خیر و برکت ہیں رہے گا_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ہم دوبارہ بازار آئے اور چار در ہم میں ایك اور قمیص خریدی پیغمبر(ص) نے اسے پہنا اور پھر اسی طرح اللہ کا شکر ادا کیا اور گھر کی طرف واپس آنے لگے راستہ میں ہمیں یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ وہ لڑکی جسے ہم نے پہلے چار درہم دیے تھے وہ ابھی تك گلی کے کنارے بیٹھی ہوئي ہے پیغمبر(ص) اس کے نزدیك گئے اور پوچھا:
گھر کیوں نہیں گئي؟ کیا کچھ خریدا نہیں؟"
لڑکی نے جواب دیا:
یا رسول اللہ کیوں نہیں چیزیں تو میں نے خرید لی ہیں لیکن بہت دیر ہوگئي ہے ، میں ڈرتی ہوں کہ گھر والے مجھے ماریں گے اور کہیں گے کہ اتنی دیر کیوں کي؟"
پیغمبر(ص) نے فرمایا"
ڈرو نہیں، میں تمہارے ساتھ چل کر تمہاری سفارش کرتا ہوں لڑکی خوش ہوگئي اور گھر کا پتہ بتانے کے لئے ہمارے آگے آگے چلنے لگی جب ہم گھر کے دروازے پر پہنچے تو پیغمبر(ص) نے بآواز بلند گھر کے مالك کو سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا، دوبارہ سلام کیا پھر بھی کوئي جواب نہ پایا _
پیغمبر(ص) ہمیشہ پسند کرتے تھے کہ مسلمانوں کو سلام کریں،

جس کے پاس سے گزرتے اسے سلام کرتے خواہ وہ فقیر ہو یا امیر، چھوٹا ہو یا بڑا آپ(ص) نہایت عمدہ سلوك و رفتار کے مالك تھے آپ(ص) کے لبوں پر ہمیشہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ کھیلتی رہتی اورآپ(ص) زور سے قہقہہ لگا کرنہیں ہنستے تھے، ہمیشہ انکساری سے پیش آتے تھے لیکن اس انکساری میں احساس کمتری کا ذرہ برابر شائبہ تك نہ ہوتا تھا آپ(ص) سخی تھے لیکن ہرگز فضول خروچی نہیں کرتے تھے نرم دل اور رقیق القلب تھے، تمام مسلمانوں سے محبت کرنے والے اور ان پر مہربان تھے،
اسی تواضح و انکساری کے پیش نظر آپ(ص) نے تیسری مرتبہ سلام کیا کسی نے گھر کے اندر سے جواب دیا،
السلام علیکم یا رسول اللہ(ص)
اور فوراً دروازہ کھول دیا_
رسول خدا(ص) نے فرمایا:
میں نے اس سے پہلے دو مرتبہ سلام کیا تھا لیکن تم نے کوئي جواب نہیں دیا، کیا میری آواز کو نہیں سن رہے تھے؟
صاحب خانہ نے دست بستہ عرض کیا:
کیوں نہیں یا رسول اللہ(ص) لیکن آپ(ص) کی دلکش آواز اور سلام کرنا میرے دل کو اس قدر بھایا کہ بے اختیار میرا جی آپ(ص) کی من موہنی آواز کو دوبارہ سننے کے لئے مچل گیا"
پیغمبر خدا(ص) نے فرمایا:
یہ لڑکی تاخیر سے گھر لوٹی ہے لیکن یہ بے قصور ہے، میں اس لئے آیا

ہوں کہ اس کی سفارش کروں، تم اسے معاف کردو"
صاحب خانہ کہا،
یا رسول(ص) اللہ آپ(ص) کی بابرکت تشریف آوری کے سبب میں نے اس لڑکی کو معاف کیا اور راہ خدا میں آزاد کیا،
پیغمبر خدا(ص) بہت خوش ہوئے، صاحب خانہ کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی ساتھ خداوند عالم کا بھی شکر ادا کیا_
واپسی میں آپ(ص) نے مجھ سے فرمایا:
یا علی (ع) یہ بارہ درہم کتنے بابرکت تھے جنہوں نے دو آدمیوں کو لباس پہنایا اور ایك کنیز کو آ زاد کردیا"
سچ ہے، اگر پیغمبر(ص) نے اس قیمتی لباس کو پہن لیا ہوتا تو کس طرح ممکن تھا کہ ان کی مدد ہوسکی تھی پیغمبر(ص) کے بارے میں کتنا اچھا کہا گیا ہے کہ وہ "خفیف المؤونہ و کثیر المعونہ" (کمتر مدد لینے والے اور زیادہ مدد کرنے والے) البتہ ہر مسلمان کو چاہیئےہ وہ آپ(ص) کی پیروی اختیار کر کے ایسا ہی ہوجائے_

آیت قرآن

"امنوا باللہ و رسولہ و انفقوا ممّا جعلکم مستخلفین فیہ فالّذین امنوا منکم و انفقوا لہم اجر کبیر"

خدا اور اس کے رسول (ص) پر ایمان لاؤ اور اس سے جو خدا نے بطور امانت تمہارے اختیار میں قرار دیا ہے خرچ کرو
تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے اور خرچ کرتے ہیں ان کے لئے بہت بڑا اجر ہوگا_
"سورہ مائدہ آیت 7"

سوچئے اور جواب دیجئے
1) ___وہ چھوٹی بچّی جو پیغمبر اکرم(ص) کو راستے میں ملی کیوں رو رہی تھي؟ پیغمبر(ص) نے اس سے کیا پوچھا؟ اس نے آپ(ص) کو کیا جواب دیا؟
2)___ جب پیغمبر(ص) نیا لباس پہنتے تھے تو کس طرح اور کن الفاظ میں اللہ کا شکر ادا کرتے تھے؟ اور خدا سے کیا طلب کرتے تھے؟
3) ___پیغمبر(ص) نے ايک مسلمان کو رضائے الہی کی خاطر لباس پہننے کا کیا ثواب بیان فرمایا ہے؟
4) ___پیغمبر(ص) نے واپس لوٹتے پر اس لڑکی کس حالت میں دیکھا؟ اور اس سے کیا گفتگو کي؟
5)___ رسول (ص) کی سیرت لوگوں کو سلام کرنے اور ان سے میل ملاپ میں کیسی تھي؟ کیا تم بھی کوشش کرو گے کہ رسول (ص) کی طرح لوگوں سے شفقت اور مہربانی سے پیش آؤ؟

6)___ رسول خدا(ص) کے بارے میں کہا گیا کہ وہ خفیف الموؤنہ اور کثیر المعونہ" تھے اس کی وضاحت کیجئے؟
7)___ پیغمبر خدا(ص) کی صفات میں سے دس صفات کو بیان کیجئے؟

باہمی تعاون

جو شخص بھی اپنے آپ کودوسروں سے برتر سمجھے اور اپنے بوجھ کو دوسروں پر ڈالے، خدا کے غیظ و غضب کا شکار ہوگا"
لعنت اور نفرین ہو اس پر کہ جو اپنی زندگی کا بوجھ دوسرے کے کندھے پر ڈالتا ہے،
یہ دونوں اقوال رسول گرامی (ص) کے ہیں_ آپ(ص) مسلمانوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ سستی اور تن پروری سے پرہیز کریں او رمحنت و کوشش سے اپنی روزی اپنے ہاتھ سے کمائیں خدا کے لطف و کرم کی امید رکھیں اور اپنی دنیا کو پاك و پاکیزہ اور آباد بنائیں"
نہ صرف یہ کہ اپنے بوجھ کو دوسروں پر نہ ڈالیں بلکہ دوسرے مسلمانوں

کے بوجھ کو بھی بانٹیں او راپنی مدد کا ہاتھ ان کی طرف بڑھائیں اور جان لیں کہ خداوند عالم نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا:
جانتے ہیں، رسول خدا(ص) نے اس نیك خصلت کی لوگوں کو کس طرح تعلیم دي_____؟
کیا صرف اپنی گفتگو سے_____؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

نہيں ... بلکہ گفتار سے زيادہ اپنے رفتار و عمل سے آپ(ص) نے اچھی باتوں کی تعليم دی کيونکہ پيغمبراکرم(ص) جو کچھ فرماتے تھے اس پر کامل ايمان رکھتے تھے اور اس سے پہلے کہ لوگوں کو کسی کام کی دعوت ديں، خود اس پر ايمان اور بصيرت سے عمل کرتے تھے_
لوگ بھی چونکہ آپ(ص) کی صداقت اور ايمان کو نہ صرف آپ کے قول ميں بلکہ آپ کے اعمال و افعال بھی ديکھ رہے ہوتے تھے لہذا آپ(ص) سے اور آپ(ص) کے خدائي پيغام سے عقيدت کا اظہار کرتے اور آپ(ص) کی پيروی کرتے تھے،
اس بات کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے بہتر يہ ہے کہ ہم آپ(ص) کے ساتھ ايک سفر پر چليں اور آپ(ص) کے سلوک و رفتار اور عادات و اطوار کو بالخصوص لوگوں کی مدد اور ان سے مدد و تعاون کے سلسلے ميں آپ(ص) کی روش کو قريب سے ديکھيں_
پيغمبر(ص) سفر پر جانے کے لئے تيار ہيں آپ(ص) نے کنگھي، مسواک، اور مختصر سا سامان سفر اٹھايا، اور اپنے ہم سفروں اور ساتھيوں کو بھي

227

ہدايت کر رہے ہيں کہ وہ سب بھی اپنا سامان سفر اور ضرورت کی چيزيں ساتھ لے ليں تا کہ سفر ميں دوسروں کے لئے زحمت کا باعث نہ بنيں_
تمام تياريان مکمل ہونے کے بعد آپ(ص) نے گھر سے نکلتے ہوئے اپنے اہل و عيال او ردوستوں کو نہايت گرم جوشی سے خداحافظ کہا جب قافلہ روانگی کے لئے حرکت ميں آيا تو آپ نہايت خضوع و خشوع کے ساتھ خداوند متعال سے يوں مخاطب ہوئے_
خدايا تيری رضا و عنايت سے سفر کر رہا ہوں اور تيری ذات کی طرف متوجہ ہوں اور تيری رحمت پر اعتماد کرتا ہوں_
خدايا اس سفر ميں تمام اميد و اطمينان تيرے لطف سے وابسطہ ہے تو ميری حاجات کو بر لا جس چيز کو تو ميرے لئے پسند کرتا ہے اسی کی توفيق عنايت فرما کہ تو ميری مصلحت کو مجھ سے بہتر جانتا ہے خدايا: پرہيز گاری اور تقوی کو ميرے راستے کا سامان قرار دے او رمجھے اپنی رحمت و مغفرت کا مستحق قرار دے اور جس طرف بھی جاؤں مجھے نيکی اور اچھائي کی طرف متوجہ کردے"
اس سفر ميں بھی دوسرے سفروں کی طرح آپ(ص) کاروان کے آخر ميں چل رہے تھے تا کہ کمزور و ضعيف اور پيچھے رہ جانے والوں کی خبرگيری کرتے رہيں_
راستے ميں ايک جگہ کھانا کھانے اور سستانے کے لئے

228

يہ قافلہ ٹھہرا پيغمبر اکرم(ص) کے فرمان اور خواہش کے مطابق اونٹوں سے سامان اتار کر انہيں بيابان ميں چھوڑ ديا گيا تا کہ وہ بھی گھاس پھونس سے اپنا پيٹ بھرليں_
قافلہ کا ہر آدمی کسی نہ کسی کام ميں مشغول ہوگيا ايک گروہ پانی لينے چلا گيا، کچھ لوگوں نے دنبہ ذبح کيا اور اس کی کھال اتارنے ميں مشغول ہوگئے_ ايک دو آدمی انٹوں کی حفاظت کرنے لگے اسی دوران پيغمبر(ص) نے فرمايا کہ ميں آگ جلانے کے لئے بيابان سے سو کھی لکڑياں اکٹھی کر کے لاتا ہوں_
اصحاب نے کہا:
يا رسول اللہ(ص) آپ (ص) تھکے ہوئے ہيں آرام کريں ہم خود سب کام انجام دے ليں گے؟"
آپ کا کيا خيال ہے؟
آيا رسول خدا(ص) نے اصحاب کی اس پيش کش کو قبول کرليا ہو گا اور اپنی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے آ رام کی غرض سے ليٹ گئے ہوں گے؟
اس سلسلہ ميں کيا جواب ہے آپ کا؟ خدا اس بات کو پسند نہيں کرتا کہ کوئي اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھے اور اپنے کام کی زحمت کو ان کی گردن پر ڈالے
يہ تھا پيغمبر اکرم(ص) کا جواب :
تم بھی ميری طرح سفر سے تھکے ہوئے ہو جس طرح

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

229

میں غذا کھانے میں تمہارے ساتھ شریك ہوں گا کام کرنے میں بھی مجھے تمہارا شریك ہونا چاہیئےہ اسلامی طریقہ نہیں ہے کہ میں آرام کروں ا ور تم لوگ کام کرو نہیں ایسا نہیں ہوگا میں بھی تمہاری طرح کوئي کام انجام دوں گا"

آپ(ص) اٹھے اور جلانے کے لئے سوکھی لکڑیاں جمع کرنا شروع کردیں_ اس طرح تمام لوگوں نے مل جل کر اور باہمی تعاون سے کھانا تیار کیا ا ور نہایت مہر و محبت کے ساتھ اکٹھے بیٹھ کر تناول کیا_

پیغمبر اسلام(ص) باوجود اس مقام او رخدائي منصب اور اجتماعی حیثیت کے ایك عام مسلمان کی طرح زندگی بسر کرتے تھے آپ(ص) کی خوراك اور لباس بھی دوسرے عام مسلمانوں کی طرح تھا بلکہ بسا اوقات ان سے بھی زیادہ معمولی قیمت کا ہوا کرتا تھا اپنے ذاتی کاموں کو اکثر اوقات خود ہی انجام دیتے تھے اپنی جوتی اور لباس کو پیوند لگاتے تھے گھر کے کاموں میں مدد فرمایا کرتے تھے مشکیزہ کے ذریعہ گھر میں پانی لاتے تھے اور کبھی کبھی خودد کھانا تیار کرتے تھے:

بچّوں کی نگہداشت و پرورش میں مدد کیا کرتے تھے_ گھر کا دروازہ کبھی خود آکر کھولتے تھے گندم اور جو کا آتا پیسنے اور روٹی پکانے میں مدد کیا کرتے تھے، حیوانات کا دودھ دوہتے تھے، انہیں پانی پلاتے اور چارہ ڈالتے تھے، کشادہ روٹی سے لوگوں سے پیش آتے تھے اور خندہ پیشانی کے ساتھ لوگوں سے گفتگو کرتے تھے، کوشش کرتے تھے کہ ہر ایك کو یہاں تك کہ بچّوں کو بھی سلام کریں اور فرمایا کرتے تھے کہ:

230

میں بچّوں کو سلام کرتا ہوں تا کہ بچّوں کا احترام او رعزّت میری امت کی ایك اچھی سنّت قرار پائے اور مسلمان بچّوں کو سلام کریں اور ان کا احترام کریں،

آپ(ص) بد مزاج اور بد زبان نہیں تھے اگر آپ کے سامنے کوئي کسی کی برائي کرتا تو آپ(ص) ناراض ہوجاتے اور فرماتے کہ رك جاؤ، کوئي اور بات کرو سب مسلمانوں کے لئے مہربان اور ہمدرد تھے اور ان کی مدد کو پہنچتے تھے_ اور اپنے کام دوسروں پر ڈالنے سے پرہیز کرتے تھے،

ایك دن مسلمانوں کی ایك جماعت جو سفر سے لوٹ کر آئي تھی آپ(ص) کی خدمت میں حاضر ہوئي اور اپنے ساتھیوں میں سے ایك کی تعریف کرنے لگي_

یہ لوگ کہنے لگے وہ کتنا دیندار اور متّقی ہے اس نے کسی کو کوئي تکلیف اور ایذ انہیں پہنچائي جب ہم راستے ہیں کہیں قیام کرتے تو وہ فوراً پانی تلاش کر کے وضو کرتا اور نماز میں مشغول ہوجاتا اسے سوائے نماز اور دعا کے کسی کام سے سروکار نہ تھا،

پیغمبر اکرم(ص) نے دریافت کہا:

اگر اس کی سفر میں یہ عادت تھی تو اس کے کام کاج کون کرتا تھا؟ اس کے اونٹ کا سامان کون اتارتا تھا؟ کون اس کے لئے غذا اور پانی لاتا تھا؟ کون اس کے لئے کھانا پکاتا تھا؟ اور چلتے وقت کون اس کے اونٹ پر سامان لادتا تھا؟"

یا رسول(ص) اللہ ان تمام کاموں کو ہم فخریہ طور پر انجام دیتے

231

تھے" ان لوگوں نے جواب دیا،

رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا:

یقینا تم اس سے بہتر ہو او رالله کے نزدیك بلند درجہ رکھتے ہو یہ ٹھیك نہیں کہ ایك مسلمان اپنے کام کا بوجھ دوسروں کی گردن پر ڈالے اور خود اپنے خیال میں عبادت کرنا شروع کردے نماز و دعا اپنی جگہ بہترین عبادت ہیں لیکن سعی و کوشش بھی ایك بہت بڑی عبادت ہے اور خداتعالی کی مخلوق کی خدمت کرنا بھی بڑی عبادت ہے"

اب آپ سوچئے کہ:

آپ کس طرح الله کی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں؟ کن کاموں میں ان کے ساتھ مدد و تعاون کرتے ہیں؟

کیا آپ کا پکّا ارادہ ہے کہ اپنے مدرسے اور گھر کے کاموں کو خود انجام دیں گے اوردوسروں کے کاندھوں پر بوجھ نہیں ڈالیں گے؟

کیا آپ کوشش کرتے ہیں کہ ماں باپ اور دوسرے افراد کا بوجھ اٹھائیں اور خود کسی پر بوجھ نہ بنیں؟

مختصر یہ کہ آپ رسول خدا(ص) کی اس سنت پر کس طرح عمل پیرا ہوں گے؟

آیت قرآن

"و تعاونوا علی البرّ و التّقوی و لا تعاونوا علی الاثم و العدوان"

نیك کاموں اور تقوی میں ایك دوسرے سے تعاون کرو اور ظلم و گناہ میں کسی سے تعاون نہ کرو"

سوچئے اور جواب دیجئے

1)___ عام طور پر پیغمبر(ص) کون سی چیزیں سفر میں اپنے ہمراہ لے جاتے تھے؟ کیا آپ بتاسکتے ہیں کہ ان تمام چیزوں کا سفر میں ساتھ لے جانا رسول خدا(ص) کی کن صفات کی نشان دہی کرتا ہے___؟

2) ___ پیغمبر(ص) سفر کرتے وقت اپنے اصحاب کو کیا تاکید کیا کرتے تھے اور کیوں؟

3)___ رسول خدا(ص) کی عادت اور سیرت، سفر کرنے سے پہلے اپنی قوم، دوستوں اور اہل بیت (ع) کے ساتھ کیا تھي؟ پیغمبر(ص) کی یہ سیرت ہمیں کیا درس دیتی ہے؟

4) قافلہ کی روانگی کے وقت رسول خدا(ص) کون سی دعا پڑھا کرتے تھے؟ آپ(ص) کی دعا کے الفاظ بتائیے

5) عام طور پر پیغمبر(ص) قافلے کے کس حصہ میں چلا کرتے تھے؟

6) درمیان راہ قیام کے وقت، رسول خدا(ص) جانوروں کے متعلق کیا حکم دیا کرتے تھے؟

7) خدا کے رسول (ص) نے غذا کی تیاری کے لئے کونسا کام اپنے ذمّہ لیا؟ اس وقت اصحاب نے آپ(ص) سے کیا کہا؟ آپ نے ان کے جواب میں کیا فرمایا؟

8) پیغمبر(ص) بچّوں کے ساتھ کیسا سلوك کیا کرتے تھے؟

9) اگر پیغمبر(ص) کے سامنے کسی کی برائي کی جاتی تو آپ کیا فرماتے تھے؟

10) پیغمبر(ص) نے ان لوگوں سے کہ جو اپنے ہمسفر کی تعریف کر رہے تھے کیا پوچھا تھا؟ اور ان سے ان کے ہمسفر کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟

ہمّت مرداں مدد خدا

اسلامی لغت میں "سوال" کے دو معنی بیان کئے جاتے ہیں ایك معنی پوچھنے کے ہیں_ یعنی نہ جاننے والا کسی جاننے والے سے سوال کرتا ہے، تا کہ اس طرح وہ اپنے علم میں اضافہ کرسکے اس لحاظ سے سوال کرنا بہت اچھا اور پسندیدہ فعل ہے_ جو شخص نہیں جانتا اسے چاہئے کہ وہ جاننے والوں سے سوال کرے تا کہ اس کے علم و آگاہی میں اضافہ ہوجائے دین اسلام کے پیشواؤں کے کلام میں ملتا ہے کہ علم و دانش کے بند دروازوں کی چابی "سوال" کرنا ہے"

سوال کے دوسرے معنی کسی سے مدد طلب کرنے اور بلامعاوضہ کوئي چیز مانگنے کے ہیں ان معنوں میں کسی سے سوال کرنا اسلامی نقطہ نگاہ سے بہت ہی برا اور ناپسندیدہ عمل ہے_

ایك شخص نے پیغمبر(ص) سے پوچھا کہ:

یا رسول اللہ(ص) مجھے کوئي ایسا عمل بتائیےہ مجھے اس کے بجالانے کے بعد یقین ہوجائے کہ میں اہل جنّت میں سے ہوں"
پیغمبر(ص) نے اس کے جواب میں تین چیزوں کے متعلق فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ آخرت میں جنتیوں کے زمرے میں شامل ہوجاؤ تو ان تین چیزوں کی ہمیشہ پابندی کرو:

1)___ بلاوجہ غصہ نہ کرو
2)___ کبھی لوگوں سے سوال نہ کرو
3)___ لوگوں کے لئے وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو_

نیز پیغمبر(ص) نے فرمایا:
جو شخص ایك دو دن کی روزی رکھنے کے باوجود لوگوں سے سوال کرے تو خداوند عالم اسے قیامت کے دن برے چہرے سے محشور کرے گا"
پیغمبر(ص) خدا مسلمانوں کی غیرت و شرافت انسانی کے اتنے قائل تھے کہ آپ کو پسند نہ تھا کہ کوئي مسلمان اپنی عزت و آبرو کو اس کے اور اس کے سامنے رسوا کرے اور بغیر ضرورت اور لاچاری کے سوال کے لئے لب کشائي کرے اور خدا کے سوا اور کسی سے حاجت طلب کرے_
آپ(ص) فرمایا کرتے تھے کہ مومن کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرتا پھرے حالانکہ آپ(ص) ضرورت کے وقت محتاجوں اور ضرورت مندوں کی مدد و نصرت بھی کیا کرتے تھے لیکن پسند نہیں کرتے کہ مومن

236
اپنی عزّت و شرافت اور آبرو کو کسی کے سامنے رسوا کرے یہاں تك کہ خود پیغمبر(ص) کے سامنے بھی اظہار حاجت اور نیازمندی کرے اور آپ(ص) تاکید فرماتے تھے کہ:
ہر وہ شخص جو بے نیازی کا مظاہرہ کرے اور کسی سے سوال نہ کرے اور اپنے دل کے راز کو فقط اپنے خدا سے کہے تو خدا اسے بے نیاز کردے گا لیکن جو شخص بلاوجہ اس سے اور اس سے سوال کرے اور اپنی عزّت نفس کو مجروح کرے، خداوند عالم بھی اس کے لئے فقر و نیازمندی کے دروازے کھول دیتا ہے"
اس مطلب کو بہتر طور پر سمجھنے اور پیغمبر خدا(ص) کی انسان ساز اور عزّت آفرین سنّت کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیےور اس میں حضرت رسول خدا(ص) کے اس شخص سے برتاؤ پر توجّہ دیجئے_
ایك شخص مدّت سے بے کار تھا اور بے کاری نے اسے فقیر و تہی دست کردیا تھا اس کے سامنے فقر سے نجات اور ضروریات پوری کرنے کے تمام راستے بند ہوچکے تھے اور اس کا کوئي علاج دکھائي نہ دیتا تھا ایك دن اس شخص نے اس مسئلہ کو اپنی بیوی کے سامنے بیان کیا اور اس سے مشورہ طلب کیا،
اس کی بیوی نے کہا کہ رسو ل خدا(ص) ایك مہربان اور کریم و سخی انسان ہیں بہتر ہے کہ ان کی خدمت میں جاؤ اور اپنی حالت کو بیان کرو اور ان سے مدد طلب کرو_

237
اس شخص کو یہ تجویز پسند آئي وہ اٹھا اور رسول(ص) کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام کیا اور شرم کے مارے ایك کونے میں بیٹھ گیا_
رسول اکرم(ص) نے اس کے چہرے پر نگاہ ڈالی اور ایك ہی نگاہ میں تمام معاملے کو سمجھ گئے اس سے پہلے کہ وہ شخص اپنی مصیبت اور تنگدستی کے متعلق کچھ کہتا اور سوال کے لئے لب کشائي کرتا پیغمبر(ص) نے گفتگو کے لئے اپنے لب کھولے اور وہاں موجود افراد سے ان الفاظ میں خطاب فرمایا:
ہم ہر سائل کی مدد کریں گے لیکن اگر وہ بے نیازی اختیار کرے اور اپنا ہاتھ مخلوق کے سامنے نہ پھیلائے اور کام میں زیادہ محنت و کوشش کرے تو خدا اس کی احتیاج کو پورا کرے گا_
خدا کے رسول(ص) کی مختصر و پر معنی گفتگو اس محتاج انسان کے دل پر اثر کر گئي_ آپ کے مقصد کو اس شخص نے سمجھ لیا اپنی جگہ سے اٹھا آپ کو خداحافظ کہا اور اپنے گھر لوٹ آیا_ بیوی جو اس کے انتظار میں تھی اس نے ماجرا دریافت کیا_
مرد نے جواب دیا کہ:

میں رسول خدا(ص) کی خدمت میں گیا تھا اس سے پہلے کہ کچھ کہتا، رسول (ص) نے فرمایا کہ جو شخص چاہے ہم اس کی مدد کریں گے لیکن اگر بے نیازی اختیار کے اور اپنا ہاتھ کسی کے سامنے نہ پھیلائے تو خدا اس کی احتیاج کو دور کردے گا میں سوچتا ہوں کہ آپ(ص) کی نظر میري

238

حالت پر تھی اسی لئے میں نے کچھ نہ کہا اور گھر واپس لوٹ آیا ہوں لہذا پیغمبر(ص) کے ارشاد کے مطابق ہمیں خود ہی کوئي علاج سوچنا چاہئے_

اس نے ایك دودن مزید مشکل اور پریشانی میں کاٹے اور غور و فکر کرتا رہا لیکن تمام سوچ بچار کے باوجود کوئي مناسب کام اور کوئي ایسا علاج جو اسکے بند دروازے کو کھول دیتا اس کے ذہن میں یہ آیا مجبوراً اس نے دوبارہ ارادہ کیا کہ پیغمبر(ص) خدا کی خدمت میں جائے اور اپنی حالت کو بیان کرے اور آپ سے امداد طلب کرے_

دوبارہ خدمت رسول(ص) میں پہنچا، سلام کیا اور شرمساری کے ساتھ آپ(ص) کے سامنے بیٹھ گیا منتظر تھا کہ موقع ملے اور اپنے مقصد کو پیغمبر(ص) کے سامنے بیان کرے لیکن رسول (ص) خدا جن کے نزدیك ایك انسان کی عزّت و آبرو کی بہت قیمت تھي، آپ(ص) نے اسے موقع نہ دیا کہ وہ اپنے آپ کو شرمندہ کرے اور پیغمبر(ص) کے سامنے اپنی حاجت کا اظہار کرے اس سے پہلے کہ وہ اس بات کے لئے لب کشائي کرے آپ(ص) نے دوبارہ وہی جملہ دہرایا:

ہم ہر سائل کی مدد کریں گے لیکن اگر وہ بے نیازی اختیار کرے اور اپنا ہاتھ مخلوق کے سامنے درازنہ کرے اور اپنے کام میں زیادہ محنت و کوشش کرے تو خدا اس کی ضروریات پوری کردے گا_

پیغمبر خدا(ص) کی گفتگو نے اس شخص کے ایمان قلبی کو راسخ و قوی کردیا اور عزت نفس، آبرو اور شرافت کی اہمیت کو اس کے سامنے واضح

239

کردیا اس نے سوال کرنے کا ارادہ ترك کردیا اور گھر واپس لوٹ آیا جہاں اس کی بیوی فقر و فاقہ سے عاجز، رسول(ص) خدا کی طرف سے مدد کے انتظار میں بیٹھی تھي_ شوہر نے پیغمبر(ص) سے ملاقات کی تفصیل کو بیوی کے سامنے بیان کیا اور دونوں ایك بار پھر فقر و فاقہ کے تدارك کی فکر کرنے لگے مگر نتیجہ وہی ڈھاك کے تین پات آخر کار انہوں نے پکا ارادہ کرلیا کہ رسول(ص) خدا کی خدمت میں جائیں اور ہر حال میں اپنے مقصد کو بیان کریں اور مدد طلب کریں_

اب تیسری دفعہ وہ پیغمبر(ص) کی خدمت میں شرف یاب ہوا وہ قطعی فیصلہ کرچکا تھا کہ اپنے رنج و مصیبت اور پریشانی کو آپ(ص) کے سامنے تفصیل سے بیان کرے گا اور آپ(ص) سے مدد طلب کرے گا لیکن جو نہی اس کی نگاہ پیغمبر(ص) کے چہرہ مبارك پر پڑی اس کے تمام وجود کو شرم و حیا نے گھیرلیا اور کافی دیر تك آرام سے ایك گوشہ میں بیٹھا رہا اور سورچ رہا تھا کہ کیا کہے_ اسی دوران رسول(ص) خدا کی عزّت آفرین کلام کو سنا، آپ(ص) یقین و امید کے لہجے میں فرما رہے تھے: جو شخص مدد طلب کریگا ہم اس کی مدد کریں گے لیکن اگر وہ زیادہ محنت کرے تو خدا اس کی ضرورت و حاجت کو دور کردے گا_ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور محبت آمیز نگاہ رسول(ص) چہرے پر ڈالی گویا وہ محسوس کرچکا تھا کہ رسول(ص) اس کی عزت و آبرو کی حفاظت کو ہر چیز پر فوقیت دیتے ہیں اور آپ نہیں چاہتے کہ وہ اپنی عزّت و آبرو کو اس آسانی کے ساتھ کھو بیٹھے اس نے رسول کو خداحافظ کہا اور گھر واپس لوٹ آیا_

خدا کے رسول(ص) کی باتوں نے اس کے دل سے سستي، شك و شبہ اور ناامیدی کو پوری طرح دور کردیا اور اس کی جگہ طاقت اور یقین نے لے لي

240

اور اللہ پر اعتماد کے ساتھ اس نے پکا ارادہ کرلیا کہ وہ سخت محنت و کوشش کرے گا اور ہر حال میں کوئي نہ کوئي کام شروع کرے گا اور اس طرح اپنی محتاج اور بے سر و سامانی کو دور کرنے کی کوشش کرے گا_

ایك بار پھر وہ خالی ہاتھوں لیکن عزم و امید سے لبریز دل کے ساتھ گھر میں داخل ہوا اور اپنی بیوی کے سامنے پورا قصہ اور اپنا فیصلہ بیان کیا_

دوسرے دن صبح ہی صبح وہ گھر سے نکلا اور صحرا کی جانب چل پڑا صبح سے شام تك سخت محنت اور مستقل مزاجی کے ساتھ لکڑیوں کا ایك ڈھیر اکٹھا کیا اور اسے کاندھے پر اٹھا کر شہر کی جانب چل دیا لکڑیوں کو بیچ کر تھوڑی سی غذا

كا انتظام كيا اور خوش و خرم گھر كى طرف روانہ ہوا اس كى بيوى جو اس كے انتظار ميں بيٹھى ہوئي تھى اس كے استقبال كے لئے خوش خوشى دوڑى ہوئي آئي دونوں نے ساتھ بيٹھ كر كھانا كھايا اور محنت كوشش اور خدا پر اعتماد كے پھل كى لذّت كو چكھا"
دوسرے دن بھى صبح ہى صبح پكے ارادے كے ساتھ صحرا كى طرف روانہ ہوا اور خوب تلاش و كوشش كے بعد لكڑيوں كا ايك ڈھير اكٹھا كرليا_ كندھے پر ڈالا اور شہر كى طرف چل پڑايوں يہ شخص ايك مدّت تك اسى طرح كام كرتا رہا_
آہستہ آہستہ كچھ رقم جمع كر كے اس نے لكڑى كاٹنے كے لئے ايك كلہاڑى اور سامان اٹھانے كے لئے ايك جانور خريد ليا اس كاكام دن بدن بہتر ہوتا چلا گيا يہاں تك كہ اپنے مال كے ايك حصّہ سے غريبوں اور سكينوں كى مدد كرنے لگا وہ لذّت اور خوشى جو اسے اپنى كوشش اور

كام كرنے سے حاصل ہوئي تھى دوسروں سے اس كا تذكرہ كرتا اور انہيں بھى محنت كرنے كى طرف راغب كرتا،
ايك دن اس كى رسول (ص) خدا سے ملاقات ہوئي اسے وہ سختيوں كے دن اور پيغمبر(ص) كى وہ حوصلہ افزا گفتگو ياد آگئي كہ كس طرح خدا كے رسول(ص) نے اس كى عزت و آبرو كى حفاظت كى تھي، كہنے لگا:
يا رسول(ص) خدا ميرا كام بہت اچھا چل رہا ہے_ اور ميرے حالات زندگى بھى اچھے ہوگئے ہيں"
رسول خدا(ص) مسكرائے اور فرمايا:
ميں نے نہيں كہا تھا كہ جو بے نيازى كا اظہار كرے خدا اسے محتاجى سے نجات ديتا ہے_ يہ الله كا وعدہ ہے اور اس كا وعدہ سچا ہوتا ہے البتہ اس كے ساتھ ا جر و ثواب اور نيك انجام بھى عطا فرماتا ہے_
آپ نے ديكھا كہ پيغمبر(ص) كى نگاہ ميں انسان كى عزّت و شرافت كى كتنى قدر و قيمت ہے اور آپ(ص) سوال كرنا كتنا ناپسند فرماتے تھے؟
كام اور كام كرنے والا اسلام كى نظر ميں ايك خاص اہميت ركھتا ہے بالخصوص وہ كام جس كے ذريعہ كوئي چيز پيدا كى جائے ان كى اتنى قدر و قيمت ہے كہ عبادت ميں بلكہ بہترين عبادات ميں شمار ہوتے ہيں_
پيغمبر (ص) اكرم نے فرمايا ہے كہ:
عبادات كے ستّر اجزاء ہيں اور ان ميں سب سے بہترين كام كرنا ہے وہ كام كہ جس سے حلال روزي

حاصل ہو"
امام محمد(ص) باقر عليہ السلام فرماتے ہيں كہ جو شخص كام كرے اور محنت كرے تا كہ لوگوں سے سوال نہ كرنا پڑے اور اپنے خاندان كے اخراجاتن ميں وسعت دے سكے اور اپنے ہمسايوں كى مدد كرے جب وہ آخرت ميں محشور ہوگا تو اس كا چہرہ چودہويں رات كے چاند كى طرح چمكتا ہوگا،
امام جعفر صادق (ع) نے فرمايا:
جو شخص اپنے خاندان كے لئے روزى حاصل كرتا ہے وہ اس شخص كى طرح ہے جو الله كى راہ ميں جہاد كرتا ہے"

آيت قرآن
فاذا قضيت الصّلوة فانتشروا فى الارض وابتغوا من فضل الله"
جب نماز ختم ہوجائے تو زمين ميں پھيل جاؤ اور الله كے فضل كى تلاش كرو"

سوچئے اور جواب ديجئے

1)___ سوال كرنے سے كيا مراد ہے؟ ان دونوں معنى كو جو سبق ميں بيان كئے گئے ہيں تحرير كيجئے؟
2)___ علم كے بند دروازے كى چابى كيا ہے؟ وضاحت كيجئے كہ كس طرح؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

3)___ پیغمبر(ص) نے اس مرد کی درخواست کے جواب میں کیا کہا جس نے کہا تھا کہ اسے کچھ کام سکھائیں؟
4)___ جس شخص کے پاس ایك دودن کی روزی موجود ہو اس کے باوجود لوگوں سے سوال کرتا پھرے قیامت میں کس طرح محشور ہوگا؟
5)___ پیغمبر(ص) نے اس مرد سے کیا فرمایا جو آپ(ص) سے سوال کرنے آیا تھا؟
6)___ پیغمبر(ص) کی امید افزا گفتگو نے کس طرح ا س مرد کو کام کرنے پر آمادہ کیا؟
7)___ رسول اکرم(ص) کام کرنے اور حلال روزی کمانے کے بارے میں کیا قول ہے؟
8)___ امام محمد باقر (ع) کا قول محنت و کوشش کے متعلق کیا ہے؟ اس کے مفہوم کی وضاحت کیجئے؟
9)___ امام جعفر صادق (ع) نے کن افراد کو جہاد کرنے والوں میں شمار کیا ہے؟